بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

الحمد لله و المنة کہ درین ہنگام فرحت انجام بفضل ملک العلام
مفید اہل اسلام حقیقت ملت خاتم الانبیاء کرام دفع اوہام کالانعام

الموسوم بجواب

رسالۂ گمنام

تتمۂ

اظہار الہدیٰ

تصنیف زبدۃ العلماء العظام اسوۃ العلماء الفخام عالیجناب
مولوی شیخ احمد صاحب بن مولانا شیخ محمد وجیہ الدین صاحب
مرحوم دام اقبالہ

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ بتاریخ ۸ جمادی الاول ۱۳۱۰
در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عبد علی طبع شد

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

الحمد للہ والمنہ کہ درین ہنگام فرحت انجام بفضل ملک العلام معین اہل اسلام حقیت ملت خاتم انبیاء کرام دفع اوہام کالانعام الموسوم

جواب رسالۂ گمنام

تتمۂ

اظہار الہدی

تصنیف لطیف زبدۃ العلماء العظام اسوۃ العلماء الفخام حکمت مآب عالیجناب حکیم مولوی شیخ احمد صاحب بن مولانا شیخ محمد وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی سابق المصنف

باهتمام سید عابد علی مالک مطبع اثنا عشری طبع یوسفیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قال المولوی محمد جہانگیر خان شکوہ آبادی مجلاً ذکر بعض تصرفات بے معنی رسالہ
انوار الہدے مولفہ شیخ احمد وکیل جی پور دیو بندے -
اقول مستعیناً باللّٰہ العلیم الخبیر شکر ہے کہ تمام مقاصد ومطالب انوار الہدے
نے مولوی جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کے نزدیک درجہ قبولیت پالیا صرف
بعض مقامات پر کہ تعداد اونکی ستائیس ۲۷ فقرات ہین اونکو اشتباہ تصرف بے
معنے کا ہوا اسلیئے ہم اون شبہات مولویصاحب کو زایل کرتے ہین -
قال پوشیدہ نہ رہے کہ درین ایام شیخ احمد وکیل جی پور دیوبندی نے ایک رسالہ
مسمی انوار الہدے تالیف کیا ہے ماخذ اوس تمام ہذیان کا صرف اسقدر ہے
کہ اصحاب صاحب لولاک بالخصوص خلفاء ثلثہ کسی لایق نہ تھے اور نہ اونسے
کوئی کام دین مین بنا الخ تا مصرعہ پیش آتا ہے وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہے
اقول مولویصاحب خوب ہی سمجھے ہین ماشاء اللّٰہ انوار الہدے کے مقاصد
ومطالب پر حضرت کو ہے عبور ہوا ہے -
قال اب ہم تھوڑے سے تصرفات واہیات جنمین مولف نے بہت کچھہ ایمان
داری کو کام فرمایا ہے بطور نمونہ تحریر کرتے ہین اور اپنی مظلومیت اور
مولف کے تعصبانہ قابلیت کے داد چاہتے ہین وہ یہ ہے صفحہ ۳ و ۴ مین

مولف نے دعوی کیا ہے کہ اس رسالہ کی تالیف کے ختم ہونے تک مذہب شیعہ کے کسی کتاب کو مطالعہ نہین کیا اور نہ ایک لفظ بھی اونہین اونکی کتب سے اخذ نہین کیا گیا ہم اس قول کو کہ شیعہ کی کتب کو تا ختم کتاب نہ آنکہہ سے دیکھا اور نہ ایک لفظ اونہین سے لیا مولف کی ہے کتاب سے جہوٹا کرتے ہین۔ صفحہ ۱۲ سے تہتر تک مین شیعون کی کتابون کے روایات معجزات امام محمد بن حسن عسکری ملقب بامام مہدی بلفظہ مرقوم ہین —

روایت ہے کہ آپکی والدہ شریفہ کو مثل ام موسے کے آثار حمل کے نمایان نہ تہے حضرت حکیمہ عمہ شریفہ امام حسن عسکری عؑ فرماتے ہین کہ جب مینے سورہ انا انزلنٰہ وقل ہو اللہ و آیۃ الکرسی پڑہی نرجس کے شکم مین بچہ بھی پڑہنے لگا بعد اسکے دیکھا مینے کہ تمام مکان روشن ہوگیا لڑکے نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اوسیوقت دوسرے مکان سے حضرت ابو محمد زکی نے آواز دی کہ ای عمہ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جب اونکے پاس لائین حضرت نے گود مین لیکر اپنے زبان بچہ کے موہنہ مین دے اور فرمایا کہ اے فرزند خدا کے حکم سے بولو چنانچہ لڑکے نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ونرید ان من استضعفہ فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین پہر دیکھا مینے کہ مرغان سبز نے مجھکو گہیر لیا پہر حضرت ابو محمد نے ایک سبز مرغ سے مخاطب ہو کر فرمایا خذہ فاحفظہ حتی یامر اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ حکیمہ فرماتی ہین کہ مینے ابو محمدؑ سے پوچھا کہ یہ سبز مرغ کون ہین فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ودیگر ملائکہ رحمت ہین پہر مین اونکی والدہ شریفہ کے پاس لیگئی فرمایا کہ یہہ صاحب زادہ ناف بریدہ ومختنہ کردہ پیدا ہوا ہے اور بازوی راست پر آپکے لکہا تہا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

روایت ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے دوزانو ہو بیٹھے اور انگشت سبابہ بجانب آسمان اوٹھائی چھینک لی اور الحمد للہ رب العالمین کہا روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری ع سے دریافت کیا کہ آپکے بعد کون خلیفہ و جانشین و امام انست ہوگا آپنے پردہ مکان کا اوٹھایا اوسمین سے ایک لڑکا خوبصورت تین ۳ چار ۴ برس کا نکلا پہر آپنے پردہ اوٹھا کر مکان کے اندر کردیا راوی کہتا ہے کہ پہر مینے پردہ اوٹھا کر تمام حجرہ دیکہا اوس صاحب زادہ کو نہ پایا۔

روایت ہے کہ جب حضرت امام محمد زکی ع شہید ہوئے تو صاحب زادے ایک سرداب مین غائب ہوگئے جب مکان کو لوٹا تو اودن حضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلے بچہائے ہوئے بیٹھے دیکہا لوگ دریا مین گہسے اور غرق ہوگئے چنانچہ اس خواب پریشان کی تعبیر خود ہی مولف نے یہہ کی ہے کہ بعقیدۂ علمائے شیعہ یہی صاحب الامر امام مہدی اخر الزمان ع ہین۔ یہہ تمام روایات علمائے شیعون کے کتب معتقدات مین درج ہین مگر یہہ مضمون بالخصوص لب لباب احقاق الحق معتبر کتاب شیعونکا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور مین دیکہہ لے اہل سنت کے کتابون مین اس سوتے جاگتے کے قصہ کا کچہہ اثر نہین ہے اور نہ کوئی سنی اس کچے غم کا معتقد ہے۔ اگر کوئی کہے کہ مولف کے رسالہ مین شیعون کی کتاب کا نام ہی نہین ہے تو ہم جواب دین کہ صفحہ ۲۳ مین دو جگہ کشف الغمہ کے حوالے سے مضمون رنگا گیا ہے ہر دو حالت مین مولف سچے نہ ٹہہرے اور جہوٹے کا نام اسلام مین کذاب ہے پس یہہ رسالہ ایمان والون کے نزدیک یقیناً نامعتبر ہے اسلیئے کہ اصل مین شیعون کی کتابون کا لب لباب ہے۔

اقول و بہ نستعین مولف اظہار الہدے کے اس اعتراض سے پایاجاتا ہے

کہ وہ مذہب اہل سُنت اور اونکی کتب سے محض نابلد ہے اور اپنے ذہن مین
سمجھہ لیا ہے کہ جو میرا فاسد عقیدہ ہے وہی جمیع اہل تسنن کا ہوگا اور غضب
یہہ ہے کہ مولف صاحب نے جو دو چار اُردو کی کتابین مطالعہ کی ہین اوسپر
آپکے دماغ مین یہہ بہی خبط سما گیا ہے کہ مین اہل سُنت کے جملہ کتب پر عبور
رکہتا ہون حالانکہ اونکو لیاقت کتب بینی کی بہی معلوم نہین ہوتی۔
حضرت صاحب الامر مہدی علیہ السلام کے بارے مین جو کچھہ ہمنے لکہا ہے وہ
کتب اہل تسنن سے لکہا ہے لیکن مولف کو یہہ گمان ہوگیا ہے کہ اہل سنت
بارہوین امام کے قائل نہین ہین اور نہ اونکی کتب مین انکا کچھہ ذکر مندرج ہے
یہہ بدگمانی معترض کی بوجہ بے مایگی اور کم علمی کے ہے۔
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدایش اور دیگر حالات ملا عبدالرحمن
جامی نے شواہد النبوت مین نہایت تشریح کے ساتہہ لکہا ہے اور ہمنے
جو انوار الہدیٰ مین ذکر کیا ہے وہ ملا جامی کی عبارت کا خلاصہ ہے جسکو
معترض صاحب نے شیعون کی کتب کا لب لباب سمجھکر لکہا ہے کہ سُنی اہل
عم کے معتقد نہین نہ یہہ سوتے جاگتے کا قصہ اونکی کتب مین درج ہے۔ اگرچہ
بہت سے اکابر فضلا متقدمین و متاخرین اہل سنت نے اپنی عمدہ تصانیف
مین حضرت مہدی عم کی پیدایش کا حال تحریر کیا ہے لیکن اونمین سے اکثر کتابین
عربی زبان مین ہے جنکو معترض صاحب پڑہ نہین سکتے جیسی مطالب السئول
فی مناقب آل الرسول مین امام کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے نہایت
شرح و بسط کے ساتہہ احوال حضرت امام مہدی محمد بن حسن عسکری صلوات
اللہ علیہما کو مندرج کیا ہے اور شرعی اور عقلیہ و نقلیہ سے آپکا مہدی عم
موعود ہونا ثابت کیا ہے جسکی نقل عبارت ہم بعد مین لکہینگے۔ لیکن اول

ہمکو یہہ ضرور ہے کہ جس معتبر کتاب اہل سنت وجماعت سے ہمنے ذکر حضرت محمد بن
حسن عسکری کو لکہا ہے اوسکی عبارت نقل کرین تاکہ عوام پر کہل جاوے کہ کذاب
اور مفتری کون ہے اور یہہ بہی معلوم ہوجاوے کہ جو شخص باوجود جہل مرکب
مین گرفتار ہوجانے کے عالم ہونیکا دعوی کرے اور بلا فکر وغور سچون کو جہوٹ بنالیوے
وہ کس طرح عوام الناس کے روبرو شرم وندامت کی مذلت مین گرفتار ہوتا ہے
بقول شخصے — مصرعہ — تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد —
١٢ واضح ہو کہ ملا عبد الرحمن جامی شواہد النبوت مین امام محمد مہدی امام دوازدہم
کا حال اس طرح لکہتے ہین — کہ مادر وی ام ولد بودہ ست صقیل نام وقیل سوسن
وقیل نرجس وقیل غیر ذلک ولادت وی در سر من رای بودہ ست فی الثالث
والعشرین من رمضان سن ثمان وخمسین ومائتین — حکیمہ عمۂ ابو محمد زکی رضی اللہ
عنہ گفتہ ست کہ روزی بہ پیش ابو محمد رضی اللہ عنہ در آمدم فرمود ای عمہ امشب
در خانہ ما باش کہ خدا یتعالے مارا خلفے خواہد داد من گفتم کہ این فرزند از کہ خواہد
بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ ای عمہ مثل نرجس ہمچو مثل ام موسی است
علیہ السلام کہ حمل وی خبر وقت ولادت ظاہر نخواہد شد آن شب انجا بودم چون
شب نیمہ رسید برخاستم وتہجدم گذاردم ونرجس نیز تہجد گذارد بعد از ان باخود
گفتم کہ وقت فجر نزدیک رسید وانچہ ابو محمد گفت ظاہر نشد — ابو محمد رضی اللہ عنہ از مقام
خود آواز داد کہ ای عمہ تعجیل مکن بان خانہ کہ نرجس انجا بود باز گشتم مرا در راہ
پیش آمد لرزہ بروے افتادہ — وی را بسینہ خود باز گرفتم وقل ہو اللہ احد وانا
انزلناہ وآیۃ الکرسی بر وی خواندم از شکم وی آواز آمد کہ ہرچہ من خواندم فرزند
وی نیز بخواند بعد از ان دیدم کہ خانہ روشن شد نظر کردم فرزند وی نیز بزمین
آمدہ بود ودر سجدہ افتادہ وبرابر گرفتم — ابو محمد رضی اللہ عنہ از حجرہ خود آواز

داد که ای عمّه فرزند مرا پیش من بیار پیش وی بردم وی را بر کنار خود نشاند و زبان
در دهان وی کرد و فرمود که سخن گوی ای فرزند من باذن الله تعالی گفت بسم الله
الرحمن الرحیم ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة
ونجعلهم الوارثین بعد از ان دیدم که سبزان مرغ ما را فرو گرفتند ابو محمد علیه السلام یکی
از ان مرغان را بخواند و گفت خذه فاحفظه حتی باذن الله فیه فان الله
بالغ امره از ابو محمد علیه السلام پرسیدم که این مرغ که بود و این مرغان دیگر کیانند فرمود
که آن جبرئیل و دیگران ملایکه رحمت اند بعد از ان فرمود که یا عمه وی را با مادر وی
باز گردان وی را پیش مادر وی بردم و چون متولد شد نافش زده بود و ختنه کرده
و بر ذراع ایمن وی مکتوب بود جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل
کان زهوقا دیگر و از دیگرے روایت کرده اند که گفته ست چون متولد شد
بزانو در آمد و انگشت سبابه بجانب آسمان بر داشت پس عطسه زد و گفت
الحمد لله رب العالمین — و از دیگرے آرند که گفته ست که بر ابو محمد زکی رضی الله عنه
در آمدم و گفتم یا ابن رسول الله خلیفه و امام بعد از تو که خواهد بود وی بخانه در آمد پس
کودکے بر دوش گرفته که گویا ماه شب چهار ده بود در سن سه سالگی پس فرمود
که ای فلان اگر نه تو پیش خدا تعالی گرامی بودے این فرزند خود را بتو نمودی
این فرزند همنام رسول ست صلعم و کنیت این کنیت وی هو الذی یملأ الارض
قسطا کما ملئت جورا و ظلما و از دیگرے آرند که گفته ست که روزے بر ابو محمد در آمدم
بر دست راست وی خانه دیدم پرده بان فرو گزاشته گفتم یا سیدی صاحب
این امر بعد ازین که خواهد بود فرمود که آن پرده را بردار برداشتم کودکے بیرون
آمد در کمال طهارت و پاکیزگی بر رخساره راست وی خالی و گیسوان گذاشته
آمد و بر کناره ابو محمد رضی الله عنه وی را گفت یا بنی ادخل الی الوقت المعلوم

با آن خانه در آمد و من بوی نظر میکردم پس ابو محمد رضی الله عنه مرا گفت برخیز و به بین که درین خانه کیست بخانه در آمدم و هیچکس را ندیدم - دیگر و از دیگرے آورده که گفته است که معتضد العباسی ١٢ مرا طلبید با دو کس دیگر و گفت حسن بن علیؑ در سر من رای فوت شده است زود بروید و خانه وی را فرو گیرید و هر که در خانه به بینید نزد من آرید رفتیم و بسرای وی در آمدیم سرای دیدم در غایت خوبی و پاکیزگی که گویا حالی از عمارت آن فارغ شده بودند در آنجا پرده دیدم فرو گذاشته پرده برداشتم سردابے دیدیم بآنجا در آمدم دریائی در اقصای آن حصیرے بر روی آب انداخته و مردے بر خوب ترین صورتے بر بالای آن حصیر در نماز ایستاده و بما هیچ التفات نکرد که یکے ازان دو نفر که با من بودند سبقت گرفت و خواست که پیش وی رود در آب غرق شد و اضطراب میکرد تا آن زمان که من دست وی گرفتم و خلاص گردانیدم بعد ازان بان دو نفر دیگر خواست که پیش رود وی را نیز همان حال پیش آمد وی را نیز خلاص کردم من حیران بماندم پس گفتم ای صاحب خانه از خدا تعالے و از تو عذر می خواهم و الله که من ندانستم که حال چیست و بکجا می آیم ازانچه کردم بخدا تعالے باز گشتم هر چند گفتم بمن هیچ التفات نکرد و باز گشتم و پیش معتضد رفتم و قصه را باز گفتم گفت این سر را پوشیده دارو الا بفرمایم که شما را گردن زنند -

اب اہل انصاف میری عبارت مندرجہ انوار الہدے کو اس عبارت شواہد النبوت سے مطابق کرکے انصاف کرین کہ کذاب کون ہے -

اگر معترض کو حضرت ملا جامی کے یہہ حرکت ناپسند تھی تو او نپر اعتراض کرنا تھا کہ اونہون نے کیون شیعون کی تقلید سے امام دوازدہم ١٢ کا ذکر لکھا - اور مین نے تو انوار الہدے مین بہت سا حال حضرت امام مہدی علیہ السلام کا

یہ چھوڑ دیا ہے ورنہ ملا جامی نے بعد اسکے مفصل حال غیبت صغریٰ وغیبت کبرےٰ اور حال تعین سفراء بہی درج کیا ہے اور اوسکے بعد صحاح ستہ کی احادیث بہی درج کی ہین جو حضرت صاحب الامرؑ کے بارہ مین مروی ہین۔

اور علاوہ ملا جامی کے دیگر علمائے نامدار اہل سنت نے اثبات مہدویت حضرت محمد بن الحسن العسکری صلواۃ اللہ علیہما مین کتابین تصنیف کی ہین مگر نواصب وخوارج جو اس زمانہ مین شامل اہل سنت ہو رہے ہین وہ البتہ اسکو سوتے جاگتے کا قصہ اور رکھا غم سمجھتے ہین کیونکہ اونکے بزرگون نے وصایائے رسول خدا صلعم کو رکھا غم سمجھ لیا تہا۔ نامی گرامی علمائے اہل سنت مین سے الشیخ الامام العلامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن القرشی النصیبی الشارح نے جنکے صفت مین ابو بکر اسدی مصنف طبقات فقہائے شافعیہ نے لکہا ہے۔

محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن الشیخ کمال الدین ابو سالم القرشی العدوی النصیبی مصنف کتاب العقد الفرید احد الصدور والرؤساء المعظمین ولد سنہ اثنتین وثمانین وخمسمائۃ کان فقیہا بارعا عارفا الخ۔

ایک کتاب موسومہ مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول تصنیف کی ہے اور اوسمین بڑی تشریح وتفصیل سے ادلہ عقلیہ ونقلیہ لاکر حضرت محمد بن الحسن العسکری صلواۃ اللہ علیہما کا مہدی آخر الزمان ہونا ثابت کیا ہے اور ابتدائے حضرت کے ذکر کی اس طرح کی ہے الباب الثانی عشر فی ابی القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسے الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی ابن الحسین بن علی بن ابیطالب المہدی الحجۃ الخلف الصالح المنتظر علیہم السلام اسکے بعد ایک قصیدہ بارہ بیت کا تحریر کیا جسکا مطلع یہ ہے

فهذا الخلف الحجة قد ايده الله

بعد ازان چند فقرات نثر لکھکر تحریر فرمایا ہے فاما مولده فبسر من رای فی ثالث وعشرین رمضان سنه ثمان وخمسين ومايتين للهجرة - واما نسبه ابا واما فابوه محمد الحسن الخالص بن علی المتوکل تا امیر المومنین علیه السلام وقد تقدم ذکر ذلک مفصلا وامه ام ولد تسمی صیقل وقیل حکیمه وغیر ذلک - واما اسمه فمحمد وکنیته ابو القاسم ولقبه الحجة والخلف الصالح وقیل المنتظر - واما ما ورد عن النبی صلعم فی المهدی من الاحادیث الصحیحه فمنهما ما نقله الامامان ابو داؤد والترمذی (اس موقع پر وہ روایات درج کی ہین اور ہم بیشتر اسی رسالہ مین تحریر کر چکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین)

درانحالیکہ اجلہ علماء اہل سنت امام دوازدہم حضرت محمد بن الحسن العسکری ع کی مہدویت کے قائل ہین تو معترض کا یہہ کہنا کہ کوئی سُنی اس کچے عم کا معتقد نہین بہتان اور کذب صریح ہے اور لعنة الله علی الکاذبین ایسے ہی مفتریان کے حق مین نازل ہے - اگر امام دوازدہم کی پیدایش نہوئی ہوتی تو اہل سنت کے زبان پر دوازدہ امام کا نام کیون آتا ہے یازدہ امام کیون نہین کہا کرتے۔ کشف الغمہ کا جو اعتراض کیا ہے وہ بہی صریحا بیجا ہے ہمنے کوئی مضمون فقط کشف الغمہ سے درج نہین کیا ہر مضمون کتب معتبرہ اہل سُنت سے درج کیا ہے فقط بنظر تطبیق روایات فریقین بعض موقعہ پر حوالہ کشف الغمہ کا بہی اسلیئے دیا گیا ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ شیعونمین بہی یہہ ہی روایت ہے ہمنے ہرگز کوئی مضمون ایسا نہین لکہا کہ کتب اہل سُنت مین مندرج نہین ہے اگر معترض صاحب سچے ہوتے تو اوس مضمون کو ضرور لکھتے جیسا کہ شواہد النبوت کے مضمون کو احقاق الحق کا مضمون سمجھکر تمام فصل کی نقل کردی اس سے معلوم ہوا کہ معترض صاحب دیدہ و دانستہ بہی اخفاء اصلیت کرتے ہین

اور لوگون کو دہوکہ دیکر گمراہ کرنا چاہتے ہین - بحوالہ کشف الغمہ جو حدیث علم
داران مشرکین جنگ احد لکہی گئی ہے کہ نو شخص علمدار مشرکین کو حضرت علیؑ مرتضے
نے قتل کیا یہہ روایت مطابق روایات اہل سنت کے ہے اونکی روایات مین
گیارہ شخص کا علمدار مشرکین ہونا درج ہے جنمین دس مرد اور ایک عورت تہی منجملہ
اونکے ایک مرد کا سعد بن وقاص کے ہاتہہ سے اور عورت کا کسی اور مسلمان
کے ہاتہہ سے مارا جانا لکہا ہے اور باقی ماندہ نو علمدار خاص حضرت مرتضے علیہ
السلام کے ہاتہہ سے قتل ہونا مروی ہے - پس اگر معترض کو کچہہ غیرت ہے
تو وہ مضمون بیان کرین کہ روایات اہل سنت مین نہین ہے اور ہمنے کشف الغمہ
سے اوسکو لکہدیا ہے اور اگر ایسا مضمون بیان نہین کر سکتے تو صریحاً مفتری
اور کذاب ہین -

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۴۵ مین ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت
کسی طرح مذہب حق نہین ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے -
ہم کہتے ہین کہ اگر بگمان غلط مولف کے شیعون کا ہے مذہب حق فرض کر لیا
جاوے تو بہی مولف کو سوائے خسر الدنیا والاخرۃ کے کوئی فائدہ حاصل نہین
کیونکہ جامع عباسی کے ۴ باب ۲ فصل مین یہہ عبارت ہے کہ اگر سنی شیعہ
بہی ہو جاوے تو حکم اصلی کافر کا رکہتا ہے کیونکہ اوسپر قضاء روزہ نہین ہے
اس صورت مین مولف گہر کے رہے نہ گہاٹ کے بنیت گہر سکے نہ اور یار کے
در کے ہوئے - تم نہ اودہر کے نہ ادہر کے ہوئے -

اقول معترض صاحب ہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شاعر کے ساتہہ حوض مین
کودے تہے ورنہ یہہ قابل انعام شعر کیسے سوجہتا - اسلئیے ہم مقولہ شاعر نقل
کرتے ہین (اے سگ تو ہم شعر گفتی کہ باین رہ زسیاہ رسیدی)

اب معترض صاحب کے عقل اور فہم پر اہل انصاف غور فرماوین اور انصاف
کرین کہ مناظرہ اسیکا نام ہے جو معترض صاحب نے اعتراض کیا ہے اگر بزعم
معترض سنی اصلی کافر کا حکم رکھتا ہے تو اوسیوقت تک رکھتا ہے جب تک
کہ اپنے تسنن پر قایم رہا ہے اور بعد ایمان لانے کے جسطرح کافر پاک ہوجاتا ہی
غالباً سنی بہی پاک ہوجاتا ہے مگر سنی چند قسم کے ہوتے ہین معترض صاحب کی طرح
کے جو سنی ہین اور جناب سرور کائنات کی اولاد سے بغض وعناد رکھتے ہین
وہ البتہ ہمیشہ ناپاک ہے رہتے ہین اور کافرون سے بہی بدتر ہوتے ہین کیونکہ
کفار کے لیئے ولد الزنا ہونا لازمی نہین اور دشمن اہل بیتؑ ضرور ولد الزنا ہوتا ہی
اور جو شخص ولد الزنا ہوتا ہے وہ ضرور نطفہ ناپاک سے ہے پس اگر ایسا شخص کبہی
کسیوقت نفاقاً اپنے آپ کو شیعہ بہی ظاہر کرے تو اوسکا ہرگز یقین نہین ہے
اسلیئے ایسا سنی بعد ظاہر کرنے اپنے تشیع کے بہی کافر سے ناپاک تر ہے۔
مسئلہ مندرجہ جامع عباسی یہہ ہے کہ اگر کوئی کافر شیعہ ہوجاوے تو اوسپر ماہ
ہائی صیام ایام کفر کے قضا لازم نہین آتی۔ اور اگر کوئی شخص سنی سے شیعہ
ہوجاوے تو وہی حکم اوسکے لیئے ہے کہ جو کافر کے ذکر مین بیان ہوا۔ یعنے قضای
روزہ اوسپر بہی واجب نہین۔ معترض صاحب نے بوجہ نہ سمجھنے زبان فارسی
کے مطلب کو اولٹا سمجھا اور بوجہ اپنے کم سمجھی کے مصداق خسر الدنیا والاخرۃ
کے ہوئے اس طرح کہ اب اس خوف سے کہ اونکے ناپاکی اور نجاست شیعہ
ہوکر بہی نہ جائیگی ہدایت پانے سے اور دولت ایمان سے محروم رہنا ضرور
باعث خسارت دین و دنیا ہے۔
قال صفحہ ۵ مین ہے کہ یہہ امر مشہور عام ہے کہ اسلام مین بہتّر فرقے ہین اونمین
سے فقط ایک فرقہ ناجی ہے اور سب ناری پس ظاہر ہے کہ اکہتّر فرقے کا اصول

یکسان ہے اور بہتّر وین فرقے سے مخالف و برعکس - کیا خوب باوصف دعوی
فضل و کمال موّلف صاحب کو آج تک بھی نہ معلوم ہوا کہ اسلام مین کتنے فرقے ہین -
بقول شخصے اکس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے) — (ایک ہے یا ڈیڑھ ہے یا پون ہے
شکر ہے کہ موّلف نے اپنے ہی زبان سے اقرار کر لیا کہ شیعون کا فرقہ تہتروان ہے
مصرعہ می تراود چکند انچہ در آوند دلست - ہم کہتے ہین کہ بالیقین بہتر فرقون کا
اصول ایک ہے اسی واسطے وہ سب ناری ہین — مگر فرقہ اہل سنت والجماعت
از روے اعمال حسنہ و افعال صالحہ کے تہتروان فرقہ ہے چنانچہ یہہ امر احادیث
صحیح سے ثابت ہے نہ مشہور عام اسی بنا پر ہمنے تشریح فرقون کی ذکر نہین کی ہے
دیکھو تو حنفی شافعی مالکی و حنبلی فرقہ ناری ہین یا وہ جنکے ہمنے معہ عقایہ تشریح
لکھی ہے -

اقول و بہ نستعین جبکہ چار فرقے تو موّلف نے خود ہی اپنے تسلیم کر لیئے
اوس سے ثابت ہوا کہ خود معترض صاحب نے تین فرقے اپنے ناری اور
جہنمی تسلیم کر لئے اور پھر یہہ تشخیص ہونا محال ہے کہ چارون مین سے کون کون سے
تین فرقہ ناری ہین اسلیئے ہر چہار فرقات مین سے کسی کو بھی ناجی نہین کہہ سکتے -
نسبت تعداد فرقات اسلام کے اگر ہم سے غلطی اور سہو بھی ہو جاتا تو لازمہ بشریت
تھا اگر معترض صاحب سہو سے مبرا ہین تو اوس کے اخوان مین شامل ہین کہ جنکو
سہو نہین ہوتا مگر ہمنے جو شمار فرقات کے انوار الہدیٰ مین لکھی ہے اوسکو
معترض نے بوجہ عدم بصیرت بالکل نہین سمجھا ہے اصل حقیقت یہہ ہے کہ
اسلام کے خواہ کتنے ہی فرقے ہون اونمین سے ایک ناجی ہے اور ناجی فقط
وہ فرقہ ہے جو بحسب وصیّت پیغمبر خدا صلعم متمسک بہ اہل بیت ہے باقی دیگر فرقات
خواہ متمسک بصحابہ ہون یا خلفاء یا مقلد سنت ہون یا جماعت سب کے سب

ناری ہین - اگر ہمنے ایک فرقہ کو ناجی اور اکہتر کو ناری لکھا ہے تو بہی غلطی نہین ہے کیونکہ جن لوگون نے تمسک اہل بیت پیغمبرؐ سے کیا ہے وہ دو فرقے ہین ایک مومن کامل یعنے شیعہ امامیہ اثناعشریہ اور دوسرا فرقہ غلات وغیرہ کا - پس اکہتر فرقات حنفی شافعی مالکی حنبلی معتزلہ صوفیہ مرجیہ قدریہ جبریہ خوارج وغیرہ جو ناری ہین مسکن وماوا اونکا جہنم ہونا چاہیئے اور ایک فرقہ مومن کامل و مکمل جسکا نام اور لقب شیعہ امامیہ اثناعشریہ ہے وہ فرقہ ناجی اور اہل بہشت ہے نعماے بہشتی اونکے لیئے ہین - دوسرا فرقہ غلات شیعہ کا ہے اور چونکہ وہ بہی محب اہل بیت پیغمبرؐ ہین اور بوجہ محبت اور ولائی اہل بیتؑ آتش دوزخ اونپر حرام ہے مگر بوجہ سوء اعتقادی قابلیت دخول بہشت کی بہی نہین رکہتے ہین وہ نہ ناری ہین نہ ناجی ہین بلکہ اونکے لیئے کوئی ایسا مقام اور مسکن تجویز ہوگا کہ جو بہشت اور دوزخ سے علیحدہ ہو جیسا کہ بزعم اکثر ایسا مقام اعراف ہے - پس جس وقت کہ بحث فرقات ناری اور ناجی کے ہو تو ضرور بہتر فرقات شمار کرنے چاہیئن اور جب اسکی بحث نہو اور شمار کل فرقات کے کیئے جاوے تو تہتر شمار کرنے چاہیئن اور حدیث مین جو لفظ کلہم فی النار کا علاوہ فرقہ شیعہ کے دیگر فرقات کے لیئے آیا ہے اور استثناء اہل اعراف کا نہین ہوا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اہل دوزخ کے نزدیک اعراف یعنے درمیانی مقام بہی بہشت سے کم نہین اور عدم سزایابی بہی داخل تربیت ہے اسلیئے غلات وغیرہ بہی بمقابلہ فرقات ناری کے ناجی قرار دیئے گئے ہین جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے - مصرعہ از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است - پس حساب پورا ہونے کے لیئے غلات کے دو فرقون مین سے ایک فرقہ غلات متصوفہ کا شامل اکہتر فرقات ناری کے کرکے پورے بہتر کیئے جاتے ہین اور غلات شیعہ

پر چونکہ نار جہنم بوجہ ولاء اہل بیت؏ حرام ہے زمرۂ ناریان سے علیحدہ کئے جاتے ہین کیونکہ فی الواقع وہ ناری نہین ہین پس جسوقت یون کہا جاتا ہے کہ منجملہ تہتر فرقہ کے سب فرقات ناری ہین سواے ایک فرقہ کے تو اوسوقت اس ایک فرقہ مین جملہ شیعیان داخل سمجھے جاتے ہین اور جب یون کہا جاتا ہے کہ منجملہ تہتر فرقون کے ایک فرقہ ناجی ہے تب یہہ مقصود ہوتا ہے کہ اہل بہشت ایک فرقہ امامیہ اثناعشریہ ہے اور باقی بہتر فرقون مین سے اکہتر ناری اور ایک اعرافی ہے۔

مولف اظہار الہدے نے جو یہہ لکھا ہے کہ فرقہ اہل سنت والجماعت از روے اعمال حسنہ وافعال صالحہ کے تہتروان فرقہ ہے۔ یہہ تو ہمکو بھی تسلیم ہے کہ جو فرقہ اسلام مین ناجی ہے وہ سب سے مقدم اور افضل ہے اور بالضرور وہ پہلا فرقہ ہے اور پہلا فرقہ متمسک بہ ثقلین شیعون کا ہے پس جبکہ ایک فرقہ ناجی علیحدہ کردیا جاوے تو دوسرا اور تیسرا الغایت تہتروان سب کے سب ناری ہین تہتروین فرقے کے لفظ سے ناجی ہونے کا مفہوم نہین ہوسکتا یہہ غلطی مولف اظہار الہدے کی ہے بلکہ سب سے پچھلا فرقہ ضرور متبدع اور ناری ہے۔ اور جبکہ معترض نے خود اپنا ناری ہونا تسلیم کرلیا ہے تو زیادہ بحث کی ضرورت نہین بلکہ خود یہہ لفظ کہ اہل سنت از روی اعمال حسنہ وافعال صالحہ وہ تہتروان (ناجی بزعم معترض) فرقہ ہے دلالت ناری ہونے پر کرتا ہے کیونکہ نجات ہمیشہ عقیدت پر منحصر ہوتی ہے نہ کہ افعال پر افعال صالحہ کا فائدہ اہل سنت کو ویسا ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ یہود ونصارے کو ہوسکتا ہے جیسا کہ بہ نص قرآنی ثابت ہے اور چونکہ اعمال وافعال حسنہ وسیئہ کا مدار فرقات پر نہین ہے ہزارہا اہل سنت والجماعت بلکہ اخص الخواص لوگ طرح طرح

کے بد اعمالیون مین ملوث ہین اور ہزارہا کافر مطلق افعال حسنہ کے مرتکب ہوتے ہین اگر اعمال شخصی پر مدار نجات فرقات ہوتا تو کافر مطلق سب ناجی ہوجاتے۔ پس جبکہ معترض نے افعال حسنہ کو فقط نجات کا باعث تسلیم کیا ہے تو ظاہر ہے کہ سارے ہی سنی افعال حسنہ کے مرتکب نہین ہین اگر لاکہ مین سے دوچار نے بوجہ افعال حسنہ نجات بہی پائی تو وہ شمار مین داخل نہین اسلئے معترض کو بروی عقیدت اپنا ناری ہونا تسلیم ہے۔

اور اگر کوئی بے وقوف جہالت سے یہہ کہدے کہ تمام اہل سنت افعال حسنہ ہی کرتے ہین تو وہ کسی طرح قابل اعتبار نہین کیونکہ ہزارہا مولوی ملان حاجی حافظ ایسے ہین کہ دو دو آنہ کے طمع سے جہوٹی گواہیان دیتے ہین لوگونکا مال دغا اور فریب سے ولی زاہد عابد پیر عامل بنکر غصبا کہا جاتے ہین بہت سے اپنے نزدیک عامل بالحدیث ایسے ہین کہ ہاتہ ہاتہ بہر کے لمبی ڈاڑہی سر کے بال مونڈے ہوئے دہونکنی دار پاجامہ پہنے ہوئے بدفعلی مین گرفتار ہوتے ہین خریداروں سے قسم کہا کہا کر مال کے چہار چند قیمت لیتے ہین مطففین مین داخل ہوتے ہین علے الاعلان سود لیتے ہین بعضے مولوی ملان جو دوسرون کے لیئے فتوی دیتے ہین ایسی ناجائز تجارت کرتے ہین جو درحقیقت سود خواری مین داخل ہے تجارت مین شرکت کرکے اپنا معین نفع بمقدار اتنے روپیہ کے ٹہیرا لیتے ہین اور نقصان مین شرکت نہین کرتے ہین۔ صدہا مولوی حافظ اغلام مین ملوث ہین علاوہ انکے اس مذہب مین ہزارہا رنڈی بہڑوے ڈوم کنچن ہجڑے زنخے ایسے ہین کہ کبہی اونکو اعمال حسنہ سے کام ہی نہین پڑا لکوک ہا جاہل ایسے ہین کہ وہ یہہ بہی جانتے کہ عمل نیک کون افعال ہین اور عمل بد کسکو کہتے ہین اسلیئے یہہ امر تو قطعی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا کے اہل سنت

افعال حسنہ ہی کرتے ہین اور ہرگز مرتکب افعال ذمیمہ کے نہین ہوتے ہیں جبکہ یہہ ادعاء مولف کا باطل ہوگیا تو ثابت ہوگیا کہ فرقہ اہل سُنت ناجی نہین۔

اور اگر بفرض محال چند شخص اس فرقہ مین ایسے بھی پائے جاوین کہ اونسے ارتکاب افعال بد کا نہین ہوا ہے تو وہ بخبراین بنبت کہ علم یہود و نصاریٰ کا رکھتے ہین اور چند نصرانی یا یہودیون کے نیک افعال ہونے سے نجات فرقات یہود و نصاریٰ بغیر ممکن ہے فافہم۔

قال صفحہ ۷ مین ہے کہ جمیع علمائے اہل سُنت کا یہہ مقولہ ہے کہ خلیفہ رسول کو دینیات سے کچھہ تعلق نہین ہے صرف امورات و انتظام دنیاوی کے لیئے اُمت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہین خلیفہ رسول مقرر کر لین واہ صاحب دروغ گویم برروی تو اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو آگے اس عبارت کے دو چار علماے اہل سُنت کا قول بھی نقل کر دیتے کہ خلیفہ رسول کو دین سے کچھہ مطلب نہین ہے صرف دنیا سے غرض ہے اگر آپ سچے ہین تو یہہ مضمون کسی عالم سے سنوا دیجئے یا کسی کتاب مین دکھا دیجئے ورنہ آپ جھوٹے ہین لعنت اللہ علی القوم الکاذبین۔

اقول و بہ نستعین۔ اعتراض معترض بچند وجہ مردود ہے۔ اول یہہ کہ جب ہم لکھہ چکے ہین کہ جمیع علماے اہلسنت کا یہہ مقولہ ہے کہ خلیفہ کو دنیات سے کچھہ علاقہ نہین تو تردید اسکی تب تو ہوسکتی تھی کہ معترض اسکے خلاف اقوال علماء کو ثبوت مین پیش کرتے۔ ہمیشہ نزاع اور معارضہ کے وقت ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہوتی ہے نہ کہ ہر کلام شواہد کا محتاج ہو اگر معترض نے ہمارے قول کو تسلیم نہین کیا تو اوسپر خلاف اوسکے شہادت پیش کرنے واجب تھی لیکن معترض اس سے عاجز رہا۔

جواب

دوم یہہ کہ معترض صاحب نے بوجہ کم علمی تعلق دینی کو نہین سمجھا وہ تعلق دینی اسیکو سمجھہ رہا ہے کہ جیسے ایک ملان قوم کا جولاہہ مسجد مین بیٹھکر لوگون کو نماز کی تاکید کری وہ نہین جانتا کہ دینی امام کون ہے اور خلفاء ثلثہ دینی امام ہو سکتے ہین یا نہین - دینی امام وہ ہے جو منصوص من اللہ و رسولہ ہو نہ کہ ایسا خلیفہ کہ جسکو کسی اجماع مردم نے خلیفہ بنا لیا ہو یا کسی ایسے اجماعی خلیفہ نے بذریعہ ولیعہدی دوسریکو اپنا خلیفہ بنایا ہو یا بذریعہ مشورت اہل شوری خلیفہ بنایا گیا ہو دینی امام اور خلیفہ قرار پا سکتا ہے - یہہ معترض صاحب کی نافہمی کی بات ہے کہ خلفاء ثلثہ کے خلافت کی دنیاوی خلافت ہوتی ہین اونکو کلام ہے ورنہ بہت موٹی بات ہے کہ اہل سنت ہر سہ خلفاء کو ہرگز دینی امام نہین جانتے دینی امام وہ ہین کہ جنکے معتقد اونکی خلافت و امامت کے اقرار کو رکن ایمان سمجھتے ہون جیسے کہ شیعان اہل بیت دوازدہ امام علیہم السلام کی امامت کا اقرار اوسی طرح رکن ایمان سمجھتے ہین کہ جیسے انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت کے اقرار کو - اور اہل سنت والجماعت ہرگز خلفاء ثلثہ کی خلافت کو اپنا رکن ایمان نہین سمجھتے - اگر معترض کو اب بہی کوئی شبہہ رہا ہو تو وہ اہل السنت بالعدہ کو بڈہ کر اور کسی عالم سے اوسکے معنی سنکر اطمینان کرین - ہمکو کسی عالم اہل سنت کے قول تحریر کرنے کی اوسوقت حاجت ہوتی کہ کسی ایک عالم کا بہی عقیدہ اسکے برخلاف ہوتا - اگر کوئی شخص یہہ دعوے کرے کہ مسلمان لوگ خدا کو واحد جانتے ہین تو اوسکو ثبوت پیش کرنے کی کچھہ حاجت نہین لیکن جو شخص براہ جہالت اسکے خلاف کہتا ہے اوسکو لازم ہے کہ ایسا ثبوت پیش کرے کہ مسلمان دو خدا اون کے قائل ہین —

سیوم یہہ کہ جب اہل سنت اس امر کے قائل ہین کہ خلیفہ رسول کا تقرر امت کے

اختیار مین ہے خدا اور رسول سے کچھ علاقہ نہیں ہے تو خود بخود ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا تقرر فقط واسطہ انتظام اور مصالح دنیاوی کے ہے اگر دین کا اوس سے کچھ تعلق ہوتا تو خلیفہ کا تقرر بھی خدا اور رسول اللہ کے اختیار مین ہوتا اور جبکہ اپنے دست ساختہ خلیفہ کو دین کا خلیفہ سمجھین تو حضرات اہل تسنن پر بت پرستون کے مثال پوری صادق آتی ہے کہ خود ہی اپنے ہاتھ سے بت کو تراشین اور پھر خود ہی اوسکو اپنا معبود سمجھہ لین۔

ثبوت اس امر کا کہ خلفائے ثلثہ خدا اور رسول کے مقرر کیئے ہوئے خلیفہ نہیں ہین بلکہ امت نے اونکو اپنے اختیار سے خلیفہ مقرر کیا کسی متنفس صاحب تمیز پر پوشیدہ نہین اگر معترض صاحب ہنوز اس مسئلہ سے واقف نہین ہوئے ہین تو شاہ ولی اللہ کے ازالۃ الخفا مین دیکھہ لین کہ حضرت ابوبکر بروی اجماع امت خلیفہ مقرر ہوئے اور ظاہر ہے کہ عوام امت کو اختیارات دینی کا حاصل ہونا غیر ممکن ہے پس جبکہ خلیفہ مقرر کرنے والے خود کوئی دینی اختیار نرکھتے تھے تو اونکے دست نشان خلیفہ کو بدرجہ اولی کسی دینی اختیار سے تعلق نہونا چاہیے یہہ ہی حال خلفاء دوم و سیوم کا سمجھنا چاہئے کہ جب حضرت ابوبکر کو ہی کوئی تعلق اختیارات دینی سے نہ تھا تو اونکے ولیعہد یا ولیعہد کے قرار دادہ شوری کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ کو کہان سے ہوتا۔

چہارم یہہ کہ اہل تسنن کے نزدیک انحصار خلافت راشدہ فقط خلفاء ثلثہ پر ہی نہین ہے بلکہ قیامت تک امت پر واجب بالکفایہ ہے کہ مثل خلفاء ثلثہ کے آئندہ بھی اپنے اختیار سے خلیفہ مقرر کرین اور وہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم اوسکی اطاعت کرین چنانچہ ازالۃ الخفاء کے مقصد اول کے فصل اول مین یہہ مسئلہ درج ہے

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامت نصب خلیفہ مستجمع شروط

اور تفصیل شروط یہہ ہے - عاقل بالغ مذکر ازاد و متکلم و سمیع و بصیر شجاع صاحب رای مجتہد ہو (لیکن یہہ ضرور نہین کہ ابو حنیفہ و شافعی کی طرح مستقل مجتہد ہو بلکہ کافی ہے کہ تحقیق سلف کو پہچان کر اور اونکے استدلالات کو سمجھکر ظن قوی ہر مسئلہ مین بہم پونہچاوے) اور قریشی ہو ان شرائط کی تفصیل سے یہہ امر بخوبی واضح ہوا کہ خلیفہ کا مومن اور عادل ہونا ضرور نہین ہے پس جبکہ خلافت مین ایمان کے شرط بہی نہین ہے تو خلیفہ دینی ہونا معلوم -
پہر مسئلہ اطاعت خلیفہ مین لکہا ہے کہ اگر خلیفہ عادل ہو یا ظالم فرمان برداری اوسکی امت پر واجب ہے اور ایسے احکام بہی ماننے لازم ہین جو بموجب مذہب محکوم علیہ نہین ہین علاوہ ازین مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے بجواب ایک سوال راقم کے تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم امورات دنیاوی کو ہمیشہ امت کی راے پر چہوڑتے تہے اسیواسطے تعین خلافت کو امت کی راے پر چہوڑدیا کہ جسکو چاہین اپنے اختیار سے خلیفہ مقرر کرلین معترض نے جو خلاف طریقہ اپنے مذہب کے کاذبین پر لعنت لکہی تہی وہ اونکا عقیدہ پورا ہوگیا کہ لعنت لوٹ کر گوئندہ کے گلوگیر ہوجاتی ہے اور طوق ہو کر گلے مین پڑجاتی ہے اگر معترض کو اسمین کچہہ شبہہ ہو تو ذرا آئینہ اوٹہا کر اپنے چہرہ کو ملاحظہ فرمائین -
قال صفحہ ۲۳ مین ہے - خوب یاد آیا یہہ لڑکی محمد بن ابی بکر کی ماجائی بہن ہے اسما بنت عمیس سے پیدا ہوئی نام اوسکا ام کلثوم ہے جسکا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور بعض ناواقف موٴرخان نے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجہہ لیا ہے سبحان اللہ مولف اپنی ہی زبان سے اپنے مجتہدون اور عالمون کو ناواقف کہتے ہین اب ہم مولف کے واقف کاری اور ایمان داری اور اونکی علمارکی بے ایمانی اور ناواقف کاری عدالت العالیہ منصف مزاجان

ہین پیش کرتے ہین آیا دونون مین سے کون صاحب سچے ہین اور کونسے جھوٹے
اول نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین اس نکاح کا باین الفاظ اقرار
کیا ہے اگر نبی دختر بعثمان داد ولے دختر بعمر فرستاد۔
دوم مصائب النواصب مین ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ نکاح جبرًا و اکراہ
سے ہوا۔
سیوم تہذیب مین مرقوم ہے قال مات ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا
زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدہ الخ۔
چہارم کافی کلینی مین منقول ہے۔ ہو اول الفرج غصب منا۔
پنجم مجالس المومنین مین لکھا ہے کہ بعد وفات عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی
محمد بن جعفر کے ساتھ ہوا اور قول محمد بن جعفر کا یہہ ہے کہ بعد از فوت عمر
بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنینؑ مشرف گشتہ ام۔
ششم ابو الحسن علی بن اسمعیل شیعہ اثنا عشری بہی نکاح کا مقر ہے اوسکے
قول کو قاضی شوستری نے مجالس المومنین مین یون نقل کیا ہے۔ اورا
از چند امر پرسیدند کہ ازان جملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است جواب داد
کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنینؑ را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ
اظہار شہادتین می نمود۔
ہفتم قول سید مرتضےؒ مندرجہ شافی یہہ ہے کہ انہ علیہ السلام ما اجاب
عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد۔ الخ
اس ثبوت کامل نے مولف کے جھوٹے دعوی کو ڈسمس کر دیا۔ بڑے شرم کی بات
ہے غیرت والے تو چلو بہر پانی مین ڈوب مرتے ہین مگر یہان بوند بہی نہین ٹہرتی
اقول وبہ نستعین اعتراض مولف اظہار الہدے محض براہ جہالت اور

کم فہمی کی ہے اسکو مطلق عبارت فارسی بلکہ اردو کے سمجھنے کی تمیز نہین نہ معترض کو موقعہ اور محل عبارت کا معلوم ہے۔ اوسنے محض نافہمی سے جو ساتھ حوالے دئے ہین اونسے وہ ہرگز کامیاب نہین ہوسکتا۔ حوالہ اولی مین صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بر تقدیر تسلیم یہہ لکہا ہے کہ اگر یہہ بات سچ ہو تو کوئی عیب نہین کیونکہ نبی صلعم نے بہی اپنی دختر عثمان کو دیدی ہتی اس عبارت سے ہرگز یہہ پایا نہین جاتا کہ واقعی یہہ نکاح ہوا ہے۔

استدلال نمبر ۲۔ محض معترض کے حماقت ہے کہ ایسے مہمل قول کو کہ جبین یہہ تشریح نا کح کے ہے نہ منکوحہ کی سند مین پیش کیا ہے۔

استدلال نمبر ۳ مین جو عبارت بعد قال کے درج ہے صاف ظاہر ہے کہ صاحب تہذیب کا قول نہین بلکہ کسی دوسرے کے قول کو اونہون نے نقل کیا ہے اور یہہ کم فہمی معترض کی ہے کہ بغیر قول مولف تہذیب کے جملہ قول غیر کو نقل کیا اور حوالہ صاحب تہذیب کا دیا لیکن معترض کو اسکے کیا خبر ہے کہ تہذیب کیا شے ہے اور اوسکی عبارت کس طرح ہے۔ علاوہ اسکے ام کلثوم کی نسبت جو لفظ بنت علیؑ لکہا ہے بموجب قاعدہ عرب ربیبہ کو بہی بنت کہتے ہین چنانچہ خاص اہل بیت نبویہ مین اسکے بہت نظایر موجود ہین چنانچہ حسن مثنی کو مورخین نے حسن بن حسن لکہا ہے اور بقول معتبر وہ ربیبہ امام حسن علیہ السلام کے ہین اور اس ابنیت کے گمان پر حضرت غوث الاعظم کو کہ حسن مثنی کی اولاد سے ہین بے وقوفون نے سید سمجہہ لیا۔

ایسا ہی روایت مشہور ہے کہ حضرت زینب ورقیہ وغیرہ دختران حضرت خدیجہ علیہا السلام آنحضرت صلعم کے ربیبہ ہین اور لوگون نے فرط محبت کے وجہ سے کہ نیک لوگون کو ہمیشہ ربیبہ سے اپنی اولاد کی برابر ہوتی ہے خاص

دختران صلبی سمجھ لیا۔ اور خصوصًا جبکہ ربیبہ نہایت خورد سال ہوتی ہین تو
اونکی نسبت عوام کو گمان اولاد ہونے کا ہوتا ہے جیسا کہ ام کلثوم بنت ابی بکر
نہایت خوردہ سالی کی حالت مین اپنی والدہ کے ساتھہ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام
کے گھر مین آئین اور جو کچھہ محبت و شفقت آپکو یتیمون کے حال پر مدنظر تھی وہ
ضرور ہے تو جب اس امر کے ہوے کہ لوگون نے ام کلثوم کو بنت علیؑ پکارا
اور معترض نے کسی جگہ انکو بنت فاطمہ علیہا السلام ثابت نہین کیا ہے اسلیئے
جن حوالون مین ام کلثوم بنت علیؑ درج ہے وہان ربیبہ سمجھنا چاہئے۔
استدلال نمبر چہارم معترض کی کم فہمی پر دال ہے کیونکہ غصب قبضہ جائز سے
بوسایل ناجایز چہین لینے کو کہتے ہین اور ربیبہ جب تک کہ عاقل و بالغ ہو ضرور
حفاظت و حراست شوہر والدہ خود مین رہتی ہے اور ایسی حالت مین اگر
جبرًا نکاح عمل مین آوے تو ضرور اوسکو غصب کہہ سکتے ہین۔ اور موید اسکے
وہ روایت ہے جو نکاح عمر ابن الخطاب مین مروی ہے کہ ام کلثوم کے عمر
پانچ چھہ سال کے تہی اور عمر ابن الخطاب ساٹھہ برس کے تہے اور جب حضرت
عمر نے ام کلثوم کو گود مین لیا تو ام کلثوم نے حضرت کے ڈاڑہی پکڑ کر ایک
طانچہ مارا۔

اور یہہ امر ماہران فن تواریخ پر پوشیدہ نہین کہ جب حضرت عمر ساٹھہ برس کے
تہے تو جناب ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام کا سن شریف کیا تہا اور ام کلثوم
بنت ابی بکر کی کیا عمر تہے ظاہر ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر بعد فوت ہو جانے اپنے
اپنے والد کے پیدا ہوئین اور خلافت حضرت عمر کے دس سال رہے
اور عمر ۶۳ سال پائی جب ساٹھہ برس کے تہے خلافت کو اونکے ساٹھہ برس گذرے
تہی اور اسکے قریب ام کلثوم بنت ابی بکر کے تہے یعنے چھہ سال

چند ماہ کی اور سن شریف سیدہ زادی کا حد بلوغ کو پہونچ چکا تہا پس وہ لڑکی چہہ سات برس کی کہ جس سے نکاح حضرت عمر کا ہوا بوجہ اسکے کہ اوسکے والدہ شریفہ حضرت اسماء بنت عمیس نکاح مین جناب علے مرتضیٰ کے ہتین حفاظت اور حضانت اہل بیت پیغمبر مین تہین - پس اگر اوس نابالغہ سے حضرت عمر نے بخیال دوستی اونکے والد کے جبراً نکاح کیا تو بمقابلہ اہل بیت ضرور غصب واقع ہوا - اور یہہ قول معترض کے مدعا کو کچہہ بہی مفید نہین -

استدلال پنجم - یہی معترض کو کوئی نفع نہین پہونچاتا - عبارت مندرجہ اعتراض کہ بعد وفات حضرت عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا مستلزم اس امر کے نہین کہ وہ زوجہ عمر ابن الخطاب کی تہین ممکن ہے کہ عمر ابن الخطاب کا حوالہ اسطرح دیا ہو جیسے اکثر واقعات تاریخی کا حوالہ زمانہ سلاطین سے دیا کرتے ہین کہ فلان شخص نوشیروان کے زمانہ مین پیدا ہوا اور فلان شخص ہرمز کے مرنے کے بعد پیدا ہوا - اسیطرح ام کلثوم کی کچہہ تشریح نہین کہ کون ام کلثوم - حالانکہ خلیفہ ثانی کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم ہتا اور علے ہذا القیاس قول محمد بن جعفر مین حضرت امیر المومنین کی کچہہ تشریح نہین - بزعم اہل سنت حضرت ابو بکر بہی امیر المومنین ہین - علاوہ اسکے اگر ہم بطور فرض محال مان لین کہ بعد وفات عمر سے یہی مراد ہے کہ وہ پہلی زوجہ حضرت عمر کی تہین تو بہی بنت فاطمہ کسیطرح ثابت نہین ہوسکتین وہی ربیبہ ہین - جناب رسول خدا کی ربیبہ دختران کے شوہر کو اہل سنن ذو النورین اور داماد رسول خدا کہتے ہین تو معلوم ہوا کہ عرب کے دستور کے موافق ربیبہ اور صلبی دختر کے شوہر کو داماد ہی کہتے ہین -

استدلال ششم بہی محض لغو اور پوچ ہے اوس عبارت سے کہ جسپر استدلال

کیا گیا ہے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ جواب بر تقدیر تسلیم دیا گیا ہے کہ اگر اسکو صحیح ہی مان لیا جاوے تو ممکن ہے کہ یہہ وجہ ہو کہ عمر بظاہر اظہار شہادتین کرتے تہے اور یہہ جواب ربیبہ پر بہی حاوی ہے۔

استدلال نمبر ہفتم سے کمال تورع حضرت علے مرتضے ؑ کا ظاہر ہے کہ اپنی ربیبہ کا نکاح بہی حضرت عمر سے ہونا گوارا نہوا اور بخوشی خاطر اوسکو قبول نفرمایا ورنہ بقول سعدی عذر شرعی موجود تہا۔ شعر۔ گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است + جہود مردہ می شوی چہ باک است۔

اگر لفظ ابنتہ پر کچہہ ناز ہے تو ہم بار بار ثابت کر چکے ہین کہ حضرت رسولخدا کی ربیبہ بہی بنات پیغمبر کہلاتی ہین اب اگر معترض کو کچہہ غیرت ہو تو اوسی کنوین مین ڈوب مرین لیکن حنفیونکو بڑی تکلیف ہوگی کہ معترض صاحب پر سگ مردہ کا حکم لگا کر سارا پانی چاہ کا نکالنا پڑے گا۔

قال جہانگیر خان صفحہ ۳۰ سے ۱۷ تک مولف نے کرامات شواہد النبوت سے لکہے ہین اگر مولف کے اعتقاد مین شواہد کتاب معتبر ہے تو ایک روایت اسی کتاب کی ہماری طرف سے بہی تسلیم کر لینی چاہیئے وہ یہہ ہے { اس موقعہ پر ایک روایت پتہرونکی لکہی ہے بروایت سفینہ کہ بوقت تعمیر مسجد ابوبکر و عمر پتہر ڈہوتے تہے اور حضرت نے کہا کہ جو پتہر مین نے نصب کیا ہے اوسکے برابر رکہو اور پہر فرمایا کہ یہہ میرے خلفا ہین } اور اگر غیر معتبر ہے تو کرامات ائمہ بہی ساقط عن الاعتبار ہونا چاہیئے۔ یہہ کیا۔ کہ میٹہا میٹہا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تہو

اقول وبہ نستعین اگرچہ لغویت اس اعتراض کی اہل بصیرت پر پوشیدہ نہین کہ مخالفین کے کتب کا حوالہ فقط واسطے ساکت کرنے مخالفین کے دیا جاتا ہے نکہ اپنے یقین کرنے کے لیئے اگر اپنے یقین کا اظہار کیا جاتا کہ تو شیعون کے کتب

سے ہاہے ہزار ہا کرامات ائمہ کے ثابت نہ کی جائین - اور پہر خاص کر ایسی روایت
پر ہمکو یقین کرنے کے لیئے کہا جاتا ہے جو سنیون کے نزدیک بہی اونکی اصول دین
کے برخلاف یعنے اونکا اصول تو یہہ ہے کہ رسول اللہ کے چار خلیفہ برحق ہین
اور اس روایت موضوعہ مین فقط دو ہی خلیفون کی خلافت جایز لکہی ہے - جو
اغلباً خلیفہ ثانی کے زمانہ مین بنائی گئی اور اوسوقت یک واضع کو معلوم نہو سکا
تہا کہ خلیفہ ثانی کے بعد کون خلیفہ ہوگا - لیکن معترض کے اس قول سے یہہ تو
بخوبی ثابت ہو گیا کہ مولوی جہانگیر خان سے اصحاب ثلثہ وغیرہ پر سب اور
لعنت کہنی لگین گے کیونکہ اظہار البدئے مین اونہون نے شیعون کے بہت
کتابون کے حوالہ دئے ہین اور اونکی منصفانہ مزاج سے ہمکو امید ہے کہ جو
روایات سب لعن صحابہ کے اون کتب مین درج ہین اونپر ضرور یقین لاکر
عامل ہونگے ورنہ بڑے سخت ہٹ دہرم ہین کہ میٹہا ہڑپ کرتے ہین اور کڑوا
کڑوا تہو کرتے ہین -

قال جہانگیر خان - صفحہ ۷ مین ہے کہ جس طرح سے مرسلین علیہم الصلوٰۃ
والسلام معصوم اور طاہر ہوتے ہین ویسے ہی انبیاء غیر مرسلین جو درحقیقت
مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور ابتداء آفرینش سے
تا ایندم ہر مرسل صاحب شریعت کے ماتحت اور نیابت مین بحسب ضرورت
کسیقدر انبیاء غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہین الخ -

سلف سے کسی شیعہ نے اپنے اس فرض مذہبی اور اعتقاد باطنی کو کہ درحقیقت
ائمہ انبیاء ہین رسول نہین ہین ع اگر بدر نتواند پسر تمام کند - اور اوسیر
یہہ طرہ بہی خالی از ابلہ فریبی نہین کہ اسدم تک مبعوث ہوتے ہین چنانچہ
اسوقت کے نبی باعتقاد مولف حضرت امام مہدیؑ ہین جو ہمارے سنیون

سے ڈر کے مارے حضرت امیر کا قران بغل مین دبائے کوہ حاضرین غائب
ہو گئے ہین - ایسے عقاید سے تکذیب آیۃ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین کی ہوتی ہے کیونکہ صاف صاف خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ محمد کے بعد کوئی مبعوث نہوگا جب ائمہ بموجب حکم خدا نبی نہ ٹہرے
تو معصوم بہی نہ ٹہرے اسلیئے کہ معصومیت مخصوص بہ نبوت ہے نہ مخصوص
بولایت اگر مخصوص بولایت ہوتی تو جناب امیر کبہی اپنی زبان مبارک سے
ایسا نفرماتے صحیفہ کاملہ مین یہہ حدیث جناب امیر سے منقول ہے قد
ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن وضعف الیقین انی اشکو سوء
مجاورته وطاعته نفسی له دیکہو جناب امیر پر شیطان اور نفس کا غلبہ
کرنا ہین دلیل غیر معصومیت کے ہے تا بدیگران چہ رسد -
اقول وبہ نستعین - اس معترض کے ہزلیات کے تین جزو ہین - ایک یہہ کہ
متقدمین شیعہ نے کبہی ائمہ علیہم السلام کو مثل انبیاء غیر مرسلین کے بیان نہین
کیا - اسکا یہہ حال ہے کہ ایسے دقیق مسایل کے سمجہنے کے لیئے کچہہ لیاقت
اور علمیت درکار ہے - مطلب ہمارا اس فقرہ سے انوار الہدی مین یہہ
ہے کہ بنی اسرائیل مین اور نیز اونسے پہلے جو ہر ایک مرسل صاحب شریعت
کے بعد متعدد انبیاء غیر مرسل مبعوث ہوئے وہ ایسے ہی ہہتے کہ جیسے ہمارے
حضرت کے رسالت کے دوازدہ امام کہ کام اونکا فقط مرسل کے کتاب کے
تعلیم دینا تہا اونمین اور ہمارے ائمہ علیہم السلام مین بجز نام کے اور کچہہ فرق نہین
بلکہ اس اعتبار سے کہ وہ مرسل کے نایب تہے قران شریف مین وہ انبیاء
بلفظ امام تعبیر کیئے گئے فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ہمارے ائمہ کو بوجہ ختم ہوجانے
نبوت کے نبی نہین کہہ سکتے ورنہ کام دونون کا ایک ہی ہے اور یہہ اقرار

معترض کا فقط بوجہ ناصبیت اور عداوت اہل بیتؑ کے ہے ورنہ اہل سنت مین ہی یہہ حدیث مشہور ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - اس حساب سے ائمہ علیہم السلام مثل انبیائے عظام و مرسلین ذوی الاحترام ثابت ہوتے ہین کیونکہ علمائے امت کا درجہ نائب امام سے زیادہ نہین اور جبکہ ہمارے ائمہؑ کے نائب اور خادم مثل انبیائے بنی اسرائیل ہین تو ائمہؑ لامحالہ مثل مرسلین بنی اسرائیل ہوئے لیکن عداوت کا کچھہ علاج نہین کہ معترض صاحب جو امر عوام علماء کے لیئے پسند کرتے ہین وہ ائمہ علیہم السلام کے لیئے ہی پسند نہ کرین-

اب رہا ثابت کرنا اس امر کا کہ انبیاء غیر مرسلین سلف موسوم بامام تھے یا نہین یہہ خود قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ سورہ الم سجدہ مین خداوند تعالے ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ یعنے البتہ تحقیق دی ہمنے موسی کو کتاب پس مت رہ تو بیچ شک کے ملاقات اوسکی سے اور کیا ہمنے اوسکو ہدایت واسطے بنی اسرائیل کے اور کیئے ہمنے اونمین سے امام یعنے پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے ساتھہ حکم ہمارے کے جب صبر کیا اونہون نے اور ہماری نشانیونکا یقین لاتے تھے-

علاوہ اسکے دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم سے خطاب ہے اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا-

اور شاہ عبدالعزیز کے والد ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ یہان امام کے معنی نبی ہین جبکہ امام اور نبی ہم معنے لفظ ہین تو ہم صفت ہی ضرور ہین-

اہل سنت نے جو ہر فن کے ماہر کے لیئے لفظ امام وضع کر لیا ہے یہہ تو حد عداوت ایمہ علیہم السلام کے ہے ورنہ در حقیقت امام یہہ ہی ایمہ اہل بیت ہین کہ بصفات نبوت متصف اور فرمان نبوی سے منصوص ہین اور جملہ دوازدہ امام کے لیئے رسول خدا نے نص فرمائی ہے جیسے کہ انبیاء علیہم السلام نے انبیاء مابعد کے لیئے پیشین گوئی کی ہے اسلیئے ایمہ علیہم السلام کے امامت کا اقرار کرنا مثل اقرار رسالت کے رکن ایمان ہے —

ایمہ علیہم السلام کے منصوص ہونیکا حال یہہ ہے کہ اگر احادیث مذہب امامیہ سے قطع نظر کر کے فقط مرویات اہل سنت پر نظر کی جاوے تو آٹھہ تو حدیث تو خاص صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین — یکون بعدی اثنا عشر خلیفته او ائمة او امیرا درج ہین اور چند روایات صحیح ترمذی اور ابی داؤد مین مروی ہین اور تین چار حدیث تفسیر ثعلبی مین درج ہین اور راویان اس حدیث کے ایک بہت بڑی جماعت صحابہ کی ہے جنکے یہہ نام ہین — عبد اللہ ابن عباس عبد اللہ بن مسعود ابی سعید خدری ابی ذر غفاری سلمان فارسی وجابر بن سمرہ وجابر بن عبد اللہ انصاری وانس بن مالک وابی ہریرہ وعمر ابن الخطاب وزید بن ثابت وزید بن ارقم وابی امامہ وواثلہ بن اشقع وعمار بن یاسر وحذیفہ بن اسید وعمران بن حصین وسعد بن مالک وحذیفہ بن الیمان وابی قتادہ انصاری سے وحضرت علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام وحضرت امام حسن وامام حسین صلوات اللہ علیہما اور زنان صحابیات مین سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا وحضرت عائشہ بنت ابی بکر وسیدۃ النساء فاطمہ الزہرا علیہا السلام —

پس واضح ہے کہ جن ایمہ کے لیئے اسقدر اہتمام پیشین گوئی کا ہوا ہے انکے

ہم درجہ نبوت ہونے مین کسی اہل ایمان کو کلام نہین ہو سکتے - صاحب غایت المرام
نے باب بست وچہارم مین پنجاہ وہشت احادیث و آلہ بر امامت ائمہ اثناعشر
طریق عامہ سے نقل کی ہین جنمین سے سینتیس حدیث مجمل اور بست ویک حدیث
مفصل ہین حتیٰ کہ بعض مین نام دوازدہ امام علیہم السلام کے بھی درج ہین
اور اون جملہ احادیث مین لا یزال امر الاسلام یا لا یزال ھذا الدین قائماً -
مروی ہے جس سے ثابت ہے کہ درجہ اونکا دین مین نبوت سے کم نہین -
اسلیئے ہمارا قول مندرجہ انوار الہدے اسیطرح بے سند نہین گو اوسکے
سمجھنے کیلیئے علم اور عقل درکار ہے -
معترض کا یہہ کہنا کہ متقدمین شیعہ نے ایسا نہین لکھا ہے اونکی عدم بصیرت
کا باعث ہے حالانکہ سب جانتے ہین کہ عقاید شیعہ مین دوازدہ امام علیہم السلام
کی امامت کا اقرار ویسا ہی لازمی اور رکن ایمان ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام
کی نبوت کا اقرار کرنا ضروری اور رکن ایمان ہے بلکہ اس اعتبار سے کہ انبیاء
ما سلف مرسلین سابقین کے اوصیا رہین اور دوازدہ امام سید المرسلین کے
اوصیا رہین دوازدہ امام علیہم السلام کو اوتنا ہی اون انبیاء پر شرف ہے
جتنا کہ رسول مقبول صلعم کو مرسلین ما سبق پر حاصل ہے -
دوسرا جزو اعتراض معترض کا یہہ ہے کہ انوار الہدے مین لکھا ہے کہ اسوقت
تک مبعوث ہوئے ہین یہہ دراصل معترض کی بصارت کا فرق ہے ورنہ انوار الہدے
مطبوعہ مرتبہ اول اگرچہ نہایت درجہ غلط طبع ہوئی ہے مگر اس موقع پر خدا کے
فضل سے کوئی غلطی نہین ہوئی نہ کوئی حرف یا لفظ اوڑا ہے صاف درج ہے
(مبعوث ہوئے ہین) جنسے مراد انبیاء تو ابع مرسلین سلف ہے تا بہ حواریان
حضرت مسیح -

اسی اعتراض کے ضمن مین جو مولف صاحب نے اپنے گروہ کی جلادت اور قساوت
جتلائے ہے کہ اونکے ڈر کے مارے حضرت امام مہدی صلواۃ اللہ علیہ کوہ
حاضر مین حضرت امیرؑ کا قرآن بغل مین دبائے غائب ہو گئے ہین اگرچہ خائف صاحب
نے اس پردہ مین اپنے گروہ کے جلاوت اور بہادری کو ظاہر کیا ہے لیکن منصف
مزاجون پر ظاہر ہے کہ اسمین کوئی فضیلت حضرات اہل تسنن کی نہین نکلتی بیش
ازین نیست کہ یہ حضرات بہی اوسی زمرہ مین معدود کیئے جاوین کہ جو حضرت
نوح علیہ السلام کو روز مرہ سنگسار کیا کرتے تھے یا جنہون نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو آگ مین ڈالا تہا یا جنہون نے ناقہ صالح کو پے کیا تہا یا جنہون نے
درخت کے تنہ مین چھپے ہوئے مظلوم زکریا کو آرہ سے چیرا یا یحیی شہید کا سر
قلم کر کے ایک زانیہ کے مراد پوری کی۔ یا جنکے ڈر کے مارے رسول خدا صلعم
غار مین جا کر چھپے تھے یا مقلد اپنے اون بزرگان دین کے سمجھے جاینگے کہ جنہون
نے اہل بیت رسالتؑ پر ظلم کرنے سے کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا جنکے ہاتھ سے جناب سیدہؑ نے
طرح طرح کی ایذا پائی حضرت مرتضےؑ علیہ السلام شہید ہوے اور حضرت امام حسن مسموم ہوئی
اور حضرت امام حسین علیہ السلام معہ عزیزان و اقربا کربلا مین شہید ہوئی حضرت سجادؑ نے مع مخدرات
عصمت قید کی مصیبت اوٹھائی باقی اکثر ائمہ علیہم السلام اور سادات ذوی الاحترام شہید و مقتول ہوئی پس
جبکہ قاتلان و ایذا دہندگان اہل بیتؑ اول سے لیکر آخر تک سب کے سب
سنی مسلمان ثابت ہوے ہین تو معترض صاحب کو اس جتلانے کی کیا ضرورت
تھی کہ حضرت مہدی علیہ السلام سنیون کے خوف سے غائب ہو گئے اسبات
کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ تمام خلفاے بنی عباس اور خلفاء بنی امیہ وغیرہ
نہ یہودی مذہب رکھتے تھے نہ نصرانی و مجوسی تھی بلکہ سب کے سب سنی مسلمان
تھے اور جبکہ گیارہؑ امامون نے ان ظالمون کے ہاتھ سے طرح طرح

کی ایذائین پائی ہین تو بارہوین امام کو ان ظالمون کا کیون خوف نہوا ہوگا۔
تیسرا جزو اعتراض کا یہہ ہے کہ ائمہ جب نبی نہ ٹھیرے تو معصوم بھی نہ ٹھیرے۔
یہہ اعتراض معترض کا خلاف اونکے عقیدہ کے ہے کیونکہ اونکے نزدیک نبوت کے لیئے عصمت لازمی نہین بلکہ اکثر انبیا و مرسلین کے گنہگار ہونیکے قائل ہین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا ابراہیم علیہ السلام کا کذب داود علیہ السلام پر الزام قتل مومن و زنا محصنہ ثابت کرتے ہین جس سے ثابت ہوا کہ عصمت منحصر بہ نبوت نہین بلکہ عطیہ ایزدی ہے جسکو چاہے عطا فرماوے چنانچہ بشہادت آیۃ کریمہ انما یرید اللہ الخ طہارت و عصمت اہلبیت رسالتؐ ثابت و متحقق ہے اسکا منکر کافر مطلق ہے۔
مناجات مندرجہ صحیفہ کاملہ ہرگز منافی عصمت نہین ہمیشہ انبیا و مرسلین نے شیطان سے حذر کی پناہ مانگی ہے ہمیشہ رسول خداؐ صلعم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے تو کیا شیطان سے پناہ مانگنا گنہگارون کا کام ہے پیش خدا اپنے نفس اور شیطان کی شکایت کرنا مرسلین باعصمت کا کام ہے ورنہ عمرو زید کو آپ خوب جانتے ہین کہ اسکے حاجت نہین اونکو گھر بیٹھے وہ چالیس سنبے ملتے ہین کہ شیطان کے خواب مین نہ آدین پھر شیطان کو کیا حاجت اونکے پاس جانے اور بہکانے کی ہے اور اونکو کیا حاجت تعوذ کے ہے اور صحیفہ کاملہ مین جو دعاے مرتضوی کے معترض صاحب قائل ہوئے ہین اہل انصاف متعجب نگرین کہ معترض خانصاحب ہین۔
قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۷۶ مین ہے خلفاء اہل تسنن یعنی جنکی نسبت خلیفہ رسول اللہ صلعم ہونے کے عقیدہ اہل سنت و جماعت کو ہے یہہ ہین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر ابن خطاب حضرت عثمان بن عفان معاویہ بن ابوسفیان

یزید بن معاویہ عبد الملک بن مروان و ولید و ہشام وغیرہ جہانتک کہ بارہ شخصون کی تعداد ختم ہوا الخ۔

خیر مولف صاحب آپ تعصب کے گہوڑے پر سوار ہین زبان مین لگام نہین جتنی جی چاہے موہنہ زوری اور سرکشی کیجئے ہم برا نہین ملنتے کیونکہ ابہی آپ نئے بگڑے ہین۔ اب ہمارا بہی دندان شکن جواب لیجئے فی الحقیقت ہمارا اعتقاد نسبت حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وعثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونیکا ہے اسلئے کہ اون بزرگان دین کی خلافت کو جناب امیر المومنین اور جناب حسنین نے بہی تسلیم کر لیا ہے اور ہمیشہ اونکے پیچہے نماز پڑہی ہے اور کبہی کسی کام مین ذرہ برابر مخالفت نہین کی حتے کہ اون حضرات نے اپنے اپنے خلافت اور امامت کی حالت مین بہی اصحاب ثلثہ ہی کی سنت کی متابعت کی ہے پہر کیا وجہ جو ہم حضرات موصوف کے معتقد نہون کیونکہ درصورت سوء اعتقادی صریح مخالفت جناب امیر اور جناب حسنین کے ہوتی ہے۔ اور نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمارا یہہ جواب ہے کہ جیسے اونکے ہاتہہ پر حضرت امام حسین نے بیعت کی اور اونکو اپنا امیر المومنین سمجہا ویسی ہی ہم بہی اونکے امیر ہونیکا اعتقاد رکہتے ہین اور اونکو منجملہ اصحاب رسول اللہ سے جانتے ہین نہ خلیفہ رسول اللہ۔ اب چلو یزید کی طرف جسمین کہ اوسکے سے افعال و اعمال پائے جاوین وہ پلید اوسکا خلیفہ ہے دیکہو وہ ظالم ڈاڑہی منڈاتا تہا ہم نہین منڈاتے وہ فسق وفجور کرتا تہا ہم نہین کرتے اوسنے شامیون کو جمع کرکے حضرت امام حسین کا سر مبارک نیزہ پر رکہہ کر گلے کوچون پہرایا ہم نہین پہراتے ہین اوسنے جیسے اہل بیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا ہم اونکے بیبیون اور بیٹیون کے مجلس مین نام لیکر توہین نہین کرتے پس ان وجوہات

بنیہ سے یزید پلید اہل تشیع ہے کا خلیفہ ٹھیرا نہ اہل سُنت کا۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ وقس علی ہذا ایا انصاحب یہہ تو فرمائی کہ آپنے کونسی کتاب مین سے یہہ مضمون تراشا ہے ثابت کیجئے ہم جھوٹے کو گھر تک پونہچا دیتے ہین
ع اوسر جو کی ڈومنی گاوے آل تپال۔

اقول وبہ نستعین معترض صاحب ابھی بسم اللہ کے گنبد مین ہین اُردو کی کتابون مین ایسی دقیق مسایل ابھی ترجمہ نہین ہوئی علماء ایسے مسایل کو عوام کالانعام پر ظاہر نہین کرتے معترض خواہ مخواہ پاجامہ سے باہر ہوئے جاتے ہین اپنے کتب سے خبردار نہین ہین جسوقت ہم حوالہ کتب اہل سنت کا دیکر یزید کو اونکا امام ثابت کرینگے اوسوقت اونکے ہوش پران ہوجاینگے۔ یہہ نہین جانتے کہ اونکے اکابر فضلا نے یزید وغیرہ کے خلافت کی آڑ سے مذہب اہل سنت کو بیخ کنی سے اپنے نزدیک بچایا ہے کیونکہ حدیث آئمہ اثناعشر اونکی صحیحین مین مروی ہے پس اگر دوازدہ امام علیہم السلام کو مصداق اوس حدیث کے ٹھہراتے ہین تو مذہب اہل سُنت بیخ و بنیاد سے اوکھڑ گیا اور خلافت ثلثہ باطل قرار پاگئی اسلئے ضرور ہوا کہ مذہب قایم رکہنے کے لیئے کہین سے بارہ ۱۲ خلیفہ تلاش کرین لیکن مشکل یہہ واقع ہوئی کہ جنپر اہل سُنت کو خلیفہ راشد ہونیکا گمان ہے وہ تو بارہ ۱۲ سے بہت کم ہین اور عموم خلفاء بارہ ۱۲ سے بہت زیادہ ہین۔ تب حدیث الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ کو بالائی طاق رکھہ کر خلفاء اربعہ اور معاویہ اور یزید و عبدالملک کو وہان تک شمار کرتے ہین جہانتک بارہ ۱۲ کے تعداد ختم ہو جاوے چنانچہ مشرحاً بحوالہ کتب معتبرہ اہل سُنت ہم یزید کا خلیفہ سنیان ہونا ثابت کرینگے اور ایک خلیفہ کہ جسکے ہاتہہ پر غلامی کے بیعت کی ہے چونکہ معترض نے بہت طوالت

سے یہہ سوال کیا ہے اسلیئے ہم مفصلاً باعادہ اونکے قول کے تردید کرتے ہین

قولہ خیر مولف صاحب آپ تعصب کے گہوڑے پر سوار ہین زبان مین لگام نہین جتنی جی چاہے موہنہ زوری اور سرکشی کیجئے ہم برا نہین مانتے کیونکہ ابہی آپ نئے بگڑے ہین۔

اقول اگر مین تعصب کے گہوڑے پر سوار ہون تو معترض صاحب پر تعصب سوار ہے۔ اور تعصب کی زیر باری سے معترض ایسے حواس باختہ ہو گئے کہ راکب اور مرکب کی شناخت نہ رہی پہلے تو راکب دوش رسول اللہ ﷺ اور مرکب رسول اللہ کو یکسان سمجہا تہا اب راکب کے موہنہ مین لگام کی امید رکہتے ہین اور جو معترض صاحب نے اپنے بردباری کی تعریف کی ہے یہہ جبلی خصلت ہے نہ کہ قابل تعریف خود سعدی صاحب فرما گئے ہین۔ چون بار ہمی برد غریزیست ثبوت اسکا بہت کافی یہہ ہے کہ تعصب جس شخص پر سوار ہو وہ ضرور گدہے سے زیادہ بدتمیز ہے اور تعصب کے گہوڑے پر سوار ہونا بڑے مردون کا کام ہے جسنے تعصب کو زیر کیا اور اوسپر سوار ہو گیا وہ بالضرور میدان عدالت و نصفت کا شہسوار ہے۔ مگر واے برحال اوس بے تمیز نا مشخص کے کہ تعصب کا مرکب بنا ہوا ہے۔ معترض صاحب یزید کے خلافت پر بہت چمکے اور ایسے کان کہڑے کیئے کہ گویا آجتک اس مسئلہ سے نا آشنا تہے۔ حدیث ائمہ اثنا عشر بڑی مشہور حدیث اہل السنۃ کی ہے اب تو یزید و ولید وغیرہ کفار کی خلافت کا قائل ہونا معترض کو بڑا یا شیخ اشعری کے امنت باللہ ترسیم کرنی پڑی۔

قولہ اب ہمارا ہی دندان شکن جواب سنئے کہ فی الحقیقت ہمارا اعتقاد نسبت حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونیکا

یقیناً ہے۔ اسلیئے کہ اونکی خلافت کو جناب امیر المومنینؑ اور جناب حسنینؑ نے بھی تسلیم کرلیا ہے الخ۔

اقول اس سے معلوم ہوا کہ معترض فقط تین خلیفون کی خلافت کے مقرہین آل ابوسفیان کا جیسے عقیدہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کے خلافت کے مقر اور خلیفہ برحق کے خلافت کے منکر ہین اور یہہ امر تو معترض نے ہمارے چہیڑنے کے لیئے لکھا ہے کہ ہم خلفاء ثلثہ کے خلافت کو اسلیئے مانتے ہین کہ حضرت علی و حسنین علیہم السلام نے اونکی خلافت کو تسلیم کرلیا اگر یہہ سچ ہوتا تو معترض اون روایات کا بہی اتباع کرتے جو حضرات موصوف سے حضرات ثلثہ کے مذمت مین وارد ہین یہہ امر معترض نے دروغ لکہا ہے کہ جناب علیؑ مرتضیٰ نے نعوذ باللہ اصحاب ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہی ہے یہہ تو کسی طرح ممکن نہین کہ معصوم لوگ گنہگارون کے پیچھے نماز پڑہین۔ یہانتک معصومین نے احتراز فرمایا ہی کہ بموجب قاعدہ ملک عرب جنازہ کے نماز امیر پڑہاتا ہی لیکن جناب امیر علیہ السلام نے اپنے مردون کے جنازے کے نماز اصحاب ثلثہ مین سے کسیکو پڑہانے نہین دی پہر ہم کسطرح یقین کرسکتے ہین کہ فریضہ نماز ہی ایسون کے پیچھے پڑہی ہون ہمنے انوار الہدے مین ثابت کیا ہے کہ حضرت مرتضےؑ ان لوگون کے ساتھہ نماز جمعہ مین بہی شریک نہوتے تھے۔

قولہ حتے کہ اون حضرات نے اپنے اپنے خلافت اور امامت کے حالت مین بہی اصحاب ثلثہ ہی کے سُنت کی متابعت کی ہے الخ

اقول جو لوگ فن سیر و تواریخ سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ بوقت سوال اہل شورے جناب امیر علیہ السلام خلافت کے جانے کا مطلق خیال نفرماکر عبدالرحمن کو صاف جواب دیا کہ مین سنت شیخین پر عمل نہین کرسکتا

پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام سیرت شیخین کو خلاف سنت رسول خدا کے بدعت سیئہ سمجھتے تھے اسلئے اتباع اونکی سیرت کا منظور نکیا اور حضرت عثمان نے بطمع خلافت ایسے امر نامشروع سے اقبال کر لیا جو اونکے خلافت کے ناجوازی کی دلیل ہوگیا۔ یعنے خلیفہ کے لیئے ضرور ہے کہ خود مجتہد ہو کسی غیر کا مقلد نہو مگر حضرت عثمان اس رمز سے واقف نہ تھے بطمع خلافت قبول کر لیا حالانکہ چند روز کے بعد سیرت شیخین کے برخلاف صریحاً کرنے لگے۔

اگر کسی کو ہمارے قول پر یقین نہو تو جناب علی مرتضیٰ کے سوانح عمری کو دیکھکر یہہ بیان کرے کہ کب اونہون نے مثل حضرت ابو بکر صدیق کے کسی کی رعایت سے حدود الہی کو جاری کرنے سے روکا جیسا کہ جناب صدیق نے خالد کے رعایت سے کہا یا کبھی حد شرب خمر مین مثل حضرت عثمان رعایت کی یا کبھی مروان جیسے منافق کو برخلاف فعل رسول صلعم اپنا مقرب کیا یا مثل حضرت عثمان اپنے رشتہ داران غیر مستحق کو رکن خلافت نبایا یا کسی ممنوع از زکوۃ سے زکوۃ لی یا کبھی بمخالفت حکم خدا اور رسول کسی حکم شرعی کو مثل حضرت عمر کے حرام کر دیا یا مثل حکم قصر نماز سفر سے امت کو مثل حضرت عثمان باز رکھا یا کبھی حضرت ابوذر و عمار جیسے بزرگان دین کے اہانت کے یا کبھی معاویہ و عمرو عاص جیسے منافقین کی عزت بڑہائی۔ اگر ایسا ثابت نہین کر سکتے تو یقین کرنا چاہیے کہ سیرت خلفا ثلثہ صریحاً مخالف احکام خدا و رسول کے تہی قول اور نسبت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمارا یہہ جواب ہے کہ جیسے اونکے باپ حضرت امام حسن نے بیعت کے اور اونکو اپنا امیر المومنین سمجھا ویسی ہی تم بھی اونکے نسبت امیر ہونیکا اعتقاد رکھتے ہین اور اونکو اصحاب رسول اللہ سے

جانتے ہین نہ خلیفہ رسول۔
اقول معترض نے ہمارے رنج پونہچانے کے لیے معاویہ کے ساتھہ لفظ رضی اللہ عنہ لکہا حالانکہ اصحاب ثلثہ اور حضرات اہلبیت ؑ کے نام کے ساتھہ ترک کیا ہے لیکن ہمنے تو اوس موقعہ پر بہی صبر کیا ہے جہان ملا جامی صاحب نے شواہد مین لکہا ہے کہ جعدہ زوجہ وی ویرا (یعنی امام حسن) زہر دادہ بدست لغیر مودہ معاویہ رضی اللہ عنہ۔ معاویہ کے نسبت جو معترض نے خلیفہ رسول ہونیکا انکار کیا یہہ محض بے دلیل ہے۔ خود ہی امام حسنین ؑ کا اوس سے بیعت کرنا اور اونکا اوسکو امیر المومنین سمجہنا تحریر کرتے ہین تو حضرات ثلثہ مین اور معاویہ مین کیا فرق رہا۔

رہا وجہ صحابیت اسمین سب مومن اور منافق شامل ہین منافقون کو بہی اصحاب رسول کہتے ہین کیونکہ صحابیت ایک صفت ہے یعنے جسنے رسول خدا ؐ کو دیکہا وہ صحابی ہے بشرطیکہ مسلمان ہو ایمان کی اسمین شرط نہین تو محض صحابیت کوئی فخر کی بات نہین۔ رہی فضیلت ذاتی اسکی بابت مدارج مین شیخ عبد الحق لکہتے ہین کہ معاویہ کے فضل مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی بلکہ وہ طلقاء اور مولفۃ القلوب مین داخل ہے۔ دیگر اوصاف اونکے یہہ ہین کہ حضرت علی ؑ سے اوسنے جنگ کیا اور بشہادت حدیث نبوی جو حضرت علی ؑ سے لڑا گویا رسول خدا صلعم سے لڑا اور جو رسول خدا صلعم سے لڑا وہ خدا کا دشمن کافر ہے۔ دوسرے حضرت علی ؑ پر اوسنے سب و لعن کیا اور دوسرون سے کرایا حدیث سعد بن وقاص کو ہم اسی رسالہ مین ازالۃ الخفاء سے نقل کر چکے ہین اور اہل سنت کہتے ہین کہ سب المختنین فسق۔
بہلا حضرت عثمان کا تو رشتہ دامادی حیات رسول خدا مین منقطع ہو چکا تہا

لیکن جناب امیر کا رشتہ دامادی تو وقت وفات رسول خدا صلعم برقرار رہتا
پھر کیا وجہ ہے کہ معاویہ کو اہل تسنن فاسق نہ کہین اور بجاے فاسق کے اوسکی
تعظیم کرین تیسرے من قتل مومناً افقس واردی اور اہل سیر خصوصاً
جامی لکھتے ہین کہ جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو معاویہ کے فرمانے سے
زہر دیا اسلیئے ثابت ہے کہ معاویہ قاتل بالعمد سبط رسول اللہ و امیر المومنین
و امام المسلمین کا ہے پس جاے تعجب ہے کہ ادنے مومن کا قاتل کافر ہو جاے
اور امام حسن جیسے امیر المومنین کا قاتل کافر نہو اور اوسکو پھر بھی تعظیم سے
بولا جاوے۔ اگر اہل سنت کو امام حسن علیہ السلام سے رنجش ہے تو بی بی
عایشہ کی ہلاکت پر تو کچھ غیرت آنی چاہیئے اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت
کے مذہب کی بنیاد خلفاے مروانیہ سے ہے شروع ہوی ہے اور بہرحال
ہین یہہ لوگ اونہین کے مطیع ہین —

قولہ اب چلو یزید کی طرف۔

اقول مبارک ہو تشریف لیجاے۔ بموجب شعر

جنگل مین اکیلا ہے انہین جانے دو ٭ خوب گذرے گی جو بل بیٹھین گے دیوانے دو

قولہ حسین اوسکے سے افعال و اعمال پاے جاوین وہ پلید اوسکا خلیفہ ہے۔

اقول مولوی صاحب آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ بیچارے کس شمار و قطار
مین ہین اگر اوسکے زمانہ مین ہوتے تو شاید سائیسی کی نوبت پہونچ جاتی
یزید پلید تو علی العموم آپکے جملہ اصحاب و اصحاب زادون اور علی الخصوص
آپکے خلفا زادون کا خلیفہ اور امام برحق تھا۔ سواے جناب امام حسین
علیہ السلام اور اونکے عزیزون اور شیعون کے سب اصحاب و اصحاب
زادون نے یزید سے بیعت کی ہے اور جنکو آپ اکابر دین سمجھ رہے تھے

مثل عبد الرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر خطاب و ابناء عثمان بن عفان وغیرہم نے اوسکو اپنا امام اور پیشوا گردانا ہے اس حساب سے تو یزید بدرجہ اولی آپکا پیشوا ہوا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب مین مفصل حال واقعہ حرہ کا تحریر کیا ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑی اور عبد اللہ بن مطیع کو اپنا سردار بنایا تو آپکے خلیفہ زادہ عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر کے جوش وخروش کی کیفیت قابل ملاحظہ تھی کہ یزید کی طرفداری مین بہت سے موضوعی احادیث بنا کر بیان فرمائین اور لوگون کو یزید کی بیعت کی خلع کرنے سے روکا لکہا ہے کہ ابن عمر کے مونہہ سے حالت جوش وخروش مین کف جاری ہورہے تھے اور یہہ سب طرفداری اسوجہ سے تھی کہ یزید اونکو دہزار درہم ماہواری دیا کرتا تہا۔ اگر خدانخواستہ آپ اوس زمانہ مین ہوتے تو پانچ درہم ماہواری پر طرفداری فرماتی آج کوئی منفعت اوس سے پونہچنے کا احتمال نہین ہے اسلیئے آپ اوسکو پلید کہتے ہین۔ دیکھیئے آپکے اکابر دین نے کچہ خیال اوسکے کفر اور نفاق اور فسق وفجور پر نفرمایا یہانتک کہ جب مدینہ نبوی کو اوسکی فوج نے لوٹا اور عورتون سے جبرًا زنا کیا جسکی بابت مروی ہے کہ اس واقعہ مین ایک ہزار عورت نے زنا کی اولاد جنی اور مسجد نبوی مین گہوڑے باندہے گئے اور طرح طرح پر ہتک حرمت حرم نبوی کا ہوا اسپر خانزادے اوسیکا دم بہرتے تھے بلکہ غلامی پر بیعت کی پس جبکہ آپ کے اکابر دین کا یہہ حال تہا تو آپ ناحق پاجامہ سے نکلے پڑتے ہین۔ اور جبکہ آپ یہہ بات قرار دیچکے ہین کہ جسمین اوس پلید کے سے افعال ہین اوسیکا وہ خلیفہ ہے تو اس سے ثابت ہوگیا کہ جن صحابہ اور تابعین کا وہ خلیفہ تہا بالضرور اونکے افعال اوسی پلید کے سے ہونگے اور یہہ ظاہر ہے کہ آپ مقلد اونہین صحابہ اور تابعین

کے ہین اسلیئے آپ کے افعال بہی ویسی ہی ثابت ہوگئے اور یزید آپ کا خلیفہ ثابت ہوگیا۔ فہو المطلب

قولہ دیکہو وہ ظالم ڈاڑہی منڈاتا تہا ہم نہین منڈاتے۔

اقول آپ بہت بیجا کرتے ہین کہ اپنے خلیفہ کی سُنت پر عمل نہین کرتے۔ اور ہمنے تو یہہ سنا ہے کہ وہ ظالم فقط موچہین منڈاتا تہا اور داڑہی ایک مشت وو دو انگشت سے بہی کچہہ زیادہ دراز رکہتا تہا۔

قولہ۔ اوسنے شامیون کو جمع کر کے حضرت امام حسین کا سر مبارک نیزہ پر رکہکر گلی کوچہ مین پہرایا ہم نہین پہراتے ہین۔

اقول اب موقعہ باقی نہین رہا اگر اوسوقت مین آپ ہوتے اور اس فعل سے بچتے تو کہنا لازم تہا لیکن شامیون پر ہے آپنے کیون الزام دیا اپنے اصحاب زادون کا نام کیون چہپایا۔ سعد ابن ابی وقاص کے خلف رشید عمر صاحب آپکے اکابر دین سے ہین جنہون نے امام کو قتل کیا نعش پر گہوڑے دوڑاے اہل بیت نبوی کو قید کیا اور چونکہ آپ بڑی اصول اپنے مذہب کے ہر صحابہ و تابعی کی مقلد ہین اسلیئے آپ پر اتباع عمر لازمی ہے لیکن اب امام حسین کہان ہین جنکا سر نیزہ پر چڑہاتے تا ان اسکے عوض جہان تک تم سے ہو سکتا ہے اونکے اولاد امجاد اور محبان شیعان پر ظلم کرنے سے کیا دقیقہ باقی رکہتے ہو اگر ویسے کچہہ قابو نہین چلتا تو طعن لسانی سے کب باز رہتے ہو۔

قولہ اوسنے جیسے اہل بیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا ہم اونکی بیبیون اور بیٹیون کے مجلسون مین نام لیکر توہین نہین کرتے ہین۔

اقول آپ اپنے زمانہ کے سادات سے کون دقیقہ توہین کا فرو گذاشت

کرتے ہین اس سے ثابت ہے کہ اس مسئلہ مین آپ پوری مقلد اپنے امام یزید کے ہین اور مجالس عزا مین جو نام لینے کو توہین قرار دیتے ہین یہہ جاہلون مین اثر کرنے والا افسون ہے اور اس افسون کے مصنف کچہہ آپ ہی نہین ہین بلکہ حضرت ابن عمر کا بنایا ہوا افسون ہے یعنے جب اہل مدینہ یزید کے افعال سے برخروش ہوئے اور خلع خلافت یزید کرنا چاہا تو حضرت ابن عمر کہ دعا گو اور وظیفہ خوار یزید کے تہے لوگون کو ایسے ہی دہوکہ سے منع کیا کرتے کہ خبردار مصائب اہل بیت کا ذکر نکرنا مطلب اونکا یہہ تہا کہ اہل مدینہ کا خروش یزید کے طرف سے زیادہ نہو اب حال کی سنیئے او سکو بوجہ طرفداری اور برعایت پیشوائی لعن وطعن سے بچانے کے لیئے یہہ دہوکہ عوام کو دیتے ہین کہ مجالس مین مصائب اہل بیت بیان کرنا باعث توہین ہے لیکن درحقیقت اونکا مطلب یہی ہے کہ اس بہانہ سے دشمنان اہل بیت کے افعال مخفی ہوجائین مین کہتا ہون کہ ذکر مصائب اہل بیت پیغمبر کو داخل توہین سمجہنا یا تو محض مجنون وبے عقل کا کام ہے یا بڑے پکے دشمن اہل بیت پیغمبر کا۔ کیونکہ عورات کا نام لینا اور اونکی مصائب کا ذکر کرنا ہرگز ناجائز نہین ہے تا ان اونکو قیدیون کی طرح رسن مین باندہنا شتران بے کجادہ پر بے مقنع ورداسوار کرنا توہین تہا۔ اور اگر فقط عورتون کا نام لینا داخل توہین ہوتا تو خدا تعالے حضرت مریم سے پارسا کا نام قران مین بار بار نازل نفرماتا اور سنی لوگ بہی نماز تراویح کے مجمع مین سورہ مریم نہ پڑہا کرتے۔ نہ مجالس وعظ وپند ومدارس وغیرہ مین علی الاعلان ایسے زدانات زبان پر لایا کرتے۔ حق عائشہ عن حفصہ عن ام حبیبہ وغیرہ درج ہوتا

پس بڑے شرم کی بات ہے کہ ابواب حیض ونفاس وستر عورت وآداب

مجامعت و اوضاع جماع و استحباب و کراہیت اوقات جماع جیسے شرمناک واقعات
مین تمام اہل سُنت حضرت سرور کائنات کے ازواج مکرمات کے نام لے لے
کر روایات کتب فقہ اور حدیث مین لکھتے ہین اور اونکو علی الاعلان مکتبون مدرسون
مین پڑہتے اور مجالس اور مجمع وعظ مین اونکو بلند آواز سے سناتے ہین اور
اسکو توہین نہین جانتے ہین جو درحقیقت باعث توہین ہوسکتی ہین اور برخلاف
اسکے اہل بیت کے مستورات کے رونے پیٹنے کی ذکر کو داخل توہین سمجہا جاوے
پس جو شخص کچہہ بہی عقل رکہتا ہے اور انصاف بہی اوسکے مزاج مین ہے وہ
اچہی طرح جان سکتا ہے کہ حضرات اہل سُنت کا مطلب فقط یہہ ہے کہ شیعان
و محبان اہل بیتؑ ہمارے دام تزویر مین پہنس کر اونکے مصائب کے ذکر کو بخوف
وقوع اہانت و استخفاف بند اور مسدود کردین تاکہ لوگون کو جو ولولہ اور
جوش ایمانی پیدا ہوکر دشمنان اہل بیتؑ سے نفرت ہوتی ہے وہ نہو اور
اور افعال ظلم و ستم خلفا و متاخرین بہی مثل افعال متقدمین پوشیدہ ہوجاوین
لیکن یہہ کب ہوسکتا ہے اہل سُنت ہمیشہ ان افعال کو چہپاتے ہین مگر
خداوند کریم ہر سال کے شروع پر اپنے گروہ مومنین کو اوسکے اعلان و اشتہار
پر برانگیختہ کردیتا ہے۔

قولہ پس ان وجوہات بینہ سے یزید پلید اہل تشیع ہی کا خلیفہ ٹہیرا نہ اہل سُنت کا
مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

اقول ہان اسمین شک نہین کہ آپ اولٹی سکے سمجہین ہار ہین لیل کو دن اور
نہار کو رات کافر کو مسلم مسلم کو کافر سمجہتے ہین تو اس اعتبار سے اگر یزید کو اہل
تشیع کا خلیفہ سمجہو تو کیا مضایقہ ہے اور یہہ ہی امر آپکے مصرعہ سے بہی ظاہر
ہے کہ زنگی حالانکہ سیاہ ہوتا ہے مگر نام اوسکا کافور کہدیتے ہین ایسے ہی

یزید اگرچہ اہل سنت کا امام اور خلیفہ ہے مگر باعتبار مضمون مندرجہ آپ شیعون
کا خلیفہ قرار دیتے ہین۔ مگر مولوی صاحب کیا آپ اوس سب سے زیادہ مشہوری
واقعہ تاریخ سے بہی آگاہ نہین ہین کہ جمیع شیعیان اور اونکے امام فقط یزید کے
خلافت قبول نکرنے کی وجہ سے شہید ہوگئے اور تمامی اہل سنت والجماعت اور
اونکے پیشوایان اور اکابر نے بخوشی خاطر یزید کے خلافت پر بیعت کرلی اور بیعت بہی
بیعت کہ آپکے پیشوایان صحابہ وخلفازادون نے اس طرح یزید کے بیعت
کی کہ ہم یزید کے غلام ہین خواہ بیع کردے یا آزاد کردے اور ہم اوسکے کسی
حکم سے باہر نہونگے خواہ موافق شرع ہو یا خلاف شرع ہوے۔ ایسے وسیع
بیعت کسی خلیفہ کی نہ تہی پہر کمال افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب
بارہ سو کئی برس کے بعد اس پکی پشتینی بیعت کو کس طرح توڑ کر یزید کے خلافت
کے منکر ہوتے ہین۔ یہہ امر مخاطب صاحب کے قبضہ مین نہین ہے کہ یزید کو
خلیفہ مانین یا نہ مانین یہہ تو پہلا واقعہ ہے کہ یزید سنہ ۱۲۶۱ وغیرہ سنین ہجریہ مین
اہل سنت وجماعت کا خلیفہ اور امام اور پیشوا تہا اور اوسوقت کے اکابر
واعاظم وصحابہ وتابعین نے اوس سے غلامی کی بیعت کی تہی اور دین ہی
اپنا اوسکے ہاتھہ بیچ ڈالا تہا۔

واما قولہ صاحب یہہ تو فرمائیے کہ آپنے کون سی کتاب مین سے یہہ
مضمون تراشا ہے ثابت کیجیے الخ۔

اقول وبہ نستعین کنز المصلے یا زاد نجات یا شرعیت کے لیئہ وغیرہ
مین تو البتہ ایسے مضامین درج نہین کہ مخاطب جلیل اوس سے مستفید
ہو سکین۔ اگر مخاطب صاحب علم سے بہرہ ور ہوتے تو ایسا ہرگز نفرماتے
کیونکہ یہہ امر تو تمام کتب تواریخ اور سیر مین مرقوم ہے کہ معاویہ کے بعد

یزید اوسکا پسر خلیفہ ہوا اور تمام مہاجرین وانصار وصحابہ کی اولاد نے سوای
امام حسین علیہ السلام اور اونکے شیعون کے اوس سے بیعت کر لی پس صاف
ظاہر ہوگیا کہ یزید ابن معاویہ سوائے اہل بیت پیغمبر اور اونکے شیعون کے جملہ
سلمانون کا امام اور خلیفہ قرار پاچکا - اگر فقط اسی امر کے ثبوت کے لیے
حوالہ کتب درکار ہے تو تاریخ گزیدہ - تاریخ اعثم کوفی تاریخ الخلفاء روضتہ الاحباب
حبیب السیر روضتہ الصفا روضتہ الشہدا اسرار الشہادتین وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین ملاحظہ فرمائے یا کسی عالم سے پڑہوا کر سنئے -

اور اگر اس امر کا ثبوت درکار ہے کہ بڑے بڑے اکابر علما وفضلاء اہل سنت
نے یزید کو مثل خلفاء ثلثہ کے خلیفہ منصوص من الرسول قرار دیکر اپنا پیشوا
مانا ہے اور اوسکے وجود نامحمود سے اسلام کی عزت سمجھی ہے تو اس طرف
مخاطب ہوجئے -

کہ آپ نے تو شاید سنا ہو گا مگر کسی اپنے عالم سے دریافت کیجئے کہ صحیح سلم اور صحیح
بخاری مین جابر بن سمرہ سے ایک حدیث روایت کی گئی جسمین بروی یقین کوئی
رسول خدا صلعم نے بارہ امام کا اپنے بعد ہونا بیان فرمایا ہے - اکابر فضلاء
اہل سنت نے جب اس حدیث صحیح کو ملاحظہ فرمایا تو مذہب اہل تشیع برحق نظر آیا
پس اگر بخیال نص مذکورہ اوس حدیث کے مصداق ائمہ اثناعشر اہلبیت پیغمبر
کو قرار دیتے ہین تو اصحاب ثلثہ کے خلافت باطل قرار پاکر مذہب اہل سنت
والجماعت ناحق ثابت ہوگیا اور صدہا سال کی محنت مفت رائیگان ہو گئی -
اسلیئے مجبور حدیث الخلافہ بعدی ثلثون سنتہ سے آنکھ چرا کر داسطہ مصداق
حدیث ائمہ اثناعشر کے بارہ خلیفہ ایسے منتخب کئے کہ جن پر اجماع مردم ہوا تہا
اگرچہ اس شمار کرنے مین وہ ناکام رہے کہ یا تو خلیفہ بارہ سے کم آتے ہین یا

بارہ سے زیادہ بارہ کے بیشک تعداد پوری نہین ہوتی اسلئے حضرت ابوبکر سے
لیکر اوس خلیفہ مروانی تک شمار کرلیا جسپر بارہ کا عدد تمام ہوا اسطرح خلفاء
اربعہ ۔ معاویہ یزید عبد الملک اور چارون اوسکے پسر اور عمر بن عبد العزیز
اور چونکہ بعد حضرت امیر المومنین کے امام حسن خلیفہ ہوگئے تھے اور بعد یزید
کے عبد اللہ ابن زبیر مکہ مین خلیفہ ہوا اور شام مین یزید کے جگہ معاویہ بن
یزید خلیفہ ہوے اور اونکے بعد مروان خلیفہ ہوا ان سب کو اسلیئے چھوڑدیا
کہ حدیث مین اون خلفاء اثنا عشر سے اسلام کا معزز رہنا ثابت ہے اور
امام حسن و ابن زبیر وغیرہ سے عزت اسلام کو نہوئی نہ اجتماع مردم
اونپر ہوا اہل سنت کے نزدیک یزید اور عبد الملک اور ولید وغیرہ
فساق سے اسلام کو عزت حاصل ہوئی اور یزید کو داخل خلفاء منصوص کرلیا
یہہ حدیث ائمہ اثنا عشر صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابی داؤد مین جابر بن سمرہ
سے بطرق متعدد مروی ہے اور مطلب سب کا یہہ ہے کہ ہمیشہ اسلام
قایم و معزز رہیگا بارہ خلیفون سے اور ایک طریق مین ابو داؤد کے
یہہ زیادہ ہے کہ مجتمع ہونگے اونپر آدمی ۔
شیخ الاسلام نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اس حدیث کی شرح
مین لکھا ہے کہ مراد بارہ خلیفہ سے وہ خلیفہ ہین کہ ابوبکر صدیق سے لیکر عمر
بن عبد العزیز پر ختم ہوتے ہین اور وہی شمار مین چودہ ہین اس طرح پر
ابوبکر ۱ عمر ۲ عثمان ۳ علی ۴ معاویہ ۵ یزید ۶ معاویہ ۷ مروان ۸ عبد الملک ۹ ولید ۱۰
سلیمان ۱۱ عمر بن عبد العزیز ۱۲ یزید ثانی ۱۳ ہشام ۱۴ ۔ لیکن انمین سے صحیح نہین ہے
خلافت معاویہ بن یزید اور مروان ابن حکم کے اسلئے اونکو درمیان سے
نکال لیا تو شام پر بارہ پورے ہوگئے اور اگر اونکو شامل رکھا تو عمر بن عبد العزیز

بارہ ختم ہوگئے - اور یہ لکھتا ہے کہ بموجب حدیث مندرجہ ابی داؤد اجماع مردم
ضروری ہے اور ان سب پر اجماع مردم ہوا سوائے امام حسن اور ابن زبیر کے
اگرچہ سخافت قول شارح اظہر ہے لیکن مطلب اس سے ہے کہ شارح
صحیح بخاری کے نزدیک یزید بن معاویہ منصوص خلیفوں مین سے چھٹا خلیفہ
اہل سنت کا ہے -

ازانجملہ قاضی عیاض بھی یزید کو امام ششم مانتے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے
تاریخ الخلفاء مین اور شیخ ابن حجر نے صواعق مین یہہ قول قاضی عیاض کا
درج کیا ہے -

لعل المراد بالاثنی عشر خلیفة فی هذا الحدیث وماشاکلها انهم
یکونون فی مدة عزة الخلافة وقوة الاسلام واستقامة اموره
والاجتماع علی من یقوم بالخلافة یعنے شاید کہ مراد خلفاء اثناعشر سے
جو اس حدیث یا اوسکے مشابہ دیگر احادیث مین مستفاد ہوتے ہین وہی
خلفاء ہین کہ جو مدت عزت خلافت اور قوت اسلام اور اوسکے امور کے
استقامت کے ایام مین گذرے ہین اور اجتماع مردم اونکی خلافت پر
قایم ہوا ہے - بعد اسکے مجمل تحریر فرماتے ہین کہ بتحقیق جمع ہوئے ہین
یہہ حالات اونہین کہ جنپر اجتماع مردم ہوا ہے - اور وہ ہین زمانہ ولید بن
یزید تک و ازانجملہ ملا علی قاری اپنے شرح مین جو امام ابو حنیفہ کے فقہ
اکبر پر لکھی ہے طرفہ داستان تحریر فرماتے ہین - جس سے کمال تبحر
اونکا ظاہر ہوتا ہے یعنے وہ لکھتے ہین کہ رافضی لوگ بجائی عشرہ مبشرہ
کے اپنے دوازدہ امام کی موالات کرتے ہین حالانکہ ذکر ائمہ اثناعشر کا
روایات مین وارد نہین ہے اور جو کچھہ وارد ہے وہ اونکی قول کا رد کرتا ہی

اور وہ وہ روایت ہے کہ جسکو شیخان یعنے بخاری اور مسلم نے صحیحین مین
جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ
خدمت رسول خدا صلعم مین گیا پس سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم
نے لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش
چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا کہ جو کچھہ آنحضرت نے فرمایا تھا۔ پس اثنا عشر خلیفہ
یہہ ہین۔ خلفاء راشدین چہار گانہ۔ معاویہ اور اوسکا پسر یزید عبد الملک
بن مروان و پسران عبد الملک چہار کس عمر بن عبد العزیز۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء مین خلفاء ثلثہ کے بعد حضرت علی
کو داخل نہین کیا بلکہ حضرۃ عثمان کے بعد معاویہ کو اور معاویہ کے بعد یزید
کو اور اوسکے بعد عبد الملک اور اوسکے اولاد کو شمار کیا ہے اب ہم ایسے
کچے شیعیونکو کیا کہین کہ خود اپنے مذہب سے خبردار نہین اتنا علم حاصل
نہین کیا کہ معائنہ کتب کر سکین اولٹا ہم سے الجھنے کو موجود ہین اب اگر
معترض کچھہ غیرت رکھتے ہون تو چپنی مین پانی بھر کر غوطہ لگائین ہمنے ورونکو
کو قبر تک پونہچا دیا۔

قال الجہانگیر خان۔ صفحہ ۳۰ مین ہے کہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ
حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ و
اعرض عن بعض ترجمہ۔ اور جبوقت نبی نے کوئی راز کی بات اپنی کسی بی بی
سے کہی اور اوسکے اخفاء کی تاکید کی اور اوس بی بی نے برملا اوس راز
کو فاش کیا اور اللہ تعالے نے اوسکو اپنے نبی پر ظاہر کردیا تو نبی نے
بعضی باتون کی نسبت تو اوسکو جتلایا اور بعضی باتون سے موہنہ پھیر لیا اس
آیت کے بحث مین مولف نے بہت سے اپنے کاغذ سیاہ کئے مگر اصل

راز کی بات کو بیان نکیا اسلیئے کہ کہین حضرت شیخین رضی اللہ کے خلافت نہ ثابت ہو جائے - اب ہم اوس راز کو شیعونکی مستند کتاب سے ثابت کرتے ہین - خلاصۃ المنہج کے ۲۸ جزو اور مجمع البیان مین تفسیر سورہ موصوفہ بالا کی یہہ لکھی ہی کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حفصہ سے فرمایا کہ ہمارے بعد ابوبکر مالک امت ہوگا بعد اوسکے تیرا باپ یعنے عمر - حفصہ اسبات کے سننے سے بہت خوشحال ہوئی یہہ دونو بہید عایشہ سے کہئے تب یہہ آیت شریف نازل ہوئی - اب اہل انصاف مولف کے موہنہ مین اوٹھا کر گھی شکر بہر دین آیا تم سچے ہو یا وہ دونو مین سے کون جہوٹا ہے -

اقول و بہ نستعین افسوس ہے معترض کی عقل خام پر کہ اتنا بہی نہین جانتے کہ وہ قول رسول خدا صلعم کا بطریق اخبار ہے یا بطریق نص ہے - اسمین توکسی شخص کو کلام نہین ہے کہ بعد رسول خدا صلعم کے حضرت ابوبکر اور اونکے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوئی اور نہ مسلمانون مین سے کسیکا یہہ عقیدہ ہے کہ رسول خدا کو یہہ حال معلوم نہ تہا کہ میرے بعد کون کون خلیفہ ہونگے - اگر رسول خدا صلعم نے عایشہ یا حفصہ سے بطریق اخبار یا پیشین گوئی ایسا فرمایا ہو تو شیخین کے خلافت کا جواز کس طرح ثابت ہو سکتا ہے معترض صاحب شاید اسکو جواز خلافت شیخین کی دلیل سمجہ گئے ہین جو بغیر پس و پیش کسی امر کے جلدی سے بول اوٹہے اور اتنا نہ سمجہے کہ اگر یہہ راز خلافت جایز اور برحق کی نسبت ہوتا تو اوسکے اظہار کی ایسی سخت ممانعت کیون ہوتی اور پہر بعد اظہار کے ایسے تہدید ازواج کی کیون نازل ہوتی کہ جسمین اونکی ایمان اور اسلام پر بہی حرف آتا ہے اصل حقیقت اسکی یہہ ہے کہ جو کچہ بعد رسول خدا صلعم کے ہونے والا تہا وہ سب آپکو بروی علوم نبوت معلوم تہا یہانتک

کہ تمام حوادث اور فتن اور خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کا مفصل حال آپ پر
آشکارا تھا اور آپ خوب جانتے تھے کہ یہہ امت جفا کار امام برحق اور وصی
مطلق کو چھوڑ کر بادیہ ضلالت مین گمراہ ہو کر فلان فلان کو ناجایز طور پر اپنا
امام اور خلیفہ قرار دینگے اور آنحضرت صلعم جو بار بار حضرت علیؑ کی خلافت
اور امامت پر نص فرماتے تھے اوسکے یہہ ہی وجہ تھی کہ یہہ سرکش گروہ ہمارے
احکام کی مخالفت کریگی آیندہ اظہار حق و باطل کے لیئے حجت ہووے - اب
اہل انصاف خود سمجھہ لین کہ فقط پیشین گوئی سے ہرگز جواز خلافت ثابت نہین
ہوسکتا - آنحضرت صلعم کا بقول مخاطب یہہ فرمایا کہ میری بعد امت پر ابوبکر
اور اوسکے بعد عمر حکومت کریگا بالکل اسی پیشین گوئی کے برابر ہے یا نہین
کہ دامان قیامت مین دجال ملعون پیدا ہوگا یا سفیانی ظاہر ہوگا یا خلفاء
بنی عباس و بنی امیہ حاکم ہونگے - اگر فقط پیشین گوئی مفید جواز ہوتی تو دجال
کی متابعت ضرور مسلمانون پر واجب ہو جاتی اور بعید نہین ہے کہ ایسے
احمق جو نص اور اخبار مین فرق نہین سمجھتے ہین دجال پر اسی وجہ سے ایمان
لے آوین کہ رسول اللہ صلعم نے اوسکی خبر دی ہے - اس پیشین گوئی مستدلہ
معترض کے قبل اور اوسکے بعد جسقدر احکام و نصوص دربارہ خلافت مرتضوی
صادر ہوئے ہین اونکے ساتھہ ملاکر اس خبر کو دیکھنا چاہیئے کہ ہمیشہ رسول خدا
صلعم یہہ فرماتے رہے ہین - کہ علیؑ میرا بھائی اور وارث اور وصی اور خلیفہ ہے -
اور یہہ کہ علیؑ امیر مومنین اور سردار متقین ہے اور علیؑ مری بعد تمام مومنین و
مومنات کا والی اور سردار ہے - اور سواے علیؑ کے اور کوئی شخص مری
طرف سے تبلیغ رسالت نہین کرسکتا - اور یہہ کہ مین اپنے بعد علیؑ کو چھوڑتا
ہون جو اوس سے متمسک کریگا وہ گمراہ نہوگا - یا جسکا مین مولا ہون اوسکا علیؑ

مولا ہے۔ اور پھر بقرب زمانہ وفات اپنے اسلحہ و پوشاک و اسپ و شتر و مہر و انگشتر دیگر انبیا وصی و جانشین کیا اور شیخین کو بماتحتی اسامہ بن زید روم کے جانب روانگی کا حکم دیا اور بالاخر وصیت نامہ کے تحریر پر نزاع کرنے کے وجہ سے حضرات شیخین کو اپنے مکان سے نکلوا دیا۔ اب اہل انصاف اس خبر پر لحاظ فرما دیں کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوگا اور اوسکے بعد عمر ہوگا صاف دلیل اسبات کی ہے نہیں کہ خلاف مرضی رسول خدا صلعم کے ایسا ہوگا۔ پس اس خبر سے مریگا از راہ ظلم و ستم خلیفہ ہو جانا شیخین کا ثابت ہوتا ہے اسی لئے ازواج نبی پر تہدید خدا کیطرف سے ہوے ورنہ اگر مرضی رسول خدا کی اونہیں کے خلیفہ کرنے کی ہوتی اور امر تقدیری بھی یہہ ہے ہوتا تو ہرگز ازواج کو تہدید نکی جاتی۔

قال صفحہ ۲۰ مین ہے کہ بعد وفات حضرت عثمان کے ایک شخص عدی بن حاتم نے یہہ ندا سنی ابشر ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان ابشر ابن عفان بغفران و رضوان مگر ہم تعجب کرتے ہین کہ جب حضرت عثمان کے روح اعلی علیئن یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر چکے تھے تو یہہ بشارت اونکو دنیا مین کیون دی گئی۔ الخ۔ اقول

یہہ تعجب مولف کا از راہ تعصب کے ہے مزید بران کچھہ سمجھہ کا بھی قصور ہے اب ہم مطلب صحیح اس قصہ مستند کا سنیئے حقیقت اس روایت کی یہہ ہے کہ حضرت عدی بن حاتم صحابی رسول اللہ کے فرماتے ہین کہ جسدم حضرت عثمان غنی کی حالت تلاوت مین دشمن نے تلوار ماری قریب تھا کہ طایر روح اقدس قفس عنصری سے پرواز کرے کہ غیب سے یہہ ندا ہمنے بھی کان سے سنی پس یہہ امر کسی طرح سے دور از عقل نہین جسپر تعجب کیا جاوے ہان یہہ بات

البتہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود اسکے کہ جناب امیرکو شہید ہوئے کچھہ کم تیرہ سو سال ہوئے مگر شیعہ اسدم تک اوٹھتے بیٹھتے چلتے پہرتے یا علیؑ یا علیؑ کہتے ہین کیا وہ دنیا مین موجود ہین جو اونکو بولایا جاتا ہے۔ سوائے اسکے تعزیہ پر زیارت پڑہنا بہی زیادہ ترحیرت کی جا ہے کیونکہ اسبات سے بے وقوف سے بی وقوف بہی بخوبی آگاہ ہے کہ کاغذ اور کھپچون مین حضرت امام حسین نہین بیٹھے ہین پس امر واقعی پر تعجب کرنا عین غلط فہمی ہے۔ اور یہہ لکھنا مولف کا کہ روح حضرت عثمان کے یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کرگئے مرتبح تبرا ہے اسکا جواب خدا یتعالےٰ قیامت مین تبرائیونکو دیگا کہ اوسکے حبیب پاک کے داماد کی نسبت کیسے گستاخ ہین۔

انشاء اللہ تعالےٰ ہمارے پاس اسکا جواب نہین۔

اقول وبہ نستعین ہمارے مخاطب صاحب بہی بات مین رفو کرتے ہین جیسا کہ ایک شخص دروغگو بات بنا کر کہتا اور رہنراہی اوسکا بات مین رفو کرکے قابل یقین بنا دیتا۔ مثلاً دروغگو نے کہا کہ مین نے آج ہرن کے پیر مین ایک تیر مارا کہ اوسکے کان کو توڑکر نکل گیا۔ سامعین نے یقین نہ کیا رفوگر بولا کہ حضرات ہرن اوس وقت اپنے پیر کے سُم سے کان کہجلا رہا تہا کہ اسنے تیر مارا اور وہ تیر سُم اور کان کو توڑکر پار ہو گیا ایسا ہی رفو مخاطب صاحب نے کیا کہ گویا حضرت عثمان کے قتل کے وقت آپ وہان ہی تشریف رکہتے تہے اور بچشم و گوش خود معائنہ و سماعت فرمارہے تہے کہ ایدہر تو قاتل نے تلوار کا ہاتہ مارا اور اودہر عدی بن حاتم اوس مخاطب کے گوش زد بشارت ہوئی ہم مخاطب صاحب ہی سے ~~مخاطب صاحب~~ پوچھتے ہین کہ کیا حضرت عدی بن حاتم بہی حضرت عثمان کے قاتلون مین شامل تہے کہ وہان تک پوہنچے یہہ قصہ تو تمام کتب تواریخ مین مندرج ہے کہ اہل

بلوہ نے چہار طرف سے مکان حضرت عثمان کا گیر رکہا تہا اور بوقت قتل کوئی شخص اونکے پاس تک نہ پہونچ سکا اور حویلی بہی اونکی اسقدر بڑی تہی کہ اس حادثہ قتل کو دروازہ پر کہڑے ہوئے لوگ کسی طرح سن نہ سکے بعد قتل ہو جانے کے خبردار ہوئے۔ پس جبکہ یہہ امر ظاہر ہے کہ حضرت عدی کا اوسوقت اوس موقعہ پر گذر ہونا محالات سے ہے تو یہہ قصہ کہ عدی نے قتل کا وار لگتے ہوئے دیکہا اور بشارت کی الفاظ کو اوسیوقت مین سُنا ایسا امر دروغ ہے کہ جسکے نامعتبر ہونے مین کسی صاحب عقل کو کلام نہین۔ اور اگر آپ یہہ فرض کرین کہ حضرت عدی بن حاتم طائی بہی قاتلان حضرت عثمان مین داخل ہین اور اسلیئے وہ اوسیوقت موجود تہے تو اہلسنت والجماعت کے نزدیک قاتل خلیفہ کا کوئی قول وفعل لایق سند نہین پس مخاطب صاحب کو غور کرنا چاہیئے کہ بنی امیہ کے صدسالہ سلطنت مین کہ جسمین اکثر خلفاء کے بعیت غلامی حضرات علماے اہل تسنن نے کی تہی ایسی موضوعی روایات کا مشہور ہو جانا دشوار ہے نہ تہا بلکہ ضروری اور لازمی امر تہا۔ جسکو فن تواریخ سے کچہہ بہی لگاؤ ہی وہ خلفاے امویہ کے تعصب اور غلو کو جو دربارہ اشتہار و ترویج فضایل عثمانی تہا اور اوس زمانہ کے علماء و راویان کے مجبوری اور ضرورت کو بخوبی جانتے ہین۔ معترض صاحب نے بجواب اس قصہ کے جو شیعون پر یا علیؑ کہنے اور تعزیون پر زیارت پڑہنے کا یہہ اعتراض کیا ہے کہ کیا وہ زندہ ہین جو اونکو پوکارا جاتا ہے۔ اگرچہ اس اعتراض کا اسجگہ کوئی محل اور موقع نہ تہا صرف حضرت عثمان کی بیجا طرفداری اور عصبیت کے جوش مین معترض نے لکہا اور کچہہ خیال اس امر کا نہ کیا کہ حضرت علیؑ اور امام حسینؑ دونو سید الشہدا ہین اور زندگی شہداء کی بہ نصوص قطعی ثابت ہے بلکہ

اہل سنت تو اس زمانہ کے شہدا کی نسبت بہی ایسا یقین رکہتے ہین کہ وہ آپ دوستون
اور رشتہ دارون سے ملتے ہین پس اگر محبان علیؑ اور دوستان حسینؑ اون اکابر شہدا کو
مثل زندہ لوگون کے پکارین تو کیا الزام ہے اور تعزیہ پر امام حسین کی زیارت پڑہین
تو کیا اندیشہ ہے۔ اسمین کوئی حرص کی بات نہین ہے خدا کی مرضی ہے اگر تمہارے
قتیل شہید قرار نہین دیے گئے تو ہم پر آپکا غصہ محض بیجا ہے۔ اور معترض نے
جو بخیال تعصب مقام مناسب کو تبرا سمجہا ہے یہ اونکی سمجہہ کا فرق ہی مقام مناسب
بکسی طرح داخل تبرا نہین اور اگر معترض صاحب کے اطمینان اسیر بہی ہو
تو بجاے مناسب نامناسب سمجہہ لین ہمارا کوئی ہرج نہین غالباً لفظ نا شامل کردینے
سے نفی تبرا موہوم کی ہو جائیگی۔

قال صفحہ ۹- استاد ممدوح الابن آپکے مناقب مین بولا جاتا ہے اس فقرہ مین مولف کا اعتقاد
ابن سبائی کے مطابق ہے کہ گویا حضرت علی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی کہ جنکا لقب
جوہر اول ہے استاد ہین۔ اگرچہ مولف جناب امیر کو خدا اور رسول کا ہی کیون نہ استاد
بنادین مگر نہایت جناب امیرؑ کی کسی طرح ثابت نہین کر سکتے ہین۔

اقول اگر صاحبان علم و فضل کے نزدیک افضلیت کا ذریعہ علم ہے تو صریحاً
حضرت علیؑ کی خلافت ثابت ہے اور اگر معترض جیسے علماء و عقلاء کے نزدیک
ذریعہ افضلیت جہل ہے تو ایسے فضیلت و خلافت جہلاء کو مبارک رہے۔
لیکن یہہ امر قران شریف سے ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ شخص اعلم احق بخلافت ہے
چنانچہ حضرت آدم کو جمیع ملائکہ پر بوجہ علم فضیلت دیکر خلافت ارض عطا ہوئی
اور جمیع ملائکہ مین جبرئیلؑ بہی داخل ہین جنکو معترض نے بقول کسی فلسفی جوہر
اول لکہا ہے پس جبکہ حضرت آدم بہ نسبت حضرت جبرئیل اعلم تہے تو حضرت علیؑ
بدرجہ اولی اونسے اعلم ہوئے کیونکہ اہل السنن قائل ہین کہ خدا تعالے نے علم کے

دس حصے کیئے جسمین سے نو حصے حضرت علیؑ کو عطا کیئے اور ایک حصہ مین حضرت آدم اور اونکے جملہ اولاد ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفاء مین روایت لکھتی ہین - واخرج ابو عمر عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی علی ابن ابی طالب تسعة اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہ فی العشر العاشر جمیع ملائکہ سے جناب امیر کا افضل ہونا احادیث سے ثابت ہے یعنے آدم مسجود ملایک ہین تو ضرور ملائکہ سے افضل ہین اور حضرت علیؑ کا حضرت آدم و دیگر پیغمبران سے افضل ہونا بموجب حدیث ابو عقال مندرجہ کتاب کفایت الطالب محمدؐ بن یوسف گنجی کے ثابت ہے -

قال - صفحہ ایضاً مین ہے کہ شب معراج مین حضرت سنے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ و ایدتہ بعلی مولف نے ایہ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے بجائے روح القدس کے بعلی بنایا ہے اگرچہ غیر نصاحت ہے جملہ موضوعہ ابن سبا کا بطلان کرتی ہے مگر ہم دوسرے طرز پر جملہ مذکورہ کی تکذیب کرتے ہین - دیکھو جناب باری جابجا اپنے کلام مین فرماتا ہے کہ مہاجرین و انصار نے رسول اللہؐ کی جان و مال سے مدد کی چنانچہ از جملہ مہاجرین ایک حضرت علیؑ بھی ہین پس تخصیص ایدناہ بعلی کے کیونکر ہوسکتی ہے اس صورت مین تو تکذیب کلام الہی کی ہوتی ہے پس جملہ ایدناہ بعلی یقیناً جعلی ہے

بیت سیکڑون شمر دیکھہ ڈالے ہین ٭ تیری صورت کا پر ملا نہ کوئی -

اقول و بہ نستعین معترض نے دو طرح پر تردید اس حدیث صحیح و متواتر کی کی ہے ایک یہہ کہ فرقہ ابن سبا نے اسکو موضوع کیا - دوسرے یہہ کہ آیت قرانی کے مخالف ہے اور اس سے تکذیب حکم الہی لازم آتی ہے صورت اول کی نسبت تو بیشتر ہی ہم انوار الہدے مین لکھہ چکے ہین کہ تمام احادیث

اور روایات جو اس کتاب مین درج ہین بالخصوص مرویہ اہل سُنت والجماعت ہین ہمکو یہہ خبر نہ ہتی کہ وہابی لوگ اکابر علماے اہل سُنت کو ابن سبا کے مرید سمجہتے ہین یا ایسی چالاکی کرتے ہین کہ اپنے استدلال کے وقت تو اونکو اپنا پیشوا اور امام قرار دیتے ہین اور دوسرون کے مقابلہ پر اونکو ابن سبا کے گروہ سے تعبیر کرتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ خود مخاطب صاحب بہی ابن سبا کے مرید ہین مگر بعض اوقات تو ریہ فرما کر اس سے گریز بہی کرجاتے ہین۔ مخاطب صاحب نے جو دفعتًا اس حدیث کو موضوعات ابن سبا مین لکہدیا اسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ اپنے مذہب کے کتب سے خبردار نہین خود علم حاصل نہین کیا کسی عالم کی صحبت نہین ملی جو سُننے کا اتفاق ہوتا۔ اور خدا کی قدرت سے ہر ایک جاہل سے جاہل سنّی کو یہہ یقین ہوتا ہے کہ جن امور کا مجہکو علم ہے فقط اوسیقدر کتب اہل سُنت مین ہے اور جن امور کا ہمکو علم نہین یا جن باتون سے کان ہمارے آشنا نہین ہوئے اونکا کچہہ ذکر ہمارے کتب مین بہی نہین ہے اور جہالت کی دلیل بہی خاص یہہ ہی ہے کہ باوجود بے علمی کے یہہ دعویٰ ہو کہ تمام احادیث اور کتب پر ہمکو عبور ہے اور یہہ کچہہ مخاطب صاحب پر ہی منحصر نہین ہے بلکہ عوام اہل سُنت کا یہہ ہی حال ہے کہ باوجود اسکے کہ فقط کچہہ برائے نام فارسی یا اردو پڑہے ہوئے ہین عربی سے واحد شاہد نہین کتابون کے نام سے عمر بہر نہین سُنے مگر یہہ ادعا ضرور ہے کہ جو بات ہمنے نہین سُنی وہ کتب مین بہی نہین ہے۔

اسی جہل مرکب مین ہمارے مخاطب صاحب گرفتار ہین کہ ایسے بڑی مشہور و معروف حدیث کو کہ جسکو صدہا اکابر علماء و فضلاء اہل سُنت نے روایت کیا ہے بلا خوف و فکر یہہ لکہدیا کہ مولف نے آیتہ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے

علی کا نام لکھدیا اور کتب اہل سُنت مین اسکا کچھ وجود نہین ۔ اسکے یہہ معنی کہ اگر کسی سُنی عالم نے اپنے کتاب مین لکھا بھی ہو تو وہ ابن سبا کا مرید ہے وجہ اس مبادرت مولف اظہار الہدے سے یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمنے اس حدیث کو فقط سرسری طور سے بغیر اسناد اسلیئے درج کیا تہا کہ یہہ حدیث نہایت درجہ مشہور و معروف ہے ۔

مگر چونکہ مخاطب صاحب علم سے تو بہرہ نہین رکہتے اوسکے سرسری اندراج کو محمول بوضع کرلیا اور طرفہ یہہ ہے کہ اپنی بے علمی اور نادانی سے ایک بڑے جماعت اکابر فضلاء اہل سُنت کو گروہ ابن سبا مین داخل کیا ۔

اب ہم ناظرین باانصاف کے روبرو ثبوت اس حدیث صحیح اور مشہورہ کا پیش کرکے مولف اظہار الہدے اکی نسبت فتوے طلب کرتے ہین ۔

نمبر۱ قاضی عیاض نے کہ اکابر فضلاء اہل سُنت سے ہین اپنے کتاب شفاء مین ۔ فی تعریف حقوق المصطفےٰ مین لکہا ہے روی ابن قانع القاضی عن ابی الحمراء رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلعم لما اسری بی الی السّمآء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ ایدتہ بعلی ترجمہ روایت کی ابن قانع قاضی نے ابی الحمراء رض سے کہ کہا اوسنے فرمایا رسول اللّٰہ صلعم نے کہ جب مین بوقت معراج اسمان پر گیا تو عرش پر یہہ لکہا ہوا دیکہا ۔ لا الہ الا اللّٰہ محمدؐ رسول اللّٰہ ایدتہ بعلی ۔

نمبر۲ ابن المغازلے کتاب المناقب مین بعد ثبت اسناد لکہتے ہین قال سمعت رسول اللّٰہ صلعم یقول لما اسری بی الی السمآء رائت علی ساق العرش الایمن انا وحدی لا الہ غیری غرست جنۃ عدن بیدی محمد صفوتی واید تہ بعلی

نمبر۳ اخطب خوارزم نے بہی یہہ ہی روایت لکہی ہے ۔

نمبر۴ محب طبری کتاب ریاض النضرہ مین لکہتے ہین عن ابی الحمراء قال رسول اللہ
صلعم لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا
عن یمینہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ

نمبر۵ ایضاً اخرجہ ملا فی سیرتہ

نمبر۶ محب طبری عن ابن عباس قال کُنّا عند النبی صلعم فاذا بطائر فی
فمہ لوزۃ خضراء فالقاہ فی حجر النبی صلعم فاخذ النبی صلعم فقبلہا
ثم کسرہا فاذا فی جوفہا ورقۃ خضراء مکتوب لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ نصرتہ بعلی — خرجہ ابو الخیر القزوینی
یعنے حضرت عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس ہتے
ایک طائر آیا جسکے موُنہہ مین ایک بادام سبز تہا اوس طایر نے اوس لوز کو
حضرت کے گود مین ڈالدیا آپنے اوسکو بوسہ دیا اور توڑا تو اوسکے اندر ایک
برگ سبز نکلا جسمین مرقوم تہا —
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نصرتہ بعلے —

۸ محمد بن یوسف زرندی ۔ نظم دار السمطین مین ساق عرش پر بعد نام آنحضرت
ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ لکہا ہوا ہونا درج کرتے ہین —

۹ ایضاً — کتاب ایضاً ۔ موافق روایت ابن المغازلی کے تحریر کرتے ہین

۱۰ شہاب الدین احمد ۔ کتاب توضیح الدلایل مین لکہتے ہین عن وہب بن منبہ
انہ مکتوب علی ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی
ونصرتہ بہ رواہ الحافظ ابو بکر الخطیب

۱۱ وعن ابی خمیس رض محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ بہ —

۱۲ ایضاً رواہ الطبری — ۱۳ وخرجہ مُلاؔ فی سیرتہ — ۱۴ وزرندی

١٥ سعید گازرونی کتاب منتقی مین لکھتے ہین - روی ابن قانع عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ صلعم لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ بہ -

١٦ شیخ جلال الدین السیوطی کتاب درمنشور مین لکھتے ہین ١٧ اخرج ابن عدی
١٨ وابن عساکر عن انس رأیت علی ساق العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ -

١٩ والیضاً - یعنے سیوطی کتاب خصایص مین - روایت ایضاً نقل کرتے ہین -

٢٠ احمد بن فضل بن محمد کتاب وسیلۃ الآمال عن ابی الحسن روایت ایضاً ٢١ مرزا محمد بن خشانی کتاب مفتاح النجا - روایت ایضاً
٢٢ ابن عساکر عن ابی الحمراء ایضاً
٢٣ طبرانی - فی الکبیر - عنہ ایضاً
٢٤ شاہ ولی اللہ دہلوی فی ازالۃ الخفا - عن انس قال قال رسول اللہ صلعم لما عرج بی رأیت علی ساق العرش مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی رض

واضح ہو کہ شاہ صاحب سے زیادہ شیعون سے تعصب رکہنے والا دوسرا کوئی سنی عالم نہین ہے اور شاہ صاحب نے اکثر ابن سبا پر طعن و تشنیع کئے ہین اب ابن سبا کی روح کو مولوی جہانگیر خانصاحب کا مشکور و ممنون ہونا چاہیے کہ ایک عرصہ کے بعد مولویصاحب نے شاہ صاحب کو زمرہ مریدان ابن سبا مین داخل کر دیا ہے -

سید علی ہمدانی مودت القربے مین لکھتے ہین کہ صخرہ بیت المقدس سدرۃ المنتہی اور عرش پر عبارت مذکورہ درج ہے -

۲۶ شیخ سلیمان قندوزی کتاب ینابیع المودۃ مین - بطرق متعدد و کتاب شفا او
شرح کبرت احمر سے عبارت مذکورہ درج کرتے ہین -

ذکر دیگر احادیث کا جو موید اس حدیث کے ہین

واضح ہو کہ موید اس حدیث کے اور بہت احادیث مرویہ اہل سنت ہین -
ازانجملہ ابواب جنت پر مرقوم ہونا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ وعلی ولی اللہ
وعلی حبیب اللہ وغیرہ پیدائش زمین و آسمان سے دو ہزار برس پیشتر -

۲۷ ابن المغازلی کتاب المناقب مین عن جابر بن عبد اللہ - سمعت رسول
اللہ صلعم یقول مکتوب علی باب الجنۃ قبل ان یخلق اللہ السموات
والارض بالفی عام محمد رسول اللہ وعلی اخوہ

۲۸ ابو المویدا خطب خوارزم عن طریق طبرانی - عن جابر ایضاً

۲۹ ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایت السعدا ایضاً

۳۰ شہاب الدین احمد توضیح الدلایل علی ترجیح الفضایل مین فی الباب الرابع
عشر عن جابر ایضاً

۳۱ ایضاً رواہ الصالحانی باسنادہ الی الحافظ ابی بکر بن مردویہ

۳۲ ایضاً رواہ الحافظ ابوبکر الخطیب - عن جابر

۳۳ عبد الرحمن صفوری - نزہۃ المجالس مین ایضاً

۳۴ عبد الوہاب - تفسیر النوری ایضاً

۳۵ محمد صدر عالم معارج العلے مین ایضاً

۳۶ مرزا محمد بدخشانی مفتاح النجا مین ایضاً

۳۷ محمد بن یوسف زرندی نظم درر السمطین مین لکھتے ہین کہ ہر ہشت دروازہ
بہشت پر لکھا ہوا ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ۔

شہاب الدین احمد۔ توضیح الدلایل مین حدیث طویل ابواب جنان پر مرقوم ہونا کلمہ مندرجہ بالا مع عبارات دیگر درج کرتے ہین۔

سید علی ہمدانی مودت القربےٰ مین لکھتے ہین کہ ایک فرشتہ کی پیشانی پر لکھا ہے۔ اید اللہ محمدا بعلی۔

ایضاً لواء احمد پر مکتوب ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیؑ ولی اللہ

شہاب الدین احمد۔ توضیح الدلایل۔ بحروف ذہب بہشت پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ

ابوالموید خوارزمی۔ کتاب المناقب محمد نبی الرحمۃ علی مقیم الحجۃ و بعد کلمہ توحید علی حبیب اللہ لکھا ہے

ایضاً اخطب خوارزم۔ مابین ہر دو کتف ضرضائیل لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی مقیم الحجۃ۔

ایضاً لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی الوحی۔ جناح جبرئیل پر مرقوم ہے

شہاب الدین احمد۔ توضیح الدلایل مین لکھتے ہین۔ عن ابن مسعود مکتوب علی العرش محمد نبی الرحمۃ علی مقیم الحجۃ ومن عرف حق علی زکا و طاب ومن انکر حقہ لعن وخاب اقسمت بعزتی وجلالی ان ادخل الجنۃ من احبہ وان عصانی واقسمت بعزتی وجلالی ان ادخل النار من عصاہ وان اطاعنی۔ رواہ محی السنہ الصالحانی من کتاب الاربعین للاخطب خوارزم ترجمہ۔ روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ عرش پر لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمدؐ نبی الرحمہ و علی مقیم الحجۃ اور جسنے پہچانا حق علی کا وہ پاک و طیب ہے اور جسنے اوسکے حق کا انکار کیا وہ

ملعون و مردود ہے اور قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ مین اوسکے
دوست کو بہشت مین داخل کرونگا اگرچہ اوسنے میری نافرمانی کی ہو اور
قسم ہے مجھکو اپنے عزت وجلال کی کہ جسنے اوسکے نافرمانی کی اوسکو جہنم مین
داخل کرونگا اگرچہ اوسنے میری فرمان برداری کی ہو۔ روایت کی اسکی
محی السنہ الصالجانی نے کتاب الاربعین اخطب خوارزم سے۔
اب ناظرین باانصاف سے امید ہے کہ ان روایات اور اسناد علماے
اہل سنت کو ملاحظہ فرماکر فتوے دین کہ مولوی جہانگیر خانصاحب بموجب
روایت نمبری ۵ ہم مصداق من انکرحقہ کے ہوئے یا نہین اور اسکا بھی
انصاف کرین کہ یہہ حدیث ایدته بعلی اپنے طرف سے مین نے
بتبرسیم اٰیۃ ایدناہ بروح القدس بنائی ہے یا ایک جماعت کثیر علماے
نامدار اہل سنت نے اسکو روایت کیا ہے اور یہہ بھی قرار دین کہ
بموجب ادعا معترض یہہ اکابر علماء مرید ابن سبا ہو گئے یا نہین۔
دوسرے وجہ تردید اس حدیث صحیح کی جو معترض نے یہہ لکھی ہے کہ حکم قرانی
کے تکذیب ہوتی ہے اور دلیل اوسکی یہہ لکھی کہ قران شریف مین جابجا اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے کہ مہاجرین وانصار نے جان ومال سے امداد رسول خدا کی فرمائی
اور حضرت علیؑ بھی مہاجرین سے ہین۔ یہہ وجہ تردید بالکل اولٹی ہے
سو او بجہ فہم لوگون کے اور لوگ ایسے دلیل کو مالیخولیا کی بڑ کہتے ہین اگر
دلیل مین معترض صاحب یہہ فرماتے کہ حضرت کی مدد مہاجرین انصار نے
کی اور حضرت علی نہ انصار مین ہین نہ مہاجرین مین تو البتہ اعتراض قایم
ہو سکتا تہا اور جبکہ خود حضرت علیؑ کو اوس زمرہ مین تسلیم کر لیا ہے تو کسی
طرح اعتراض مخالفت آیات قرآنی کا واقع نہین ہو سکتا۔ لیکن ہم معترض

کو اس طرح جواب دیتے ہین کہ یہہ حدیث تفسیر ایت قرانی کی ہے اور آپکے
مہاجرین نے ہرگز رسول خداؐ کو امداد نہین دی نہ قران شریف مین اونکا رسول
خداؐ کو مدد دینا کسی جگہ درج ہے بلکہ ہمیشہ امداد کے وقت فرار ہو جایا کرتے
تھے اور موقعہ سے ٹل جاتے تھے جیسے کہ احد اور حنین مین تمام مہاجرین اور
انصار رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر مفرور ہو گئے خیبر پر علی الخصوص شیخین دو تین
روز تک متواتر معہ لشکر معرکہ جنگ سے مفرور ہوے خندق کے جنگ
مین حضرت عمر نے عمرو بن عبد ود کے مقابلہ سے انکار کر دیا اگر اسیپر بھی دعوے
نصرت رسول ہے تو کمال جہالت کی بات ہے علاوہ ازین قرآن شریف
مین خود پروردگار تعالے صحابہ مہاجرین وغیرہ سے مخاطب ہو کر ارشاد
فرماتا ہے۔

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ یعنے اگر تم لوگ ہمارے رسول کی نصرت و امداد نہین
کرتے ہو تو کیا ہوا ہم اوسکے مدد کرتے ہین۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصحاب
مہاجرین وغیرہ نے ہرگز نصرت رسول اللہ نہین کی اور حدیث شریف جسکی
بحث درپیش ہے مشعر اس مضمون کے ہے کہ عرش الہی پر یہہ لکھا ہوا ہے
کہ ہمنے محمدؐ رسول کی مدد اور نصرت علی سے فرمائی تو صاف ثابت ہو گیا کہ
اس آیت کریمہ مین نصرہ اللہ سے مراد وہ نصرت ہے جو اللہ تعالے نے بذریعہ
علی مرتضیٰؑ فرمائی اسلئے یہہ حدیث اس آیت کے مفسر ہے نہ کہ مخالف اور
اگر معترض کو آیات جہاد پر استدلال ہے تو اطمینان رکھنے چاہیئے کہ اون تمام
آیات کے مصداق فقط حضرت علیؑ مین معترض صاحب کے عقل پر نہایت
افسوس ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کس طرح ایسے جاہلانہ بات زبان سے نکال
دیتے ہین تو الیا جانتا ہون کہ اس ثبوت کو دیکھہ کر اگر معترض صاحب کچھہ

غیرت رکہتے ہونگے توکسی کو موہنہ نہ دکہلاوینگے۔

قال صفحہ ۲۴ ۱ مین ہے کہ نائب برحق علم قران وسنت وحل مسایل وقضایا مین بدرجہ اتم کمال رکہتا ہو کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو۔ اس تمہید کے تشریح مولف نے صفحہ ۳۹ تک کی ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد کہ خلفاء راشدین نہ علم قرآن رکہتے تہے نہ سُنت پر چلتے تہے اور نہ مسائل حل کرسکتے تہے اور نہ کیسکے داد دیسکتے تہے مگر جناب امیر مین یہہ سب کمال تہے۔

اقول معترض کی عجب عقل ہے۔ اسمین نعوذ باللہ کہنے کا کیا موقعہ ہے یہہ تو تمام کتب معتبرہ اہل سُنت سے ثابت ہے کہ حضرات شیخین علم قران سے مطلق آگاہ نہ تہے ورنہ زید بن ثابت سے ترتیب نہ کراتے خود کرتے علم قران تو شے دیگر ہے روان عبارت بے مطلب بہی یاد نہو سکی بارہ[12] سال تک سورہ لبقر یاد نہو سکے آیت رجم زانیہ پر بہی عبور نہوا ترتیب عثمانی پر اگر کچہہ ناز ہو اسکو بہی علم قران سے تعلق نہین بجز این نیست کہ حافظ بد ہو جولاہہ نابینا کسیطرح سارا قران یاد بہی ہو تو وہ عالم قران نہین کہلائیگا محققین اہل سُنت خود معترف ہین کہ حضرت عثمان داخل صحابہ مجتہدین نہین ذکر سُنت پر چلنے کا نسبت خلفاء اور اونکے حل مسائل کا حال بشرح تمام انوار الہدے اور نیز رسالہ ہذا مین بارہا ہوا ہے۔ پس معترض صاحب کو اگر یہہ فصل انوار الہدے کے ناگوار طبع ہوئی تہی تو لازم تہا کہ ہمارے اعتراضات کی تردید کرتے خلفاء ثلثہ کا علم قران حل مسائل اتباع سنت رسول اللہ ثابت کرتے نہ کہ غصہ مین آکر جناب حلال مشکلات خلفاء ثلثہ کی نسبت بے ادبی اور گستاخی سے پیش آتے اس لغویات بکنے سے متعرض

کا مطلب یہہ پایا گیا کہ اصحاب ثلثہ بے شک ایسی ہی تھے جیسا کہ انوار الھدیٰ مین ثابت کیا گیا مگر حضرت علیؑ سے بہی تو فلانے فلانے خطا سرزد ہوئی اس سے اصحاب ثلثہ کے قصورات تو تسلیم ہو چکے اور جو کچہہ غصہ مین مولویصاحب نے جناب علی مرتضےٰؑ کے شان مین لکہا وہ محض لغو بکا ہے خود علماے اہل سنت بہی اوسکو تسلیم نکرینگے ایدہر ہم دندان شکن جواب دینگے۔ مختصر یہہ کہ مولویصاحب نے تمام مطاعن اصحاب ثلثہ کو جواب سے عاجز آ کر قبول و تسلیم کرلیا ہے۔ اب اگر اسبارہ مین کبہی لب کشائی فرمائی تو بے غیرت کہلاینگے متکلمین کے زمرہ مین نہایت ذلیل و خوار ہونگے۔

اب اہل انصاف ذرا توجہ کے ساتھہ غور فرمادین کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اصحاب ثلثہ کے مطاعن متعلقہ عدم معلومات فرمانے وفقہی وغیرہ کو کس عمدہ قرینہ سے رفع فرماتے ہین۔

قال المولوی جہانگیر خان ہم کہتے ہین کہ جب باعتقاد شیعیان جناب امیر نے اپنے جمع کیئے ہوے قران کو تو گم کرڈالا اور تمام عمر قران عثمانی کے تلاوت کرتے رہے اور اپنے اولاد کو تلاوت کراتے رہے تو پہر آپ مین صفت علم قرانی کی کیا پائی گئی جسپر مولف کو گونہ ناز ہے بلکہ ایسے عقیدہ سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جناب امیر سے بڑہکر کوئی گنہکار نہوگا کیونکہ اونہون نے اپنی خلافت کے زمانہ سے لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکہا پس جسقدر کہ بار معصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب امیر کے سر پر رہا۔

اقول اول تو ایسے ہزلیات بک دینے سے مطاعن اصحاب ثلثہ کا جواب نہین ہوسکتا۔ دوسرے اگر ہزلیات سے اس نفع کی امید ہے کہ ناظرین

کتاب ان ہذیانات مین ایسے مشغول ہوجائینگے کہ اونکو یاد نرہیگا کہ مولف
اظہار الہدے پر کس کس امر کا اثبات لازم تہا اور وہ اوس سے عہدہ
برا ہوسکے تو یہہ خیال خام ہے جو ناظرین علم وفضل سے بہرہ رکھتے ہین وہ
ہرگز ان ہذیانات مین مشغول ہوکر آپکے ترک فرائض کو نہ بہولینگے۔ اور
اگر آپ نے مقطع جواب انوار الہدے سے قاصر اور عاجز ہوکر دُم دبا رکہی
ہے تو یہہ آپکی کیا عقلمندی ہے کہ اس بیان کو خواہ مخواہ چہیڑکر عجز اپنا ظاہر کیا
جہان تمام مطالب انوار الہدے سے آپنے جواب و تردید مین اغماض فرمایا
تہا اس ذکر کو بہی سنکر خاموش ہو رہے ہوتے اس ہذیان بکنے سے بیشتر
اگر مولف اظہار الہدے کسی عالم سے یعنے علم قران اور تلاوت قرآن کی
سیکہہ لیتے اور قران ناطق اور قران صامت کے فرق کو دریافت کرلیتے
تو بہت بہتر ہوتا دیگر حضرات ہم مشرب کو شرمانا نہ پڑتا۔ بڑے غضب کی بات
ہے کہ امت کے خطا امام پر لگائی جاتی ہے کتب معتبرہ اہل سُنت مین درج ہے
کہ رسول خداؐ نے امت کو وصیت کی تہی کہ علیؑ قران کے ساتہہ ہے اور قران
علیؑ کے ساتہہ ہے اور آپس مین ایکدوسرے سے ہرگز جدا ہونگے تا آنکہ
حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہون پس میرے بعد تم قران و اہلبیت کی
پیروی کرنا اور علی کو مثل میرے اپنا مولا سمجہنا۔ حضرت عمر اور دیگر اونکے
ہمراہیان نے اول تو ولایت علیؑ ابن ابیطالب سے بنجملہ ثقلین کے رو برو
حضرت رسول خداؐ کے انکار کیا۔ اور جبکہ حضرت علی مرتضےؑ بعد وفات
رسول خداؐ صلعم قران کو مرتب کرکے مسجد نبوی مین لائے اور امت کو
اوسکے پڑہنے اور عمل کرنے کی ہدایت کی تو جب سے حضرت عمر اور اونکے
ہمراہیان نے قران کے قبول کرنے سے باین الفاظ انکار کردیا کہ ہم تمہارے

مرتب کئے ہوئے قران کو قبول نہین کرتے حضرت علیؑ مجبور ہو کر قران کو واپس لے آئے اور فرمایا کہ اسکو قایم آل محمد بزور جاری فرماوینگے۔ اب فرمایئے کہ کہ قصور کسکا ہے اوس زمانہ سے لیکر قیامت تک جو بندگان خدا بوجہ ترک تمسک ثقلین گمراہ ہوئے اور جسقدر بار معصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب کسکی مضل کے گردن پر رہا حضرت علیؑ کا نام لیتے ہوئے مولوی صاحب کو شرم نہ آئی باوجودیکہ دل مین جانتے ہین کہ مخلوق کا گمراہ کرنیوالا کون ہے اور راہ راست پر رکہنے والا کون ہے کسکی شان مین مخبر صادق فرما گئے ہین لن یخرجکم من ہدے ولن یدخلکم فی ضلال۔۔
اگر قران کے گم کرنے اور امت کو گمراہ کرنے کا الزام حضرتؑ پر قایم کروگے تو ضرور جباران روے زمین کا گناہ حضرت نوح پر اور نمرود کا گناہ حضرت ابراہیم پر اور عاد و ثمود کا الزام ہود و صالح پر اور یہودیون کا گناہ حضرت زکریا و یحییٰ و عیسےٰ پر بہی لگانا پڑیگا۔ لیکن آپ ایسا اولٹا الزام کیون نہ لگاؤگے جبکہ آپکے پیشوا تے عمار یاسر کے قتل کا الزام جناب امیر علیہ السلام پر لگایا تہا۔

قال اب سنت کا مال سنئے کہ جناب شیر خدا مرتے مر گئے مگر اونہون نے خلافت سنت اصحاب ثلثہ کے کوئی کام نہین کیا اور نہ اپنی اولاد کو کرنے دیا اس صورت مین جس منصب کے کہ بانی سنت سزاوار ہین اوسی منصب کے سزاوار پیرو سنت بہی ثابت ہوئے پس مولف کا ہیچو ما دیگرے نیست کہنا محض تعصب ہے۔

اقول یہہ قول تو معترض کا بالکل کذب اور افترا ہے خود اونکی تمام کتب معتبرہ سے اسکے خلاف ثابت ہے۔ یعنے حضرت امیر علیہ السلام نے

جبکہ بعد وفات خلیفہ ثانی عبدالرحمن بن عوف نے یہہ کہا کہ ای علیؑ مین تمکو اس شرط پر خلیفہ مقرر کرتا ہون کہ سُنت و سیرت شیخین پر عمل کرو۔ حضرت نے اس سے قطعی انکار کیا اور اونکی سیرت پر عمل کرنیکو ایسا بد اور زبون خیال فرمایا کہ خلافت سی شئے کو اوسکی وجہ سے قبول نفرمایا اور عبدالرحمن نے فقط براہ چالاکی بدگوؤن کے ملامت سے بچنے کے لیئے یہہ فقرہ بنایا تھا اور وہ خوب جانتا تھا کہ حضرت علیؑ سیرت شیخین کو بدعت سیئہ اور ضلالت وگمراہی سمجھتے ہین اگر عمل کرنے پر راضی نہونگے اور گھر مین حضرت عثمان کو سمجھا دیا تھا کہ یہہ ہی سوال مین تم سے کرونگا تم سیرت شیخین پر عمل کرنیکا اقبال کر لینا تب جھکو محرومی علیؑ مرتضےٰ اور تقرری تمہاری پر حجت مل جاویگی۔ علاوہ ازین جس سُنت نبوی سے بے علم ہونا اصحاب ثلثہ کا انوار الہدیٰ مین مذکور ہے اوسکو اس بحث سے کیا علاقہ سُنت نبوی سے خلفاء ثلثہ کی لاعلمی اسی امر سے ظاہر ہے کہ اونکے خلافت کے زمانون مین ابن مسعود ابو موسیٰ زید بن ثابت وغیرہ اجتہاد مسائل کیا کرتے تھے اور خود بدولت اس دولت سے محروم تھے۔ ستر یعنی ہفتاد موقعے حضرت عمر کو ایسے گذرے ہین کہ جنمین مخالفت حکم خدا اور رسول اونسے سرزد ہوئی اور حضرت علیؑ نے اونکو ہدایت کر کے بچایا جسپر بار بار بولا علیؑ لہلک عمر فرمایا۔ خلیفہ ثالث کی مخالفت سُنت نبوی کا تو کچہہ حساب ہی نہین ہو سکتا اگرچہ اونہون نے بطمع خلافت اقرار اتباع سیرت شیخین کر لیا تہا مگر اوسکی بہی پابندی نفرمائی نماز روزہ حج زکوٰت جمیع معاہدات و معاملات مین خلیفہ ثالث نے مخالفت خدا و رسول روا رکہی کہ اکثر مقامات پر اسی رسالہ مین مفصلاً مذکور ہوا ہے۔

مین نہایت درجہ حیران ہون کہ معترض نے کس وجہ سے حضرت علیؑ کی نسبت

ایسا تحریر کیا ہے کہ وہ متبع سنّت خلفاء رہے - اونکا حال اور نیز خلفاء ثلثہ کا حال کتب فریقین مین درج ہے ہرگز مشابہت بھی اونکے افعال و اعمال مین نہین ورنہ اگر کسیکو دعوی ہو تو ثابت کرے - ورنہ ظاہر ہے کہ

(۱) حضرت علیؑ کبھی کسی جنگ مین رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر فرار نہین ہوئے

(۲) حضرت علیؑ نے کبھی نبوت جناب سرور کائنات مین شک نہین کیا -

(۳) حضرت علیؑ نے کبھی رسول اللہ صلعم کے عدول حکمی نہین کی -

(۴) حضرت علیؑ نے کسی جگہہ مثل عقبہ کے رسول خداؐ پر حملہ نہین کیا -

(۵) حضرت علیؑ نے کبھی کسی جیش سے مثل جیش اسامہ تخلف نہین کیا یعنے جیسا کہ اور لوگون نے جیش اسامہ سے باوجود سخت تاکید رسول اللہ صلعم تخلف کیا ایسا کبھی حضرت علیؑ سے وقوع مین نہین آیا -

(۶) حضرت علیؑ نے کبھی رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہین کی جس طرح کہ لوگ مانع وصیّت ہوے اور حجرہ نبویؐ سے نکالے گئے -

(۷) حضرت علیؑ مثل اورون کے کبھی شاکی رسول اللہ کے نہین ہوئے -

(۸) حضرت علیؑ جسد اطہر رسول خداؐ صلعم کو بغیر تجہیز و تکفین چھوڑ کر طلب خلافت کو نہین چلے گئے -

(۹) حضرت علیؑ نے کسی کا حق غصب نہین کیا -

(۱۰) حضرت علیؑ نے حکومتون کے وعدے کر کر لوگون کو اپنی طرف رجوع نہین کیا حالانکہ طلحہ و زبیر سے مخالفت اسی بات مین ہوئی -

(۱۱) حضرت علی نے کبھی طلقاء و منافقین کو حکومت مومنین پر مقرر نہین کیا حالانکہ معاویہ کا فساد اسی وجہ سے ہوا -

(۱۲) حضرت علیؑ نے خلافت جمانے کے لیئے گھر مین بیٹھے ہوئے لوگون پر

فدوح کشی نہین کی۔
(۱۳) حضرت علیؑ نے بمخالفت قران کسی حلال شئے کو حرام نہین کیا۔
(۱۴) حضرت علیؑ نے کبھی ارتکاب بدعت نہین کیا۔
(۱۵) حضرت علیؑ نے کبھی مجنون سے قصاص لینے کا حکم نہین دیا۔
(۱۶) حضرت علیؑ نے کسی حاملہ کو رجم نہین کیا۔
(۱۷) حضرت علیؑ نے کبھی قصاص و حد جاری مین رعایت اور مداہنت نہین فرمائی
(۱۸) حضرت علیؑ نے بیت المال کا روپیہ زانیون کی عوض دیت مین نہین دیا۔
(۱۹) حضرت علیؑ نے قبل از وقت روزے افطار کرا کر مخالفت قران نہین کی ہے۔
(۲۰) حضرت علیؑ نے وضو مین بدعت غسل رجل جاری نہین کی۔
(۲۱) حضرت علیؑ نے بدعت تراویح و الحاق کلمہ الصلوۃ خیر من النوم نہین کی
(۲۲) حضرت علیؑ نے ثعلبہ بن حاطب سے خلاف حکم خدا زکوۃ نہین لی۔
(۲۳) حضرت علیؑ نے خلاف سنت قصر نماز حالت سفر کو ترک نہین کیا۔
(۲۴) حضرت علیؑ نے کسی منافق طرید رسول اللہ کو بلا کر اپنا مشیر نہین کیا۔
(۲۵) حضرت علیؑ نے کبھی مروان جیسے منافق کو لکوک ہا روپیہ نہین دے
(۲۶) حضرت علیؑ نے کبھی جہوٹی قسم نہین کہائی کسی کو اپنے گہر مین چہپا کر قسم نہین کہائی کہ فلان یہان نہین ہے۔
(۲۷) حضرت نے کبھی دغا بازی نہین کی کہ اول توکسی مصلحت سے زید کو ایک ملک کا حاکم مقرر کیا ہو اور پہر حاکم سابق کو لکہہ بہیجا ہو کہ زید کو قتل کر ڈالنا۔
پہر معترض صاحب کس طرح کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ہمیشہ سیرت شیخین یا سنت ثلثہ پر عمل کیا ہے۔ اگر امورات متذکرہ صدر مین سے ایک امر بہی نسبت

حضرت علیؑ کے ثابت ہو جاوے تو ہم سمجھین کہ سیرت شیخین پر عمل کیا گیا ہوگا
دنیا مین تہا کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہوگا کوئی ایسا کہ سیرت شیخین پر عمل
کرنے کے شرط سے خلافت اور سلطنت قبول نکرے اور صاف کہدے
کہ اونکا راستہ گمراہی اور بدعت تہا مین اوس راہ پر نچلونگا۔ ممکن تہا کہ حضرت
عثمان کی طرح آپ بہی اقرار کر لیتے اور جیسے حضرت عثمان نے وعدہ کے
خلاف نیک سیرت شیخین کو ترک کردیا تہا آپ بری سیرت کو ترک کردیتے
مگر آپ نے ہرگز نہ جایز سمجہا۔

قال اب سایل وانی جناب مظہر العجائب کے بہی قابل غور ہے کہ آنجناب
نے باوجود کثرت ثواب کبہی تا زیست متعہ نہ کیا اور نہ اپنی اولاد کو کرنے
دیا مگر اپنے محبتون کو وصیت کر گئے کہ معراج شیعان پاک کو اسی نردبان
جو پایہ کے ذریعہ سے حاصل ہوگے قیامت تک مومنین و مومنات ایسے
مسایل اپنے قوم مین جاری رکہین تا کہ درجہ خاتم المرسلین ہر ایک فاعل
و مفعول کو ملے۔

اقول۔ اول تو معترض نے یہہ ثابت نہین کیا کہ حضرت علیؑ نے متعہ نہین
کیا بغیر ثبوت قول معترض لغو اور ناقابل التفات ہے ثانیاً سایل وانی پر کسی
فعل جایز کے نکرنے سے اعتراض واقع نہین ہوا کرتا۔ ہان اعتراض سایل
وانی پر اوسوقت عاید ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی حلال شے کو اپنی جہالت
اور عدم واقفیت سے حرام کردے جیسا کہ حضرت عمر نے باوجود نافذ ہونے
آیت حلت متعہ کے اوسکو حرام کردیا اور یہہ بہی نہ سمجہے کہ مجہے ایسا اختیار
حاصل ہے یا نہین یا جسطرح مجنون پر حد جاری اور حاملہ عورت کو رجم
کرکے دو خون اپنے سر پر لیئے۔

معترض نے جو مسخرہ پن مین اگر نسبت محبان علیؑ بیہودہ گوئی کی ہے یہہ اونکی نافہمی ہے ورنہ متعہ دراصل بہت بڑا عطیہ الٰہی ہے اگر متعہ جایز نہوتا تو بہت سے اصحاب اور اصحاب زادے حضرت ابو شحمہ کے طرح نردبان زنا پر معراج پاتے۔ حضرت عمر نے غالباً لوگون کو اس فعل جایز سے اسی لیئے روکا تہا کہ اگر اور دو چار ہم چشمون کے لڑکون سے بوجہ بندش متعہ زنا کا ارتکاب ہو جائیگا تو اپنے خفت کچہہ کم ہو جائیگی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ چاہ کندہ را چاہ در پیش تمام شرفا اوس زمانہ کو خدا تعالے نے ایسا بچایا کہ کسیکے پسر کو حد زنا اور حد شرب خمر نہ ماری گئے اور حضرت عمر ہی اس فضیلت مین وحید العصر رہے۔ اب محبان فاروقی کہسیانے ہو کر متعہ کو کیا ہے برا بتلاوین لیکن وہ پوند تو ولایت گئے۔

قال دوسرا مسئلہ یہہ کہ خود تو جناب نے علی الدوام غسل الرجلین فرمایا لیکن شیعون کو منع کر گئے کہ شیعون کو کسی طرح درست نہین ہے کہ پاؤن دہووین بقول شخصے خود را فضیحت و دیگر را نصیحت۔

اقول یہہ دوسرا مسئلہ معترض نے پہلے سے زیادہ لغو لکہا ہے۔ حضرت علیؑ نے کبہی نافرمانی خدا کی نہین کی جو مسئلہ وضو مین کرتے خدا اور رسول کے نافرمانی جو ہمیشہ کرتے تہے اونہون نے ہی اس مسئلہ مین بہی مخالفت آیۂ قرانی کے کی ہے اور حضرت علیؑ برابر وضو مین مسح رجلین فرماتے تہے یہہ نقل جو معترض نے لکہی ہے کہ خود را فضیحت و دیگر را نصیحت ذات معصوم اس سے بری اور منسوب کرنیوالا کافر مطلق ہے یہہ مثال ایسے موقون پر صادق آتی ہے کہ جیسے بعض منافقین صحابہ دل مین تو لات ومنات کے معتقد اور ظاہر مین لوگون کو نماز کی تاکید کرتے تہے بہرین رمضان

شریف مین گہر کے اندر جاکر طعام دن کو زہر مار کیا اور بظاہر گلی کوچون مین ڈہوان سونگہتے پہرین کبہی اپنے پاس سے ایک پیسہ زکوٰۃ کا ند یا اورون سے لڑ لڑ کر زکوٰۃ لین۔ کسی کے خوبصورت عورت پر فریفتہ ہوئے تو شوہر کو اوسکے اگرچہ مومن و دیندار ہو جہوٹا الزام لگا کر قتل کر ڈالین اور عورت کو بغل مین سلائین دوسرون کو سزا دین۔

جناب امیر علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے معصوم پیدا کیا تہا اونسے ایسی باتونکا علاقہ نہین معترض صاحب اورون کے دہوکہ مین یہہ مثل لکہہ گیے ہین۔

قال اب سنئے کیفیت آپکی قضایا کے کہ یہہ امر شیعون کے معتبر کتب سے ظاہر ہے کہ جناب امیر کے ہے زمانہ مین تمام مفسدات و مکروہات پیدا ہوئے اور کیا شہری اور کیا لشکری سب مین بدنظمی پہیل گئی بہت سے ملک مقبوضہ خلفائے ثلثہ آپ ہاتہہ سے دے بیٹہے باعتقاد شیعان یہہ صفت ہی جناب امیر کے بدرجہ اتم کامل ہونے کے پہر بہی مرغ کے ایک ہی ٹانگ رہے گی تقیہ کا بہلا ہو جو بیچارے ائمہ کا ایمان بچا لیتا ہے ورنہ شیعون نے اماموں کو مرتد اور کافر اور مشرک اور منافق بنانے مین کچہہ بہی کمی نہین رکہی۔ عیاذاً باللہ۔

اقول افسوس ہے کہ مجہے باوجود فکر کرنے کے بہی ایسے الفاظ دستیاب نہین ہوئے کہ جس سے معترض کی عقل اور فہم اور علم و درایت کا اظہار اونکی شان کے موافق ہو سکے اسلیئے اس امر کو ناظرین باانصاف کے حوالہ کرتا ہون وہ خود اس اعتراض کی وقعت سمجہہ سکتے ہین۔ مین نے جہانتک غور کیا ہے اس اعتراض کا باعث معترض کے کم علمی اور نافہمی ہے دراصل وہ انفصال قضایا کے معنی نہین سمجہے اونہون نے جیسا کہ لفظ

قضیہ جھگڑا عوام کالانعام مین بمعنے فتنہ وفساد زبان زد ہو رہا ہے اوسکو
فتنہ وفساد کے ہی معنے مین سمجھا ہے اور یہہ ہی وجہ ہے کہ انفصال قضایا
کی بحث مین فتنہ وفساد منافقین وملامین امت کا ذکر شروع کردیا۔
پس جبکہ معترض کی لیاقت علمی کا یہہ حال ہے تو ہمارا جواب بعینہ ایسا ہی
جیسے کہ بھینس کے آگے بین بجانا معترض صاحب کو واجب ہے کہ اگر خبط
موبقی وماغ مین سمایا ہے تو اول لیاقت علمی پیدا کرنے چاہیئے اب مین معلم
بنکر آپکو سبق دیا کرون یا آپکے بیہودہ اعتراضات کا حال منصف مزاجون پر
ظاہر کرون۔ خیر ہم نیکی اور احسان سے باز نہین رہتے آپکو سمجھاتے ہین
کہ انفصال قضایا سے مراد حکم کرنا درمیان متخاصمین کے ہے نہ کہ فتنہ وفساد
کے بند وبست سے اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ جب کبھی دو شخص متخاصمین
آپکے حضور مین دادخواہی کو حاضر ہوے تو فوراً ایسا فیصلہ صادر فرمایا
کہ حق بحقدار پہونچگیا اور عین مطابق حکم الہی وسنت رسالت پناہ ہے فیصلہ
مقدمہ کا کردیا نہ کہ آپکے خلفاء کی طرح کہ جنکو یہہ بھی علم نہ تھا کہ فرائض اور
حقوق کسکو کہتے ہین چوری کیا سزا ہے حکم سزا سے مرفوع القلم کون
کون ہین کس کس حالت اور صورت مین حکم سزا موت ملتوی رکھا
جاتا ہے۔ اسلیئے محقق کہتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام کو انفصال قضایا
مین بدرجہ اتم مہارت تھی اور خلفاء ثلثہ اس صفت سے ایسی قطعی معرا تھی
کہ ہر مقدمہ کے فیصلہ کرنے مین قصور اونکا ظاہر ہو گیا۔

اب آپنے جو بوجہ قصور اپنے کم علمی اور نافہمی کے قضایا کو فتنہ وفساد سمجھکر
حضرت علیؑ پر اعتراض کیا اور ائمہ علیہم السلام کی نسبت سخت گستاخانہ
وبیہودہ الفاظ لکھکر ایمان اپنا خراب کیا اسمین بھی سراسر آپکی سمجھ کی

قصور ہے خود آپ اپنے ہی دل مین ذرا انصاف کرکے غور فرماوین کہ اس امت نابکار نے اہلبیت پیغمبر کے ساتھ کیا سلوک اور اپنے رسول کے وصایا کو کیسا ضایع کیا بعد وفات رسول خدا صلعم امت پر لازم تہا کہ حسب الحکم جناب رسول خدا صلعم حضرت علیؑ کو خلیفہ بناتے اونہوں نے اونکو ترک کرکے ایسون کو خلیفہ بنایا کہ جنکو بالخصوص رسول خدا فرما گیے تہے کہ علیؑ کو بجاے میرے اپنا مولا سمجہنا اور اونکی اطاعت اور تقلید کرنا۔ پہر ایک ایک اونے نابکار نے جو جو اذیتین اہلبیت پیغمبر کو پہونچائین اور اونکے دشمن بنکر خدا کو اپنا دشمن بنایا اور اونکی نصرت ترک کرکے مخذول دارین ہوئے تو اسمین حضرت علیؑ کا کیا قصور ہے۔ آپ سے ہے تو انصاف فرماوین کہ حضرت عایشہ اور حضرت طلحہ و زبیر نے اول تو لوگون کو ترغیب دیکر حضرت عثمان کو قتل کرایا اقتلوا نعثلا بی بی کا تکیہ کلام ہو گیا تہا اور جب لوگون نے جناب امیر علیہ السلام سے بیعت کی تو بہروی نفاق انہون نے بہی بیعت کی اور بعد چندے براہ بے سعادتی بیعت حقہ کو توڑ کر طلحہ و زبیر اور بی بی عایشہ باغی ہو گئے جب یہہ اپنی کردار کی سزا کو پونہچ گئے تو معاویہ غاویہ نے براہ بد دیانتی مملکت اسلام مین فساد پیدا کیا اور امام برحق سے برسر مقابلہ ہو گیا۔ اسی ضمن مین ذو ثدیہ وغیرہ جو خارجیون اور وہابیون کے بڑے پیر کہلاتے ہین براہ شقاوت ازلی برسر فساد ہوئے۔ آپ ہی انصاف فرماوین کہ اسمین حضرت علیؑ کا قصور تہا یا اون اشقیاء ازلی کا۔ پس اگر آپکے نزدیک حضرت علیؑ کا قصور پایا جاتا ہے تو اوسکو اظہار کرین کیونکہ ایسا عقیدہ اجماع اہل سنت کے خلاف اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اور اگر حضرت علیؑ سے

قصور ثابت ہون اور مخالف اونکے گمراہ اور کافر ہین تو کیا وجہ ہے
کہ آپنے ایسا بیہودہ اعتراض کرکے اپنا ایمان خراب کیا اگر آپ ایسی
جہل مرکب سے توبہ کرین تو خدا یتعالے غفور الرحیم ہے۔

وما علینا الا البلاغ دیکھیئے مولویصاحب یہہ امر سخت تعصب مین داخل
ہے کہ جس امر کا جواب نہ آیا تو بجاے جواب گالیان دینے لگے یا ایک
تیر کہینچ مارا۔ یہہ فن مناظرہ ہے متعصب آدمی ہرگز مناظر نہین کہلا سکتا
مناظرہ کی تو یہہ تعریف ہے کہ جب مناظر پر کوئی امر برحق یا لاجواب ثابت
ہو گیا اوسکو اوس امر سے فورًا اقبال کرنا چاہیئے اور اگر بنظر دوراندیشی
یا بوجہ حمیت جاہلیت قبول کرتے ہوے شرم وندامت لاحق ہو تو اوس
امر کو ایسے فروگذاشت کرجاتے ہین کہ جس طرح آپنے انوار الہدےٰ کے
تمام مطالب اور مقاصد کے بیان سے گریز فرمایا۔ ~~آپ تو جملہ مقاصد~~
~~اور مباحث انوار الہدےٰ کے تمام مطالب اور مقاصد کے بیان سے~~
گریز فرملیا۔ آپ تو جملہ مقاصد اور مباحث انوار الہدےٰ کے جواب دینے
سے قاصر ہوکر ساکت ہو گئے تہے پہر اسی ایک فقرہ کے جواب دینے سے
آپنے کیا نفع سوچا تہا۔ آیندہ ایسی امور کا ضرور خیال رکہنا چاہیئے۔

قال صفحہ ۱۹۲ مین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان مسلمان
ہونے سے قبل مشرک تہے اور بت پرستی علی الاعلان کرتے تہے اور
قران شریف مین صاف حکم ہے انما المشرکون نجس خبر ہین نسبت کہ
مشرک نجس ہین پس درحالیکہ خود ہر سہ حضرات چالیس چالیس برس
کی عمر تک مشرک رہے اور بوجہ الاشتغال کفر و شرک کے نجس تہے تو کب
ممکن ہے کہ اونکے وجہ سے آبا و اجداد اونکے طاہر ہوئے ہون الخ۔

اس آیت شریف کی تشریح مین مولف نے بطریق تبرا کے صرف اصحاب ثلثہ ہی کو مشرک اور کافر نہین ٹہیرایا ہے بلکہ صاف صاف دیگر انبیاء اللہ و جناب رسول خداؐ اور حضرت مرتضیٰؑ کو مشرک اور کافر بنایا ہے دیکھو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے لیکر تا حضرت محمد رسول صلعم اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے لیکر تا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہم اولاد آذر بت تراش سے ہین اور آذر کا مشرک اور کافر اور بت پرست ہونا بہ نص قرآنی ثابت ہے پس بعقیدہ شیعان یہہ جمیع حضرات بہی مشرک اور کافر ہوئے۔

اقول و بہ نستعین اہل انصاف معترض صاحب کی اولٹی سمجھ پر غور فرمادین کہ بحث تو کیا ہے اور اعتراض کیا کیا گیا ہے۔ ایسا لغو اعتراض دو حالت سے خالی نہین کہ یا تو معترض کی سمجھ مین بحث مندرجہ انوار الہدیٰ نہین آئی یا عجز جواب سے اولٹا اعتراض کیا گیا ہے۔ پہلی حالت تو خیال مین نہین آسکتی کیونکہ بہت صاف اردو زبان مین یہہ بحث ہے (کہ انبیاء عظام اور ائمہ کرام روز پیدائش سے ہے کفر اور شرک سے پاک ہوتے ہین بلکہ اونکے آبا و اجداد بہی نجاست شرک و کفر سے مبرا ہوتے ہین حدیث نور مین جو رسول خداؐ صلعم نے اپنے اور حضرت علیؑ کی نسبت یہہ فرمایا ہے کہ ہمارا نور ایک صلب طاہر سے دوسری صلب طاہر مین بدلتا رہا تا آنکہ عبد المطلب کے صلب سے جدا ہو کر مین عبد اللہ کے صلب سے پیدا ہوا اور علیؑ ابو طالب کے صلب سے۔ پس جبکہ قول رسول اللہ مین جمیع آبا و اجداد آپکے طاہر یعنی مومن درج ہین تو بحث ابو طالب کی رہی اونکی حالات سے اونکا مومن بلکہ ابرار مین ہونا ثابت ہے اور جو حدیث موضوعی نسبت اصحاب ثلثہ کے بنائی گئی اوسمین بہی واضع نے

اصلاب طاہرہ کا لفظ وضع کیا ہے لیکن اصحاب ثلثہ کے اباؤ اجداد کا مومن ہونا کسیطرح ثابت نہین نہ اونکی حالات کی تحقیقات کرنے کی ضرورت کیونکہ جمیع کتب سیر و تواریخ و احادیث صحیحہ مرویہ اہل سنت سے ثابت ہے کہ خود حضرات اصحاب ثلثہ چالیس چالیس برس کی عمر تک بت پرستی کے دین مین بڑے غلو کے ساتھہ رہے ہین پس جبکہ وہ خود کفر و شرک سے بری نہین رہے ہین تو اونکے آبا و اجداد اونکی وجہ سے کیسے بری رہتے) یہہ بحث ایسے متعلق یا پیچیدہ نہین ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نہ سمجھے ہون اس سے ثابت ہوا کہ جب وہ موضوعیت حدیث کا کچھہ جواب نہ دیسکے تو یہہ لغو اعتراض گھڑ لیا مگر وہ اعتراض فقط یہانتک وارد ہو سکتا تہا کہ رسول خدا صلعم نے اپنے جمیع آبا و اجداد کو کیون ظاہر کیا ہے اسلیئے کہ آذر بت تراش اونکے نسب مین داخل ہے یہہ اعتراض کہانسے پیدا کیا گیا ہے کہ اگر انبیاء یا اوصیاء کے نسب مین کوئی شخص مشرک یا کافر پایا جاوے تو اوسکے وجہ سے نعوذ باللہ وہ انبیاء یا اوصیاء بہی کافر ہو جاینگے معترض کی ایسی جاہلانہ مبادرت طریقہ علم و ادب سے نہایت بعید ہے بلکہ یہہ کام مسلمانونکا ہرگز نہین کہ جب کسی سوال کے جواب سے قاصر و عاجز ہون تو جل کر انبیاء و اوصیاء کے شان مین گستاخی کرنے لگین۔

مطلب اصلی معترض کا یہہ نکلا کہ جو رسول خدا صلعم نے اپنی جملہ اجداد کا مومن و طاہر ہونا بیان فرمایا ہے وہ اسلیئے غلط ہے کہ آپکے نسب مین آذر پدر ابراہیم کافر اور بت پرست تہا لیکن یہہ اعتراض بچند وجوہ مردود ہے - اول یہہ کہ آذر حضرت ابراہیم کا باپ نہ تہا اونکے والد ماجد کا نام تارخ تہا اور ایمان و اسلام تارخ کا کتب سماویہ سے ثابت یہانتک کہ آپکے جملہ خاندان آبائی مین کوئی

ہی مشرک یا کافر نہ تہا - دیکھو صحف ابراہیم مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے مختار کار الیعاذر سے کہا کہ مین نہین جانتا کہ اپنے پسر اسحاق کو کنعانیون کی دختران
مین سے کسی سے کتخدا کرون تو میرے آبائی خاندان مین جا اور میری بہائی کے دختران
مین سے بیاہ لا - اس سے ثابت ہوا کہ آپکا آبائی خاندان خدا پرست تھا اور اوس وقت
تک حسب رواج بنی عبر مسلمان تھے ایک برادر زادہ آپکے لوط علیہ السلام تھے -
اب رہا یہ امر کہ قرآن شریف مین وارد ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے ایک شخص آذر نام کو بلفظ پدر خطاب کیا ہے - اگرچہ اکثر علما نے آذر کو چچا
حضرت ابراہیم کا لکھا ہے اور قرار دیا ہے کہ آپنے باعتبار عمومیت اوسکو باپ کہکر
پکارتے تھے میرے نزدیک عام اس سے کہ وہ آپکا چچا تھا یا نہین یہ بات مسلم ہی
کہ آذر بت خانہ کا بڑا پوجاری تہا یہانتک کہ بت تراشی اوسکا لقب ہوگیا پس جبکہ
وہ بت پرستونکا پیشوا تہا تو بجسب رواج ملک عوام لوگ اوسکو باپ کہکر پکارتے تھے
اور یقیناً اوس ملک کا رواج بھی یہی ہے کہ عوام لوگ پیشوایان ملت کو
باپ کہکر پکارتے ہین دیکھو نصارائے شام و روم وغیرہ کو کہ ہر عالم اور فقیہ کو باپ کہتے ہین
پادری کے معنی باپ کے ہین فرانسیسی زبان ہین اور انگریزی زبان ہر پادری کو ورد من کیتھلک
لوگ فادر یعنی باپ یا ہولی فادر یعنی مقدس باپ کہکر پکارتے ہین اور روم مین پیشوا کو پاپا
یا پوپ کہتے ہین اور اسکے معنی بھی باپ کے ہین اور مفسرین اہل سنت کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ حضرت
ابراہیم زمانہ طفلی مین بت خانہ مین رہتے تھے اور اوس بت خانہ کا افسر یا مالک آذر تہا اور بت خانہ مین
رہنا آپکا مستلزم اس امر کا ہی نہین ہی کہ آذر خواہمخواہ آپکا باپ تہا بلکہ اغلب ہی کہ بطور تعلیم
شاگردی وہان رہتے ہون جیسا کہ ان ملکون مین ابتک رواج ہے کہ دینی پیشوا
اپنے معبدون مین لڑکون کو تعلیم دیا کرتے ہین اور اکثر طلاب رات دن استاد
کی خدمت مین رہتے ہین -

ثانیاً یہہ کہ آذر نام کسی خاص شخص کا نہین ہے بلکہ ہر پوجاری اور ہر بت تراش اور ہر افسر و پیشوا صنم خانہ کو کہتے ہین پس جو کچھ اس بارہ مین قران مجید مین درج ہے وہ یہہ ہے کہ ابراہیم نے بت خانہ کے پوجاری سے یہہ بات کہی کہ ای باپ الی اخرہ۔ پھر کیا ضرور ہے کہ یہہ سمجھا جاوے کہ وہ پوجاری حضرت تارح تھے ممکن ہے کہ بوجہ تعلق استادی و شاگردی باپ کہتے ہون یا پیشوا ملت ہونے کے وجہ سے اس لقب سے پوکارتے ہون جیسا کہ نظیر اسکی بت پرستیان ہندوستان مین اب تک موجود ہے۔ یعنے پیشوا ملت دگر تو درکنار ہر درویش اور پوجاری کو بھی ہندو لوگ باواجی کہکر پوکارتے ہین پس ممکن ہے کہ آیت قرانی کا یہہ مطلب ہو کہ ابراہیم نے اپنے باواجی پوجاری سے یعنے اپنے استاد آذر سے یہہ کہا کہ ای باپ الخ۔

ثالثاً۔ جبکہ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہہ ہے کہ صاحب ما ینطق عن الہوی کا ہر قول صدق اور راستی کے حلہ سے آراستہ ہے اور کذب و افترا سے مبرا ہے تو ہم کامل یقین اسبات کا کر سکتے ہین کہ اگر بر تقدیر تسلیم آذر آپکا باپ ہی تھا تو جب تک وہ حامل نور مصطفوی و مرتضوی رہا یعنے حضرت ابراہیم کی پیدایش کے زمانہ تک مومن اور خدا پرست رہا اور بعد جدا ہو جانے نور کے اوسکی پشت سے وہ کافر یا مشرک ہو کر پوجاری یا بت پرست ہوگیا اسلیئے کوئی جرح و قدح آپکے اجداد حاملان نور کے طہارت اصلاب پر عاید نہین ہو سکتا۔

علاوہ ازین اس بحث مندرجہ انوار الہدی سے کا ہرگز یہہ مطلب نہین کہ اصحاب ثلثہ بوجہ شرک و کفر اپنے بزرگون کے مشرک یا کافر تھے یہہ معترض صاحب نے اپنی طرف سے الزام قایم کیا ہے اور وجہ اس افترا کی بجز

جاہلانہ تعصب کے اور کچھہ پائی نہین جاتی —
واما الملخص قولہ سوا اونکے جناب امیر کی تو والد بہی کافر تہے تو جناب امیر کیونکر طاہر ہو سکتے ہین اگر کہا جاوے کہ موحد تہے تو اسلیئے قابل اعتبار نہین کہ بغیر رسول پر ایمان لانے کی خدا پر ایمان لانا کارآمد نہین — الخ —
اقول جناب امیر اوسی طرح طاہر ہو سکتے ہین کہ جس طرح رسول خداؐ طاہر ہین مگر اس قول معترض سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شخص طہارت رسول خداؐ کا بہی معتقد نہین اسلیئے کہ اوسکا عقیدہ حضرت عبد اللہ کی نسبت بہی ویسا ہی ہوگا جو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت رکہتا ہے — اگر معترض کو علم سے کچھہ بہی بہرہ ملتا تو وہ ہرگز ایسا لغو اعتراض نکرتا — حضرت ابو طالب کے مومن کامل ہونے مین سوائے کفار کے اور کسیکو شک نہین اور جبکہ اونکا موحد ہونا معترض کو تسلیم ہے تو پہر اونکی طہارت مین کلام کرنا جہالت ہے اسلیئے کہ قرآن مجید مین نجاست مشرک کی لیئے آئی ہے اور موحد پوری ضد مشرک کی ہے ایسے ہی طہارت ضد نجاست کی ہے اگر مشرک نجس ہے تو موحد ضرور طاہر ہے علاوہ ازین معترض نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اگر ابو طالب موحد ہین تو جبتک رسول خداؐ صلعم پر ایمان نہو خدا پر ایمان ہونا کچھہ کارآمد نہین یہہ اونکی سمجھہ کا فرق ہے اول تو حضرت ابو طالب کامل الایمان محمدی تہے اونکے قصاید اور اشعار اونکے مومن ہونیکی شہادت کافی ہین شیخ عبد الحق مدارج النبوت مین لکہتے ہین کہ محمد بن اسحق نے کہ فن سیر مین امام ہے قصیدہ حضرت ابو طالب کی ہشتاد بیت لکہے ہین کہ وہ تمام حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی اور مذمت قریش و دین قریش و ترغیب اطاعت و اذعان و قبول آنحضرت صلعم مین ہے — شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکہتے ہین کہ ابو طالب بزعم اہل بیت مسلمان بود معہذا

کفار و مشرکین کو اونکے اسلام مین شک رہا ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ اگر حضرت ابو طالب کا اسلام کفار قریش پر ظاہر ہو جاتا تو اونسے بہی کفار بدظن ہو جاتے اور جو کچہہ ادب اور تعظیم اونکے کرتے تہے ہرگز نکرتے اور رسول خدا صلعم کو کوئی وسیلہ اور ذریعہ امن کا نملتا۔ لیکن اگر ہم قول معترض کو بہی بطور فرض مان لین تو حضرت علیؑ کے پیدائش بعثت سرور کائنات سے دش برس پہلے ہو چکی ہے اور قبل از بعثت فقط موحد کے مومن کامل ہونے مین شک نہین ہو سکتا اسلیئے حضرت علیؑ کی پیدائش کیوقت ابو طالب کے طاہر ہونے مین کلام نہین ہو سکتا اب وہ اعتراض جسکو معترض نے اپنی جہالت سے حضرت معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر منطبق کیا تہا رفع ہو گیا اب معترض صاحب اگر کچہہ غیرت رکہتے ہین تو ابو قحافہ اور خطاب وعفان کے کفر و شرک کو رفع کرین تاکہ اصحاب ثلثہ کو اوس اعتراض سے کہ جسکو معترض نے محض اپنی جہالت سے اونپر عاید کیا ہی بچاوین۔

قال نا ان اس موقعہ پر یہہ دلیل جو مسلمہ فریقین ہے اور بہی پیش کی جاتی ہے کہ جب جناب امیر نے اسلام قبول کیا تو عمر آپ کے دش برس کے تہی اس سے بیشتر جناب کا بہرحال کوئی نہ کوئی تو مذہب ہو وہی گا جب باعتقاد شیعان قبل از قبول اسلام جناب امیر بہی کافر تہے تو ضرور رہا کہ نجس ہون اور جناب کی اولاد بہی عیاذاً باللہ نجس ہوئی۔

اقول۔ سخافت اور رکاکت قول معترض ایسے ظاہر ہے کہ ضرورت جواب نہین لیکن تعجب ہے کہ جس شخص کو اتنی خبر نہین کہ نابالغ بچہ کافر کا بہی پاک اور مومن سمجہا جاتا ہے اور چہ جائیکہ جسکے باپ کو معترض نے موحد تسلیم کر لیا ہے اوس نابالغ بچہ کو کافر کہنا کافر کا ہی کام ہے۔

یہہ بات ظاہر ہے کہ نابالغ بچون کا کوئی مذہب قرار نہین دیا جاسکتا بجز اسکے کہ مجازاً
اوس منسب سے نامزد کردین کہ جو اوسکے باپ یا سرپرست کا ہو چنانچہ حضرت
ابوطالب کا موجد ہونا مسلمہ معترض ہے اور علاوہ اسکے رسول خدا صلعم نے
بعثت سے کئی سال پیشتر حضرت علیؑ کو اپنے کفالت اور رضاعت مین لیلیا تہا
توجو مذہب رسولخدا صلعم کا تہا وہی مذہب حضرت علی کا سمجہنا چاہیئے۔ لیکن
واے برحال اون لوگون کے کہ چالیس چالیس برس تک باعلان مشرک
اور کافر رہے۔ اور چونکہ اسلام نجاست کفر کو زایل کردیتا ہے مگر افسوس
ہے کہ تصدیق دل وہ بہی حاصل نہوا کہ ذریعہ زوال نجاست بہم پہنچے۔

قال۔ لطیفہ اب ہم جناب مولف صاحب سے یہہ بات دریافت کرتے
ہین کہ آپکے باپ دادے بہی تو سب کے سب ناصبی تہے اور ناصبی شیعون
کے نزدیک یقیناً کفار یہود و نصارا سے بدتر ہوتے ہین تو آپ سے مصداق
اس شعر کے مضمون کی ہین یا نہین شعر نجس العین کے بود طاہر + سگ
وخوک بت ومیت و کافر۔ پس بموجب عقاید شیعون کے آپ سے نجس العین
ٹہرتے ہین مثل فلان وفلان کے۔

اقول۔ کیون صاحب یہہ کیا لطیفہ ہوا کہ پہلے پہل اپنی ہی گہر کو آگ لگائی
یہان شیخین کا نام لکہتے ہوے کیون شرم آئی کہ جو بجاے اونکے نام کے
فقط فلان اور فلان لکہہ دیا۔ اب ہم سے سنئے کہ آپکے فلان اور فلان
کے باپ دادا بت پرست تہے اسلئے بحسب عقیدہ آپکی وہ ہر دو فلان نجس تہے
یہہ مقولہ اگرچہ مسلمہ عام ہے کہ اسلام نجاست کو دور کرتا ہے لیکن فلان
اور فلان کا بصدق دل ایمان لانا ثابت نہین پہر آپ ہی اپنے دلین شرمائین
کہ جب نہ میرے باپ اور دادا نے بت پرستی کی نہ مین نے کبہی بت کے آگے

سر جھکایا یا نہ بعد مسلمان ہونے کے منافق ہوا تو پہر ہین غریب آدمی اون حضرات
فلان وفلان کے برابر کیسے ہوجاتا اونکے ہمسرے کا دعوے یا آپ کر سکتے ہین
یا شاید یقین مین سے فرعون وشداد ونمرود نے کیا ہوگا۔ میرے بزرگون مین
تو کوئی ناصبی نہین ہوا البتہ خلافت پر متصرف ہوئے اور ظاہر ہے کہ سلطنت
کسکو بری معلوم ہوتی ہے لیکن وہ احمق گروہ کہ جسنے اونکو خلیفہ بنایا ناصبی تہا
اور اونکی مثال ایسی تہی کہ شکاری شکار کرین جو تیا ساتہہ پہرین اون احمقون
کے نصیب مین سوائے شقاوت ازلی اور کچہہ نہ لکہا تہا۔ بنی امیہ نے تو
دولت وسلطنت پر اپنا نامہ اعمال خراب کیا تہا لیکن آپ امتی لوگون کو
کیا خدا کی پہٹکار تہی کہ فقط شوربا چپاتی کی لالچ سے اپنا ایمان خراب کرکے
ناصبی ہوگئے۔ خصوصاً جہلاء افغانستان کہ پانسو برس تک بنی امیہ کے
سطوت کا خوف ان بزدلون کے دلون سے نہ نکلا اور فقط روٹی کی لالچ
سے اہل بیت پیغمبر پر بلا غدہ سب ولعن کرتے رہے۔ اعیان بنی امیہ
مین تو بہت لوگ ایسے نکلے کہ بمقابلہ محبت اہل بیت اونہون نے سلطنت
کو ترک کردیا مگر امتی رجالون کو دیکہیئے کہ رذیلون کو مات کردیا اور شوربا و
چپاتی کی طمع پر اپنا دین وایمان خراب کرتے رہے اور اونکے اولاد نامراد
اب تک اوسی مسلک کو اختیار کیئے ہوئے ہے۔

قال اس مقام پر توضیح اس امر کی بہی کرنا ضرور سمجہا گیا کہ جب شیعہ کسی بدنصیب
ازلی سنی کو اپنے مذہب مین داخل کرتے ہین تو وہ پیشتر اوس سے
اونکے اباواجداد پر بتعداد پشت تک ایک ایک کا نام اور لقب عہدہ پیشہ
بواکر تبرا ولعنت کرواتے ہین۔۔ الی آخر الہذیانات۔

اقول اگر یہہ قول صحیح ہے تو رذیل اقوام بہت اچہے رہے پہر اونکو فکر ہونا

بے سود ہے کیونکہ اول تو اونکے ہفتاد پشت مین کوئی اس لائق ہی نہین ہوا
کہ کوئی اونکا نام جانے یا وہ شمار مین آنے کے قابل ہون دوسرے اگر
ایسون کے دو چار پشت کے نام معلوم بھی ہو جاوین تو شیعون کو اونپر تبرا
کرنے سے لطف ہی کیا آئیگا کہ بد ہو خان تمباکو فروش پر تبرا یا منگلی خان نان بیز
پر لعنت ہو ہان البتہ جنکے نسب مین اکابر و اعیان داخل ہون تو شیعہ بہی
نہ چوکینگے اور لطف بہی آئیگا - مگر جہانتک مین دیکہتا ہون شرفاء ہند مین
تو کوئی گروہ ایسا نہین معلوم ہوتا کہ وہ حضرات اہل بیت پیغمبر صلعم پر سب یا لعن
کرتا ہو یا بظاہر اونسے عداوت رکہتا ہو اسلیے شرفا کو تو شیعہ ہونے سے کچہ
خوف نہین لیکن تاریخ فرشتہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بعد ختم سلطنت بنی امیہ
کے پانسو برس تک افغانستان کے لوگ مساجد کے منبرون پر بیٹہ کر حضرات
اہل بیت کی شان مین سب و لعن کرتے تہے اور ممکن ہے کہ وہ اثر اونکے اولاد
و اخفاد مین بہی ہو لیکن ایسے ملاعنہ پر لعنت کرنا تو بموجب عقیدہ اہل تسنن کے
بہی جائز بلکہ واجب ہے - اور جو شخص برعایت نسب یا رشتہ داری ایسی
ملاعنہ کا لحاظ کرے وہ بہی ملعون ہے کیونکہ ایمان کے تو تعریف یہہ ہے ہے
کہ ایمان کے مقابلہ پر کسی باپ یا دادا یا بہائی بند یا اولاد کو عزیز نہ جانے
اور اپنے نفس سے نفس رسول اللہ صلعم کو اوکے سمجہے اور وہ لوگ ہرگز مومن
نہین ہین جو اپنے کفار باپ دادا کو اہل بیت پیغمبر صلعم پر ترجیح دیتے ہین
یا اپنے بزرگان واجب اللعن پر بخیال اپنے رشتہ داری کے لعنت نہین
کرتے وہ لوگ بالکل ایسے ہی کافر ہین جیسے کہ مشرکین قریش ہتے کہ باپ
دادا اور رعائت نسب کو دین و ایمان کے مقابلہ پر فوقیت دیتے تہے
اور مسلمان ظاہری ہونے کے بعد بہی اپنے اقرباء مشرکین مقتولین جنگ

بدر و احد کا بدلہ اہل بیت پیغمبرؐ سے لینے کو مستعد رہے پس ہمارے مخاطب صاحب تو مسلمانی اسی کو سمجھتے ہین کہ باپ دادا اگرچہ کافر ہون مگر رسول خداؐ اور انکی اہلبیت سے اونکو بہتر سمجھین اگر اونکے رشتہ دار جو بمقابلہ رسول خداؐ صلعم مقتول ہو کر جہنم واصل ہوئے تہی اونکا عوض اولاد رسول اللہ صلعم سے لینے مین دریغ نکرے۔ حاشا یہہ ہرگز مسلمانی نہین۔ سچا مسلمان اور پکا دیندار وہ ہے کہ اگر اپنے اکلوتے پسر سے بہی کوئی علامت عداوت اہل بیت پیغمبر کی مشاہدہ کرے تو اوسکو قتل کر ڈالے اور اگر اپنے باپ دادا کی نسبت بہی ایسا یقین ہو تو اونکو قبر مین سے نکال کر سولی پر چڑہا دے اور ہر نماز مین بجائے طلب بخشش اونپر لعنت کیا کرے اور سفہا و منافقین کی علامت سے ہرگز آزردہ نہو۔ پس وہ سنی بیشک بدنصیب ازلی ہے کہ شیعہ ہونے کے بعد بہی اگر وہ برعایت نسب دشمنان اہل بیت پیغمبرؐ سے تبرا نکرے کیونکہ دشمنان اہل بیت پیغمبرؐ سے تبرا کرنا تو اوسکو بحیثیت سنی ہونے کے بہی واجب تہا اور اگر وہ خود ہی وہابی یا خارجی یا ناصبی تہا اور شیعہ ہونے کے بعد بہی اپنے باپ دادا وہابی وغیرہ کو برا نسمجہے تو اوسکے بدنصیب ازلی ہونے مین کیا کلام ہے وہ شیعہ ہی نہین ہوا بلکہ بدستور سابق ناصبی رہا۔ اسلیئے معترض صاحب کو خوف اور یاس دامنگیر ہے۔

قال صفحہ ۲۰۵ مین مولف بڑے دعوے کے ساتہ لکہتے ہین کہ ایک ثلث قرآن مجید مناقب اہل بیت مین نازل ہے اور بطور نمونہ بعض آیات ذیل مین درج کئے جاتے ہین اسکے بعد فہرست ہے جسمین بتیس آیتون کے نمبر دئے ہوئے ہین اور اون آیات مین سے اکثر تو غلط ہین کیونکہ نہ پارہ کا پتا ہے نہ سورہ کا نہ رکوع کا کہین کا سر کہین کا پاؤن کہین کی ابتدا کہین کی خبر پہر ایسی فہرست کے کیا نہ ثبوت مین پیش

نے بہت کتابون کے نام لکھ دیے ہین تاکہ شیعہ لوگ سمجھین جناب فضیلت مآب شیخ احمد صاحب بڑے ڈبل مولوی ہین جنہون نے ہزارون کتابین اہلسنت کے ڈھونڈالی ہین اور اونسے فضیلت جناب امیرؑ کے ثابت کی ہے۔ الخ۔
اس اعتراض معترض کے کئے خبر وہین لیکن عبارت طویل اور مطلب قصیر ہونیکے وجہ سے خلاصہ درج کیا گیا ہے۔
(اولاً) یہ اعتراض ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے اہل بیت کے شان مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اگر بقدر ربع پارہ کے بہی ثابت کیا جائے تو ہم جانین۔
دوم۔ شیعہ علی العموم علم سے بے بہرہ ہین سنیون کے حجام و قصاب بہی میر صاحبان سے اعلم ہین۔ اور شیعون کے علماء قواعد بغدادی بہی صحیح نہین پڑہ سکتے۔ اور منجملہ آیات مستدلہ کی ایک آیت ولکل قوم ھاد حضرت علیؑ کی شان مین نازل ہونا غلط ہے اور حضرت علیؑ تو بوجہ گم کردینے قرآن کے گمراہ کرنیوالے ہین نہ کہ ہادی۔ اور بیہودہ ہی طعنہ زنانہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کیوقت قران جاری ہوگا۔
اقول و بہ نستعین۔ واضح ہو کہ اول اعتراض مین جو نسبت فہرست آیات اعتراض کیا گیا ہے کہ آیات غلط درج ہین۔ اسکے لغویت خود قول معترض سے ثابت کہ جب اونکو غلطی پکڑنے کی لیاقت ہے نہ تہی تو اونکو کس طرح غلطی وصحت کا حال معلوم ہو سکتا تہا۔
نسبت حوالہ کتب جو طعنہ زنی کی ہے وہ بے سود ہی علم و فضل مین خدا تعالے کے حضور سے ہمارا حصہ قایم ہے ہم آل ابراہیم ہین اولاد قریش ہین علم ہمارا ہم علم کے ہین اگر کوئی نداف یا حجام ہمارے حسد کرے تو بالکل فضول ہے انگریزی عمل داری کی بدولت جو لوگ اد پارہ سے زیادہ پڑہ گئے ہین

وہ اسی کے غیر سزاوار ہین کہ سزاوار سے بچی ہوئی ہین۔ نسبت علم وفضل سادات وعلماے شیعہ اونسے پوچھنا چاہئے کہ جو علم سے بہرہ رکھتے ہین۔ یہہ خدا کی قدرت ہے کہ باب مدینہ علوم کے مجاورون اور دربانون کی نسبت بادیہ ضلالت وجہالت کے ہرزہ گرد طنز کرین۔ خانصاحب یہہ بات کسی ایسے عالم سے پوچھئیے کہ اوسنے علم وحکمت کی درسی کتابین پڑہی ہون وہ آپکو مطلع کرسکتا ہے کہ علوم متداولہ کنکی بدولت شایع ہوے ہین اور جو علماء وفضلاء کو خطاب علامہ دیا گیا ہے اونمین شیعہ کسقدر ہین اور غیر شیعہ کسقدر ہین آپ اس کوچہ سے ہی واقف نہین ہین۔

ہان نسبت قواعد بغدادی مجہے بہی آپکے کہنے سے شک ہوا ضرور علماے شیعہ بغداد کے نام سے نفرت رکہتے ہین بعید نہین کہ قواعد بغدادی کو مکروہ سمجہے ہون اور اس وجہ سے اوسکو قصدًا غلط پڑہتے ہون۔ نسبت قرأت نماز شیعیان جو یہہ اعتراض ہے کہ شیعہ سُنی کو دیکہہ کر ایسے زبان توڑتے ہین جیسے کوئی ڈبہ مین کنکر ڈالکر کہڑکہڑاتا ہے۔ سو واقعی لحجاء عرب اور لحجا بیری رغان ہند کے تال وسر ملی ہوئے الاپ۔ کیسا ہے بڑا قاری قران ہوگا لیکن اوسکا لہجہ ڈومون اور رنڈیون کے تال وسُر کے مقابلہ مین سرنگی بازون کو ڈبہ کے کنکر کہڑاہٹ کی ہے مانند معلوم ہوگا۔ بیچارے شیعہ آپکی طرح کیون گٹگری اور نغمہ سے قران پڑہنے لگے ہین اسلئے کہ جناب سرور کائنات فرماگئے ہین کہ ایک قوم شیطانی ایسے پیدا ہوگی کہ قران کو راگ کی طرح پڑہینگے۔ یہہ پیشین گوئی اگر آپ مین پائی جاتی ہے تو کوئی فخر کی بات نہین۔

نسبت عدم تحصیل علم سادات جو ارشاد ہے وہ بڑا ماننے کی قابل نہین واقعی

سادات کو عبرت پکڑنے چاہیئے کہ گردش ایام سے اب وہ زمانہ آیا ہے کہ جلاہے
ہنقا دہشت مین سے کسی نے کبھی علم کا نام ہی نہ سُنا تہا اب وہ صاحب تصانیف
بنتے ہین جنکے بزرگون نے پاؤ سپارہ سے ایک رکوع زیادہ پڑھ لینے پر مجلسون
کے فرشے کہائے تہے اب وہ مولوی اور حافظ کہلاتے ہین۔ سادات
عظام کے لیئے واقعی بڑا عبرت ناک واقعہ ہے کہ ذریت رسول اللہ صلعم ہوکر
علم حاصل نکرین اور حجام و نداف مولوی عالم کہلائین۔

اے سادات عظام پنبہ غفلت اپنے کان سے نکالو دیکھو ہندی اقوام قوم
افصح العرب پر مخارج حروف کا طعن کرنے لگے ہین بقول شاعر۔ ظہور حشر
نہو کیونکہ کل جیتر ہے گنجے۔ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی ۔

معترض نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اہلبیت کی شان مین کوئی آیت نازل نہین
ہوئی اگر پاؤ پارہ بہی ثابت کیا جائے تو ہم جانین۔ مین عرض کرتا ہون کہ
جسقدر آیات کے حوالے دفعہ ثبوت انوار الہدے مین لکھے گئے ہین وہ ہی
کئی سپاروں کے برابر ہین۔ اور ثبوت بر آیتہ کا کہ بحسب مرویات اہل سنت
وہ آیات حضرت کے شان مین نازل ہے اوسکے محاذ مین لکھدیا ہے جیسے معترض
صاحب فرماتے ہین کہ کسی تفسیر کا حوالہ نہین دیا ہمین البتہ مین بہی ناچار ہون
کہ معترض صاحب تو فقط تفسیر سورہ یوسف سے ہے آگاہ ہونگے کہ وہ اردو
مین ہی لیکن اوسمین یہہ آیات کیسے درج ہونگے معترض کو لازم تہا کہ اس سادات
تحریر جواب سے پیشتر وہ فہرست کسے عالم اہل السنن کو دکہلا کر اپنی اطمینان
کرتے۔

اہل انصاف غور فرماوین کہ آیت نمبر اول مندرجہ فہرست انوار الہدے
انما ولیکم اللہ الخ ہے جسکو فخر رازی نے اپنے تفسیر مین تین طرق سے اور ثعلبی نے

عبداللہ ابن عباس سے اور سیوطی نے در منثور مین طرق خطیب عبدالرزاق عبد بن حمید و ابن جریر و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و ابو الشیخ سے۔ اور عبدالرزاق و ابن مردویہ و ابن جریر و خطیب نے ابن عباس سے۔ طبرانی نے اوسط مین حضرت عمار یاسر سے ابو حاتم و ابن عساکر نے سلمہ بن کہیل سے۔ ابن جریر نے مجاہد سے و نیز ابن جریر مذکور نے سدی سے و عتبہ بن حکم سے اور ابن مردویہ نے بطریق کلبی ابن عباس سے بتوسط ابن صالح۔ طبرانی ابو نعیم ابن مردویہ نے ابی رافع سے روایت کی ہے کہ یہہ آیت شان مین حضرت علی مرتضےٰ ع کے نازل ہوئی۔ اسیطرح ہر آیت کے محاذ مین ہمنے حوالہ تفاسیر معتبرہ و احادیث صحیحہ اہل سنت کا دیاہے پہر نہ معلوم کہ معترض صاحب تفسیر کے کیا معنی سمجھے ہوئے ہین۔

نسبت نزول آیات بشان مرتضوی شیخ احمد بن حجر صواعق محرقہ خود مین لکہتے ہین واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یاایھا الذین امنوا الا وعلی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلعم فی غیر مکان وما ذکر علیاً الا بخیر یعنے روایت کی ہے طبرانی و ابی حاتم نے ابن عباس سے کہ کہا اونہون نے کہ نازل نہین فرمایا خدائے عزوجل نے کسی جگہ یا ایہا الذین آمنوا مگر یہہ کہ علی مرتضےٰ امیر و شریف ترین مخاطبین کے ہین اور یہ تحقیق کہ بہت مقامات پر خدائے عزوجل نے عتاب فرمایا محمد صلعم کے اصحاب پر مگر حضرت علی کو اونکا ذکر خیر کے ساتھہ ہے کیا۔ اب معترض ہماحب شمار کرین آیات یا ایہا الذین امنوا کو اور فنما الذین اون مین سے دو آیات کہ جو عتاب یا مذمت

اصحاب ثلثہ وغیرہ مین نازل ہوئے ہین اور پہر حساب کرین کہ کتنے سیپارے ہوئے دوسری روایت لیجئے واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی ۔ واخرج عنہ ایضاً قال نزلت فی علی ثلثمائۃ ایہ یعنے روایت کی ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے کہ جسقدر آیات قران پاک کے حضرت علیؑ کی شان مین نازل ہوئی ہین اوتنی کسیکے شان مین نازل نہین ہوئی ۔

اور یہہ بہی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کی شان مین تین سو آیات نازل ہین ۔

پس اگر سورہ دہر وغیرہ مسلم سورتون کو علیحدہ کرکے اور اون ایات سے جو عموماً اہل بیت کی شان مین نازل ہین قطع نظر کرکے انہین تین سو آیات کا حساب لگایا جاوے تو تین سیپارہ سے کسی طرح کم نہین اب معترض صاحب جان لین کہ پاؤ سیپارہ کی ثابت ہونے پر اونہون نے جس امر کا دعویٰ قطع نظر کرکے کیا تہا اوسکا ایفا اونپر لازم آگیا ۔

منجملہ آیات مندرجہ فہرست انوار الہدیٰ کے معترض نے آیتہ ولکل قوم ھاد کی نسبت لکہا ہے کہ حضرت علیؑ کی شان مین نازل نہین ہوئی (کیونکہ تبرہم قران مین نظر نہین پڑا) لیکن یہہ ہی ظاہر نہین فرمایا کہ اونکے نزدیک ہادی سے یہان کون شخص مراد ہے ۔ لیکن قرینہ اس ہی امر پر دلالت کرتا ہے کہ اصحاب ثلثہ کے لیئے تو وہ ایسا گمان کرہی نہین سکتے ۔ ستھے بہرحال رسول خدا صلعم کے نسبت سمجہے ہون اور بوجہ عدم لیاقت عربیت لفظ انما پر کہ مفید حصر ہے نظر نہ پہنچی ہو اسلیئے ہم کہتے ہین کہ خود سیاق آیت اس امر کا شاہد ہے کہ اس موقعہ پر ہادی سے مراد دوسرا شخص

ہے سوائے نبی معلوم کے جیسا کہ فرمایا ہے۔ اللہ جلشانہ نے انما انت منذر ولکل قوم ھاد لفظ انما مفید حصر ہے جسکے یہہ معنی ہوے کہ تُو تو ڈرانیہی والا ہے اور ساری قوم کے لیئے ایک شخص ہدایت کرنیوالا ہے۔

ہمنے انوار الہدے مین بحوالہ کتاب ما نزل من القران فی علی مولفہ حافظ ابونعیم اور تفسیر ثعلبی ثابت کیا ہے کہ یہہ لفظ ہادی علی مرتضے کی شان مین ہے لیکن معترض بوجہ عدم استعداد ملاحظہ کتب مذکورہ سے قاصر رہے اور مفیناً ہمارے طرف یہہ اشارہ کیا کہ کسی اردو یا فارسی کی کتاب کا حوالہ دو تو ہم سمجھین اسلیئے ہم اونکے پیران پیر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب سے اس امر کو ثابت کرتے ہین تاکہ پھر کسی وہابی کو بہی موقع عذر کا باقی نرہے۔

شاہ صاحب ممدوح ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا کے مقصد دوم کے صفحہ ۲۶۲ کے سطور ۱۸ و ۱۹ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی مین تحریر فرماتے ہین اخرج الحاکم عن علی فی قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ قال علی رض رسول اللہ المنذر وانا الھادی یعنے روایت کی ہے امام حاکم نے حضرت علی مرتضیٰ سے بیچ قولہ تعالے انما انت منذر الخ کے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ منذر ہین اور مین ہادی ہون۔ اب اہل انصاف معترض صاحب کے جہالت پر غور فرماوین کہ کس لیاقت کے بہروسے پر ایسا انکار کیا تہا۔

اور جو معترض نے بار بار حضرت علی کو گمراہ کرنیوالا لکہا ہے اور وجہ اسکے یہہ قرار دی ہے کہ بعض اشقیاء امت نے حضرت علی کے جمع کیئے ہوے قران کو قبول نکیا یا بعض نابکاران امت نے تمسک ثقلین سے انکار کیا یہہ اونکی کج فہمی ہے ورنہ ہر صاحب عقل خوب جانتا ہے کہ جن لوگون نے

قران اور اہلبیت کو قبول نہین کیا وہ ہے گمراہ ہین اور عام امت کے گمراہ
کرنے والے بہی وہ ہی لوگ ہین - اور ہم چند مقامات پر معترض کے قول نامعقول
کے مفصل تردید کر چکے ہین -

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۲۰۹ مین ہے وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَاعِيَةٌ
فلان راوی نے فلان کتاب اہل سُنت مین ماثر علی مرتضےٰ مین لکہا ہے - الخ
مولف نے آیتہ مظلومہ کا تحریفًا سر تراش لیا ہے محض بنظر بہکانے نادانون
کے بالخصوص جو علم قران سے بے بہرہ ہین یہہ آیت سورہ الحاقہ مین اسطرح
ہے انا لما طغا الماء حملناکم فی الجاریۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا
اذن واعیۃ ترجمہ تحقیق ہمنے جسوقت زیادہ کیا پانی (وقت طوفان کے) اوٹہایا
ہمنے تمکو کشتی مین تاکہ بناوین تم اوسکو واسطے تمہارے نصیحت یعنے بطریق
عبرت کے اور نگاہ رکہین اوسکو کان جیسا کہ نگاہ رکہنے کا حق ہے -
غرض کہ اس آیت کو کوئی مناسبت جناب امیر سے نہین ہے معلوم نہین
کہ ایسے جہوٹی کارروایئون مین جو خسر الدنیا والاخرۃ کے ہم رتبہ ہون کونسا
فائدہ تصور کیا گیا ہے - الی اخر الخزلیات

اقول وای بر حال اوس جاہل متعصب کے کہ جسکو اپنے مذہب کے کتب
سے مطلق آگاہی نہین اور پہر یہہ دعوی ہے کہ جو بات مرے کان مین نہین
پڑی ہے وہ اہل سُنت کی کتابون مین بہی نہین ہے اب معترض صاحب
ذرا متوجہ ہوجیے کہ اس مالیخولیا کا علاج ہم خوب کرنا جانتے ہین -
واضح ہو کہ یہہ آیت شریفہ سورہ الحاقہ مین ہے - اور مطالب سورہ کا شروع
سے یہہ ہے کہ قیامت برحق آنے والی ہے بیشتر ثمود اور عاد نے اوسکی
تکذیب کی پس ثمود و عاد پر ایسے سخت عذاب نازل ہوئے کہ وہ ہلاک ہوگئے

پہر فرعون اور اوس سے پہلے اور صاحب موتفکات اہل طغیان وعصیان
ہوے اور مرسلین کا کہنا اونہون نے نہ مانا تو اونپر سخت عذاب ہمنے نازل کئے
بعدہ فرماتا ہے انا لما طغا الماء الخ بدرستیکہ جسوقت طغیانی کی پانی نے حملناکم
فی الجاریۃ وتہا لیا ہمنے تمہارے پدران کو کشتی پر لنجعلہا لکم تذکرۃ تاکہ کرین
ہم اوس کشتی کو تمہارے لئے پند وعبرت وتعیہا اور نگاہ رکہے اس نصیحت کو
اذن واعیۃ نگاہ رکہنے والہ کان یعنے گوش حق نیوش یا گوش پند نا فراموش
معترض نے واعیہ کا ترجمہ کسی جاہل کے ترجمہ سے نقل کیا ہے۔
اب تفسیر طلب یہہ امر ہے کہ وہ اذن واعیہ کون ہے اور ایک ہے یا
یا چند اشخاص ہین۔ ہمنے انوار الہدیٰ مین بحوالہ تفسیر ثعلبی وحلیۃ الاولیاء
حافظ ابونعیم۔ ومناقب ابن المغازلی وازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی
ثابت کیا ہے کہ اذن واعیہ مراد حضرت علی مرتضیٰ سے ہے۔ مگر چونکہ معترض
صاحب نے کبہی اس ذکر کو کنز المصلے اور راہ نجات قیامت نامہ وغیرہ
بلکہ تفسیر سورہ یوسف مین بہی مطالعہ نفرمایا تہا اوسے مالیخولیاے
تعصب وجہالت کے دوری مین انکار محض کر بیٹہے جن لوگون کے
مزاج مین کچہہ بہی غیرت اور حمیت ہوتی ہے وہ کبہی بغیر سوچے سمجہے
زبان نہین کہولتے ہین کیونکہ اگر اونکے انکار کے خلاف ثابت ہو تو
شرم والون کے نزدیک مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے مگر جنکے دماغ مین
جہالت اور تعصب کے سوداے محترقہ کے بخارات مظلمہ صعود کر آئے
ہین اور مالیخولیا کی طرح شیطانی وساوس مین گرفتار ہین اونکو اسکی کیا
پرواہ ہے۔ اونکی آنکھون پر سے وہ دہوکا نہیں ہٹیگا اوسیوقت اوترتا
ہے کہ جب نہایت ذلت وخواری کا پلاسٹر اونکے گدی پر لگایا جاوے

ہم بفضل الٰہی ایسے مالیخولیا کا علاج بہی کرنے پر امادہ ہین - اور اوس انکار
کے عوض بغیر منوائی نہین چہوڑ رہتے -

انوار الہدے مین ہمنے چند کتب عربیہ کے حوالہ سے اس امر کو ثابت کردیا
تہا اور زیادہ ضرورت ثبوت پیش کرنیکی اسلیے نہ سمجہی تہی کہ یہہ منقبت
انکی ایسی مشہور ومعروف ہے کہ اسیکے ذریعہ سے اذن واعیہ آپکے القاب
مین داخل ہوگیا اور تمام علماے موافق ومخالف اسکے مقر ہین تمام
علماے اہل سُنت نے اپنے تصانیف مین جہان کہین اسم والقاب
حضرت علی کے لکہے ہین وہان اذن واعیہ بہی آپکے لقب مین لکہا ہے
لیجئے معترض صاحب اگر کتب غریبہ سے آپکو نفرت ہے تو شیخ عبد الحق
کے مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمائے وہ لکہتے ہین کہ - علیؑ مرتضےٰؑ سے علی نام
اوست وابو الحسن وابو تراب کنیت او وابن عم رسول وبرادر او بمواخات
وزوج فاطمہ بتول سیدۃ نساء العالمین وابو السبطین الحسن الحسین الخ -
ونیز لقب کردہ ست اورا رسولخدا بہ بیضۃ البلد وبہ امین وبشریف
وبہادی وبمہدی وبہ ذی اذن واعیہ ویعسوب الامیہ انتہے کلامہ -
مولوی مبین وسیلۃ النجاۃ مین بحوالہ مدارج لکہتے ہین تسمیہ کرد اورا
ابو طالب بعلی وتسمیہ نمودہ پیغمبر خدا صلعم اورا الصدیق ولقب کرد بامین
وشریف وہادی ومہدی واذن واعیہ ویعسوب الامم وکنیت آنجناب ابو الحسن
ابو الحسین ابو تراب ابو السبطین وابو الریحانتین واشہر القابش
مرتضےٰ واسد اللہ الغالب وحیدر والوصی وامیر المومنین وسید المسلمین
وامام المتقین ویعسوب الدین وسید العرب وامام البررہ وقاتل الفجرہ
وذی القرنین وقسیم النار والجنۃ وغیر ذلک -

تفسیر مواہب علیہ مین ہے۔ و در حدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبر علی را گفت من از خدا در خواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا ای علی پس علی گفت بعد ازان ہیچ چیز فراموش نکردم۔

ازالۃ الخفا کے مقصد ثانی مین بصفحہ ۲۶ وہ حدیث اس طرح درج ہے واخرج شیخ الشیوخ السہروردی فی العوارف عن عبد اللہ بن الحسن قال حین نزلت ہذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلعم لعلی رضی اللہ عنہ سألت اللہ تعالے ان یجعلہا اذنک یا علی قال علی رضی اللہ عنہ فما نسیت شیئا بعد ما کان لی ان انسی۔

اب یہہ امر تو متحقق ہو گیا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم مین سوائے حضرت علی کے اور کوئی شخص ذی اذن واعیہ نہین ہے۔ اور اذن واعیہ سے جو کچھہ مطلب ہے وہ محققین پر پوشیدہ نہین ہے مگر ہم واسطہ آگاہی عوام کے لکھتے ہین کہ ذی اذن واعیہ فقط امام یا پیشوائے امت سے مراد ہے اسی لئیے کسی صحابے کو یہہ رتبہ نہین ملا اور فائدہ اسکا ظاہر ہے کہ امام اور پیشوا امت ایک صاحب اذن واعیہ ہو کہ جو احکام الہی اور سنن رسالت پناہی اوسکے کان مین پہنچے ہین اونکو ہرگز فراموش نکرے اور واسطہ ہدایت امت کے اونکو محفوظ رکہے اور جو شخص بغیر ہونے صاحب اذن واعیہ کے ادعاء امامت و پیشوائی کرے وہ اپنے عجز سے معترف ہو کر صاحب اذن واعیہ کے امامت کا اقرار کرے جیساکہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا کے اوسی فصل مین لکہا ہے واخرج ابو عمر عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو حسن قال ابو عمرو قال فی المجنونۃ اللتی امر برجمہا و فی اللتی وضعت لستۃ

اشہر فاراد عمر برجمہا فقال لہ علی ان اللہ یقول وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا - الآیۃ - وقال ان اللہ رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لہلک عمر یعنے روایت کی ابو عمر نے سعید بن مسیب سے کہ کہا اونہوں نے کہ حضرت عمر ابن الخطاب خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے اوس حادثہ سخت سے کہ جسکے دافع اور مخلص کنندہ اور مشکل کشا علی مرتضے نہون اور کہا ابو عمر نے کہ حضرت عمر نے ایک مرتبہ ایک عورت مجنونہ کے قصاص کا حکم دیا اور ایک مرتبہ ایک ایسی عورت کے رجم کیئے جانے کا حکم دیا کہ جسکے وضع حمل کو چھہ مہینہ گذرے تھے تب حضرت علیؑ نے حضرت عمر سے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ایام حمل اور بعد وضع حمل کے تیس ماہ تک (رجم کرنا نہین چاہیے) اور پہر حدیث نبوی بیان کی کہ خدا نے مجنون کو مرفوع القلم کیا ہے یہہ سنکر عمر بولے کہ اگر علی نہوتے تو البتہ عمر ہلاک ہوا تہا اسی طرح دوسرا قصہ حالت احرام مین حضرت عمر کا انڈے کہانا اور ہدیتہ اونکے پاس انڈون کا آنا اور حضرت علی کا سُنت نبوی یاد دلا کر فتوے دینا اور حضرت عمر کے مشکل کشائی کرنا اور حضرت عمر کا ان الفاظ سے معترف معجز ہونا مروی ہے -

فی الریاض عن محمد بن الزبیر - قال عمر اللہم لا تنزل بی شدیدۃ الا ابو حسن فی جنبی یعنے کہا حضرت عمر نے کہ خداوندا اگر حضرت ابوالحسن مری پاس نہون تو مجہپر کوئی مصیبت اور شدت نازل نکرنا -

اب فرمائی معترض صاحب کہ اذن واعیہ کا مطلب سمجہے اور سودای خام کے دخان مظلمہ اُنکے دماغ سے فرو ہوئے یا نہین یا اب بہی تعزیہ پرست آپکو ملک الموت ہوکر نظر پڑتے ہین اور قرآن کی آیات اخوان اور مفسرین

آپکے انکل سگان دکہائی دیتے ہین بہلا اس مالیخولیا کا کچہ ٹہکانا ہے کہ معترض
صاحب اوس خیدعبرت خیز کو جسکے مخاطب اصحاب رسول اللہ ہین تقیہ پرستون
کی طرف منسوب کرتے ہین اور اوسپر اپنے آپ کو بڑا بہاری مفسر تصور
تصور کرکے یہہ شعر تحریر فرماتے ہین۔ **بیت** من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگان انداختم۔ اگر اسقدر تنبیہ کے بعد بہی دماغ شریف
صحیح نہوا تو گردن مین ڈورا پرویا جانا باقی ہے۔ اوسوقت حالت سماع و
جد مین یہہ شعر پڑہنا نہایت موزون ہوگا۔ رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست۔ اسکے بعد ذات شریف مرفوع القلم ہین

قال المولوی جہانگیر خان ۴۸ صفحہ مین ہے سنا ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر
و عمر بغرض معذرت جناب سیدہ کے خدمت مین حاضر ہوئے لیکن تاہم
غضب سیدہ رفع نہوا اور یہہ حدیث رسول خدا صلعم کی یاد دلائی۔

فاطمة بضعة منی من اذاها فقد اذانی ومن اذانی اذی
الله ومن اذی الله فقد کفر الخ

مولف صاحب کیا اسیکا نام شیعہ ہے کہ جناب امیر کو کافر اور موذی بتاتے
ہو کیا اسی کا نام امامیہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کو دشمن خدا اور رسول کا بناتے
ہو واللہ ابن سبا ہی کے مریدون سے ایسا ہو سکتا ہے دوسرے کا کام
نہین ہے۔ کیونکہ ماشاءاللہ یہہ حدیث جناب شیر خدا کے ہی شان مین رسول اللہ
نے ارشاد فرمای ہے نہ حضرت شیخین کے۔ الحمد للہ کہ حضرت ابوبکر و حضرت
عمر مولف کے اتہام و الزام سے بری ہوئے اب ہم اسبات کو ثابت کرتے
ہین کہ بالتحقیق یہہ حدیث جناب امیر ہی کے باب مین رسول اللہ نے فرمائی
ہے۔ قصہ مختصر یہہ ہے کہ حضرت علی نے ابوجہل کی دختر سے اپنا نکاح کرنا

چاہا جب یہہ خبر حضرت فاطمہ کو پہونچی سخت تر آپکو ناگوارہ گذرا اوسیدہؑ آپ
رسول خداؐ صلعم کے حضور مین پہونچین اور حضرت امیر کے ارادہ سے آپکو
اطلاع دی۔ حضرت بہی اس بات کو سنکر رنجیدہ ہوے اوسیدہؑ آپنے
حضرت ابوبکر و عمر و حضرت طلحہ کو بہیجکر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور اونسے
تنبیہاً یہہ حدیث بیان کی قال رسول اللہ صلعم یا علی ما علمت ان فاطمۃ
بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی فقط اتنی ہی حدیث علل الشرایع
معتبر کتب شیعون مین موجود ہے جسکا جی چاہے نقل کو اصل سے ملا دیکہے
اور انصاف کرین کہ کسکی اصل مین خطا ہے۔ باقی مضمون حدیث مذکورہ بالا
کا موضوعہ مفتری ہے جس سے بعقیدہ مولف جناب امیر بہی معاذ اللہ موذی
و کافر ٹہیرے۔ سچ تو یہہ ہے کہ ایسے دہوکے شیطان کے دادا کو بہی
نہ آتے ہونگے ؎ کور کورانہ مرو در کربلا * تا نیفتی چون حسین اندر بلا *
اقول و بہ نستعین ہمارے مخاطب بہی ماشاء اللہ عقل کے ہاتہہ سے سخت
ناچار ہین اتنی سمجہہ نہین ہے کہ حضرت علیؑ نے تو جب رسول خدا سے یہہ سنا
کہ دختر ابوجہل سے نکاح کرنا باعث ایذاء فاطمہ و رسول اللہ کا ہوگا اوسیوقت
اوس ارادے سے باز آگئے اور دختر ابوجہل سے نکاح نہ کیا۔ پہر اون
پر تو کیسے الزام ایذاہی رسول اللہ عاید ہو سکتا ہے۔ ہان جنکی نسبت
معترض خود قایل ہین کہ اون دونون کے روبرو رسول خدا نے یہہ حدیث
فرمائی تہی اور وہ دونو بعد علم حاصل کرنے اس حدیث کے مرتکب ایذارسانی
فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کے ہوے تو اون دونو حضرات کو اس الزام سے
بری کرنیکی کیا صورت ہے۔ دیکہئے معترض صاحب آسکو معجزہ معصومین
کہتے ہین کہ اگر ہم آپکے قول کو تسلیم بہی کرلین کہ یہہ حدیث حضرت علیؑ سے ہے

رسول خدا نے فرمائی تھی مگر چونکہ وہ معصوم تھے کسطرح مرتکب ایذا رسانی کے
معلوم ہوا رسول خدا کی ہوتی لیکن بری تقدیر کو کیا کیجے بقول شخصے طویلے کی بلا بندر کے
سر کہاں کا قصہ کہاں کی حدیث اور الزام ایذا رسانی خدا و رسول کا کس پر عاید
ہوا کہ اوسوقت حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو بے وجہ رسول خدا سے خائف بنا
رکہا تھا اوسکی وجہ یہہ ہے تھی کہ حضرت علی کو تو جانتے تھے کہ ایسے فعل کے
مرتکب نہونگے مگر اس حدیث کا سنانا حضرات شیخین کے لیئے منظور تھا
تاکہ بروز حساب کوئی حجت پیش خدا باقی نرہے - اب معترض صاحب نے
جو ارشاد فرمایا ہے کہ انصاف کریں کہ کسکی اصل میں خطا ہے اب وہ خود
انصافانہ محاکمہ کریں کہ رسول خدا سے حدیث سنکر جناب فاطمہ کو ایذا دینا
باعث خطائے اصل ہے یا نہیں - اور فقرہ اخری حدیث کو کہ (جسنے مجھے
ایذا دی اوسنے خدا کو ایذا دی اور خدا کو جسنے ایذا دی وہ کافر ہے) موضوعی
کہنا دوسرے نلے وقوفی ہے کیونکہ یہہ ایسا فقرہ ہے کہ ضروری نتیجہ فقرہ اولی
کا ہے کاش اگر نبی صلعم نے اس فقرہ کو فرمایا بھی نہو تو بھی عوام اہل اسلام
کا یہہ ہی عقیدہ ہے کہ جسنے رسول خدا کو ایذا دی اوسنے خدا کو ایذا دی اور
خدا کا ایذا دینے والا ضرور کافر ہے - ہاں البتہ جو شخص اسکے خلاف عقیدہ رکہتا
ہو یا اس فقرہ کو موضوعی یا دروغ کہتا ہو وہ عام مسلمانان کے نزدیک کافر ہے
اور ایسا عقیدہ رکہنے والا بہی سخت کافر ہے کہ جو اس وجہ سے حضرت علی کے
نسبت کفر کو منسوب کرے کہ اونسے رسول خدا نے یہہ حدیث بیان کی تھی
کیونکہ جمیع احکام تہدید و سزا وغیرہ خدا تعالے نے رسول اللہ سے فرمائے
ہیں مگر نعوذ باللہ رسول خدا صلعم اون گناہوں کے سزا نہ پاوینگے بلکہ سزا
تو وہ لوگ ہی پاوینگے کہ جو مرتکب اوس گناہ کے ہونگے اسلئے اگر رسول خدا

سے نے حضرت علیؑ سے اس حدیث کو بیان بہی فرمایا ہے کہ جسنے فاطمہ کو ایذا دی گویا مجھکو ایذا دی تو حضرت علیؑ نے جبکہ ایذا انہیں دی تو اونکا الزام اونپر عاید نہیں ہو سکتا بلکہ او نہیں لوگون پر عاید ہوگا کہ جنہون نے قصداً ایذا رسانی کا ارتکاب کیا تہا۔

قال صفحہ ۲۶۷ مین ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنے بچایا جاویگا جلتی ہوئی آگ سے وہ بڑا متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونیکے لیئے زکواۃ دی۔ موٗلف انوار الہدیٰ نے اس آیت کو عام زکوہ دینے والون کے لیئے نازل ہونا لکہا ہے اور مولوی محمد قاسم نے جو حضرت ابو بکر کے شان مین نازل ہونا لکہا ہے اوسکو غلط کہتا ہے۔ مگر ہم معتبر کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ آیت بلاشک وشبہہ حضرت ابو بکر کے شان مین نازل ہوئی۔ علامہ طبرسی نے مجمع البیان مین ابن زبیر سے روایت کرتے ہین کہ بلال اور عمار وغیرہ کے آزاد کرنے مین یہہ آیت حضرت ابو بکر کی شان مین نازل ہوئی ہے

اقول اگر ہم فرض کرلین کہ علامہ طبرسی نے جہان اور روایات عامہ وخاصہ درج کے ہین اسکو بہی لکہدیا ہو تو یہہ اونکا قول فیصل نہین بلکہ راوی حدیث کا نام ہے لکہدینا اس امر کی شہادت ہے کہ علامہ طبرسی اسکو نامعتبر سمجھتے ہین اور گویا وہ یہہ لکہہ رہے ہین کہ فلان روایت یہہ ہے اور فلان یہہ ہے مگر حضرت ابو بکر کا نواسہ یہہ کہتا ہے کہ یہہ آیت میری نانا کے شان مین نازل ہوئی ہے اور پہر نواسہ صاحب ماشاء اللہ دنیا بہر کے مفتری یہہ وہ ہے صاحب تو ہین جنہون نے خالہ صاحب کو نالہ حواب سے واپس ہونے دیا اور زمینداران کو رشوت دیکر گواہی کے واسطے لائے اور جہوٹی گواہی دلوائی کہ یہہ نالہ حواب نہین ہے۔ پہر اپنے والد صاحب کو طرح طرح کے طعن وتشنیع

دیکر اما دہ پیکار حضرت حیدر کرار کرتے رہے جبکہ ایسے لوگون کی گواہی تک
تو درست نہین حدیث کی روایت کیسی قابل سند ہو جائیگی - اور پہر زیادہ
تر تعجب معترض کے عقل پر یہہ ہے کہ اس آیت سے کیا فضیلت ثابت ہوتی
ہے کہ حضرت ابوبکر سے منسوب کرتے ہین یہہ اصرار ہو رہا ہے ذرا اوسکے
معنی پر تو خیال کرو کہ ایک صحابی کے لئیے تو بڑے ہی تنزل درجہ کے بات ہے
کہ وہ کسی نیک کام کے بارداشت مین جلتے ہوئے آگ سے نکالا جاوے - دوزخ
مین جانا پہلے جب ثابت کر لیا جاوے اوسوقت انکا لنا ثابت ہوگا پہر اسمین
کیا شیخی ہوئی اور اگر لفظ متقی پر فریفتہ ہوئے ہین تو ہر ادنی امتی بہی جو قایل امامت
علی مرتضیٰؑ ہے وہ متقی ہے کیونکہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ علی مرتضیٰ
متقیون کے امام ہین - اس حدیث سے دو فائدہ حاصل ہوئے - ایک
یہہ کہ جسقدر لوگ حضرت علیؑ کو امام سمجھتے ہین وہ سب متقی ہین - دوسرے
یہہ کہ جنہون نے امامت علیؑ مرتضیٰ کو قبول نہین کیا وہ ہرگز متقی نہین ہین -
پس اگر حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ کو اپنا امام قبول نہین کیا ہے تو ظاہر ہے
کہ یہہ آیت اونکی شان مین نہین اوتری -

قال صفحہ ۲۷۰ مین مولف نے محض بغرض اشتعال طبع اہل ایمان کے
حضرات امہات المومنین عائشہ و حفصہ کو مثل زوجہ حضرت نوح و زوجہ
حضرت لوط کافرہ لکہا ہے - حالانکہ کتب شیعہ مین تنزیہ عائشہ کا درج ہے
اور جنگ بے قصد سے بہی حضرت عائشہ کا توبہ کرنا اور حضرت امیر کا صلح
کرنا ثابت ہے - اور خوب یاد آئی کہ بہلا حضرت حفصہ کا کیا قصور ہے جو اونکو
بہی آپ کافرہ کہتے ہین -

اقول مولف نے تو نہین لکہا لیکن خدا تعالیٰ نے واسطے اطلاع مومنین

کہ قران شریف مین لکہا ہے اور مطلب جناب باری کا اس سے یہہ ہی ہتا
کہ جب مومنین سے منافق لوگ ازواج نبی کے بارہ مین بحث کرینگے تو
براہ حماقت یہہ دلیل لاینگے کہ حضرت محمد مصطفے کیسے نبی تہے کہ ازواج پر بہی
اونکا نیک اثر نہ پڑا وہ کسطرح کافرہ رہین تو مومن لوگ منافقین کو یہہ جواب
دین کہ حضرت نوح اور حضرت لوط بہی تو نبی تہے جسطرح اونکی بیبیان کافرہ
ہوئین اوسیطرح رسول خدا کے بہی ازواج کافرہ رہین — خیانچہ سورہ
تحریم مین بعد ذکر عایشہ وحفصہ کے الد تعالے فرماتا ہے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً
لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ
عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا
یعنے اون لوگون کے لیئے جو نافرمانی کرتے ہین خداوند تعالے مثال دیتا ہے
زوجہ نوح اور زوجہ لوط کے کہ وہ دونون تحت مین تہین ہمارے دو نیک
بندون کے پس خیانت کی اون دونون عورتون نے اون دونو مردون
کے ساتہہ پس نہ ہی دونون پیغمبر دفع نکر سکے اون دونون عورتون سے
کچہہ بہی جو خدا کے طرف سے تہا۔ اب اہل انصاف غور فرمادین کہ ہمنے
کیا غلط لکہا اور اب معترض صاحب کا اشتعال طبع کس پر ہوگا۔
یہہ معترض صاحب کی کم علمی کی بات ہے کہ برات افک کو منقبت حضرت
عایشہ کے خیال کرین ایسا تو خدا کرے کسی پر جہوٹا الزام بہی نہ لگے۔
قال الجہانگیر خان صفحہ ۲۸۳ مین مولف نے بڑی دہوم سے دعوے کیا
ہے کہ ہم کتب سماویہ سابقہ سے یعنے توریت وانجیل سے منقبت علی مرتضیٰ
کی ثابت کرینگے۔ اس امر سے علماء اہل سنت والجماعت بہی انکار نہین کر سکتے
مین کیونکہ یہہ امر خود قران مجید سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا اور آونکی

ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل مین لکھا ہوا ہے منکر اوسکا کافر ہے اب یہہ امر
دریافت طلب ہے کہ ہمراہی رسول خدا صلعم کون شخص ہے اوسکی تعریف
بھی قرآن شریف مین موجود ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم پس یہہ
قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ علی مرتضیٰؑ کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین موجود ہے
بلکہ دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر اونمین موجود ہے اور آیۃ محمد الرسول اللہ
والذین معہ مین جو ہمراہیان کی جمع بیان کی گئی ہے وہ بالیقین دوازدہ امام
علیہم السلام کے طرف اشارہ ہے اگر کوئی عدم موجودی کو منافی معیت سمجھی
تو تفاسیر معتبرہ دیکھہ لیجئے کہ جلالین وغیرہ مین معہ کے تفسیر اتبعہ درج ہے الخ
واہ صاحب خوب ہی سمجھے اور خوب ہی آیت شریف کو تحریف کیا شاید
چودہ صدی مین یہہ حصہ آپ ہی کے لیئے ازل مین مقرر کیا گیا تھا قسم ہے
آپکو امیر باذل کی ضرور ہلکو وہ تفسیر جسمین معہ کے معنی اتبعہ درج ہین دکھائے
ورنہ آپکو قیامت تک کوئی سچا نہ کہیگا۔ اور صاحب آپ کو کوئی بھلا آدمی
کیونکر سچا کہہ سکتا ہے کہ جھونٹ کے پل باندہتے ہو ہم کہتے ہین کہ یہہ دعوے
کرنا آپکا محض مخالف مذہب اہل تشیع کے ہے کیونکہ اونکی کتب مین ہے
کہ امیو بیچارے ادنے سے مسلمان سے بھی ایسے ڈرتے تھے کہ کبھی اوسکی
روبرو اظہار اپنے مذہب شیعگی کا نہین کرتے تھے اگر کوئی ایسے دریافت
کرتا کہ آپکا کیا مذہب ہے تو آپ یہہ ہی فرماتے کہ ہم اہل سنت جماعت ہون
غرضکہ جب ایسے ہیچ کارہ تھے تو مصداق اشداء علی الکفار کیونکر ہوسکتے ہین
اقول وبہ نستعین اول جو الزام دروغ تحریف آیت کا ہم پر لگایا ہے
اس الزام کے رکاکت وحماقت اہل انصاف پر پوشیدہ نہین تحریف تو اسکو
کہتے ہین جسطرح معترض نے قرآن شریف کے آیت مین بجائے شیعگا کے

بتا دیا- دوم معہ کے معنی پر جو اعتراض کیا ہے وہ بھی نافہمی معترض پر دال ہے کیونکہ ہمراہیان مین آپکے اکثر کفار اور مشرک اور منافق بھی تھے اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین مراد عموم ہمراہیان سے نہین بلکہ جو خاص متبع رسول اللہ کے تھے وہ مراد ہین یعنے مومنین مخلصین- تیسرے جو یہہ لکھا ہے کہ حضرت امیر مصداق رحماء بینھم اور اشداء علی الکفار کے اسلیئے نہ تھے کہ وہ ایک ادنے مسلمان سے بھی ڈرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے اس جگہہ مراد ادنی مسلمان سے اپنی ہم مشرب مسلمان لی ہے اور اوسکے زعم مین وہ ہم مشرب کافر تھا اور باتباع حکم آیت اوس ادنے مسلمان پر آپکو شدت کرنا واجب تھا- ورنہ اہل انصاف غور کرین کہ معترض کے اس قول کا کیا نتیجہ ہوا کہ حضرت علیؑ ہر ادنے مسلمان سے بھی ڈرتے تھے-

کیا معترض نے آیت کے معنی اولٹے سمجھے ہین کہ مسلمانون پر شدید ہونا چاہئے اور کافرون پر رحم اور شاید پہلون نے بھی معترض کی طرح اس آیت کے اولٹے معنی سمجھہ کر جناب سیدہؑ کا حق غصب کیا ہو اور ابوذر کو دیس نکالا دیا ہو اور عمار بن یاسر کو زد و کوب کیا ہو- چونکہ حضرت علیؑ نے کسی مسلمان کو نہین ستایا تو بزعم معترض آپ مصداق اس آیت کے نہوے بلکہ اوسکے نزدیک وہ لوگ مصداق اس آیت کے ہین کہ جو کافرون سے ڈر کر میدان جنگ سے بھاگ آیا کرتے تھے اور مسلمانون پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے تھے چنانچہ خود لکھتا ہے کہ اشداء علی الکفار کا خلعت قامت اصحاب ثلثہ پر سے دوخت ہوا ہے مگر اسقدر لکھنا بھول گئے کہ وہ خلعت خیاطان قضا و قدر نے احد کے میدان مین بیٹھ کر دوخت کیا تھا یا خیبر کے کسی قلعہ مین طیار ہوا تھا یا حنین کے جنگل مین- اگر ہم قول معترض کو بفرض محال قبول کر لین کہ حضرت علی مرتضےؑ ہر ادنی مسلمان سے بھی ڈرتے تھے

تو صاف طور پر قول معترض سے ہی حضرت علیؑ مصداق اس آیت کے ٹہرتے ہین - اور اگر اس آیت کے یہہ معنی لگاتا ہے کہ مسلمانون پر شدید ترہون اور کافرون پر رحیم تو یہہ صفات اصحاب ثلثہ مین البتہ ثابت ہوئی ہین اور ہمکو معترض کے اوٹلے عقل اور تیڑہے فہم سے امید کامل ہے کہ وہ ایساہی سمجہینگے اور اسیحالت مین یہہ سمجہہ انکو اور وہ خلعت اونکو مبارک رہے -

قال اونہین ارکان دین نے جہان کے کفار کو زیروزبر کرڈالا تہا بلکہ انہین حضرات نے کفار پر ایسے سختی کی تہی کہ جسکا ذکر یہود و نصاریٰ کی توریت وانجیل مین ہنوز موجود ہے چنانچہ درس ۶ باب ۱۳ کتاب استثنا توریت مین ہے کہ اگر تیرا بہائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجہے بہلا دے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کے بندگی کرو تو تو اوسکی موافق نہوتا اور اوسکی بات نہ سنتا اور اوسپر رحم کے نگاہ نرکہتا اور اوسکے اعانت نکرنا اور اوسے پوشیدہ نرکہتا بلکہ اوسکو ضرور قتل کرڈالنا اوسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتہہ پڑے - دیکہو بلارور عایت شیخین نے اپنے عزیزون کو قتل کرنے مین دریغ نہ کیا -

اقول وبہ نستعین اہل انصاف معترض صاحب کے لیاقت پر توجہ فرمادین کہ جسکو یہہ بہی خبر نہین کہ اصحاب ثلثہ پہلے ہوئے ہین یا توریت وانجیل پہلے اوترے ہین اور پہر اس حماقت کو خیال فرمادین کہ خدا تعالےٰ امت موسےٰ علیہ السلام کو نصیحت کرتا ہے اور معترض صاحب سمجہہ رہے ہین کہ کتاب استثناء اصحاب ثلثہ کے سوانح عمری کی تاریخ ہے - اگر معترض یون کہتا تو مضایقہ نہ تہا کہ اصحاب ثلثہ نے اوس ہدایت پر عمل کیا جو حضرت موسےٰ کے زمانہ مین یہودیون وغیرہ کو ہوئی تہی لیکن اس سے کیا شرف اصحاب ثلثہ کا پایا جاتا یہہ ثابت ہوتا کہ وہ حضرات باوجود مسلمان ہوجانے کے بہی یہودیون

کے مذہب پر چلتے تہے - اب ہم کہتے ہین کہ معترض کا قول محض لغو اور غلط ہے
اصحاب ثلثہ نے اپنے عمر بہر مین بہی کسی ایک کافر کو قتل نہین کیا اور جس جگہ کافر
کا دباؤ پڑتا وہانسے بہاگ جایا کرتے تہے دیکہیئے جنگ احد پر ہر سہ اصحاب فرار
ہوگئے اور کافرون کو قتل کرنا تو درکنار وہان ابوسفیان کی خدمت مین بمقدار
نامی روانہ ہوے اور معافی قصور کے ملتجی ہوے تیسرے صاحب تو ایسے
مدہوش ہوکر مفرور ہوے کہ تین منزل تک اپنے ابن عم یعنے ابوسفیان کے
ہمراہ چلے گئے -

شجاعت شیخین مین اسکے سوا کچہ نہین سُنا کہ حضرت ابوبکر سے تو
جنگ عظیمہ مین ایک کافر سے ہاتہا پائی ہوئی مگر وہ کافر غالب رہا - حضرت
عمر نے ایک کافر کو گالیان دین کہ جسکے مناقب مین شاہ ولی اللہ صاحب
تحریر فرماتے ہین کہ این منقبت عظمے نصیب فاروق گشت
اور اگر نسبت قصہ مشورہ قتل قیدیان بدر یہہ اشارہ ہے تو ماشاء اللہ
وہ قتل قیدیان وقوع سے ہی مین نہ آیا اور وجہ بہی اوسکی یہہ تہی کہ حضرت عمر کا
ایک رشتہ دار انسے عداوت رکہتا تہا وہ قیدیون کے شامل پکڑا گیا تہا اور
رسول خدا صلعم کے چند رشتہ دار مثل عقیل و عباس وغیرہ مقید تہے آپ جو
اصرار قتل قیدان پر کرتے تہے اوسکی یہہ ہی وجہ تہی کہ اپنا دشمن مارا جاوے
اور رسول خدا صلعم کا دل اپنے رشتہ دارون کے قتل سے آزردہ ہو مگر افسوس
کہ یہہ مراد بہی پوری نہوے حضرت عثمان کا قصہ تو کتب سیر مین مشہور و معروف
ہے کہ بعد فتح مکہ جن لوگونکا خون آنحضرت صلعم نے حلال کیا تہا اور حکم تہا کہ
انکو جس جگہ پاؤ قتل کرو اونکو اپنے پاس پناہ دی اور اوس رضاعی برادر کے
جو کافر مطلق تہا رسول خدا سے سفارش کی اور رسول خدا نے کمال غضب سے

سفارش منظور نہ کی اوسکے بعد بہی اوس اکفر کو پناہ مین رکہا اور مروان اور حکم جیسے منافقین کو اپنا مشیر اور وزیر بنایا۔ افسوس ہے کہ معترض صاحب کو توریت کا درس لکہتے ہوے شرم نہ آئی۔

قال شیخ حلی نے تذکرۃ الفقہاء کی چہٹی فصل مین لکہا ہے کہ احد کے دن حضرت ابو بکر نے اپنے باپ کے قتل کا ارادہ کیا مگر حضرت نے منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہہ کام کرلیگا۔

اقول سبحان اللہ ایسے ہی اونکی والد صاحب کو کپنے گہونٹہ سے باندہ رکہا تہا کہ آپ جاتے ہی مار ڈالتے = اون حضرت کو تو اپنے ہی جان کے لالے پڑ رہے تہے رسول خدا اور علی مرتضےٰ تو میدان جنگ مین تنہا کفار سے مقابلہ کر رہے تہے اور حضرت ابو بکر و عمر دونو صاحب ایک غار کے اندر چہپے ہوئے پڑے تہے کہ مدینہ سے آتے ہوئے انس بن مالک کے چچا نے اونکو دیکہہ کر ملامت کی مگر جب بہی غار سے نہ نکلے پہر والد صاحب کے قتل کو کیسے تشریف لیجاتے اور اگر ارادہ قتل کا ہوتا تو مشورہ کی کیا ضرورت تہی غرض کہ یہہ منقبت بہی حاصل نہوئی اور خود معترض کے قول سے توریت کے درس کی منقبت ضایع گئی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلعم کو خود ہی منظور نہ تہا کہ حضرت ابو بکر سے کوئی کار نمایان ہو کیونکہ وہ تو چاہتے تہے کہ اپنے باپ کو مار کر زمرہ مومنین مخلصین مین بشہادت توریت داخل ہو جاوین مگر رسول خدا نے اونکو یہہ ثواب اور منقبت حاصل نکرنے دی اور یہہ صاف دلیل اسبات کی ہے کہ اونکی قسمت مین زمرہ مومنین مخلصین مین شامل ہونا نہین لکہا تہا اور کچہہ بعید نہین ہے کہ رسول خدا صلعم کو پہلے سے معلوم ہو گیا ہو کہ ایک ناصبی ہمارے اہل بیتؑ کے مناقب سے حسد کر کے

جہوٹے اور لغو اسناد کتب سابقہ سے منقبت ثلثہ مین پیش کریگا اور اوسکے ثبوت کرنیکو حضرت ابو بکر کے ارادہ قتل بدر اور حضرت عمر کے مشورہ قتل قیدیان بدر کو تحریر کریگا اوسوقت حضرت نے اس ناصبی کے جہوٹا کرنے کے لیئے حضرت ابو بکر کو روک دیا ہو اور ایسا ہی قتل قیدیان بدر کے بارہ مین حضرت عمر کا کہنا نمانا ہو۔

قال المولوی جہانگیر خان اب سنئے انجیل کی شہادت ورس ۳۱ و ۳۲ باب ۱۳ انجیل متی مین ہے کہ آسمان کی بادشاہت دانہ رائے کے مانند ہے جیسے کہ ایک شخص نے لیکے ایک کہیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چہوٹا ہے اور جب اوگتا ہے سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اوسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین۔ دیکہو مثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار کے اس ورس سے کیسی تصدیق ہوتی ہے۔ پس یہہ مثال موافق حال اصحاب باکمال کے بالکل ہے اس وجہ سے کہ پہلے وہ بہت کم تہے پہر زیادہ ہوگئے جنکو کفار دیکہکر جلتے تہے اور مانند حاسد ناحق کوش کی کف افسوس ملتے تہے

اقول وبہ نستعین۔ واضح ہو کہ ہمنے جو انوار الہدائے مین جناب علی مرتضیٰ کے فضایل اور مناقب کتب سابقہ سماویہ سے تحریر کئے ہین اوسکے جواب مین معترض صاحب نے ایک تو چند آیات توریت شریف کے جسمین حضرت موسیٰ اپنی اُمت کو نصیحت کرتے ہین درج فرماکر لکہا کہ اصحاب ثلثہ نے اوسپر عمل کیا لیکن ہمنے ثابت کردیا کہ معترض بالکل دروغ گو ہے اصحاب ثلثہ نے اپنے رشتہ دار کفار تو درکنار کبہی کسی غیر شخص کافر کو بہی قتل نہین کیا۔ دوسری یہہ مثال مندرجہ انجیل لکہی جس سے کوئی تعلق اصحاب ثلثہ کو نہین یہہ مثال مندرجہ انجیل و قرآن

متعلق بہ پیغمبر خداؐ صلعم اور اونکے اہلبیت اور شیعیان کے ہے بچند وجوہ اول یہہ کہ اصحاب ثلثہ مین صفت معیت رسول خداؐ قطعاً مفقود ہے معیت وہ معتبر ہے جو رنج و راحت مین ہو بلکہ رنج کا شریک زیادہ اعتبار کے قابل ہے پس جو لوگ سختی کے وقت ترک معیت کرکے فرار ہوجایا کرین اور تقسیم غنیمت کیوقت حاضر رہ کر اظہار جان نثاری کرین وہ کسی طرح بدیل معہ داخل نہین ہوسکتے۔ دوسری صفت اہل معیت کے قرآن مین صاف درج ہے کہ کفار پر شدید اور مسلمانون پر رحم ہون یہہ تعریف بہی اصحاب ثلثہ مین پائی نہین گئی بلکہ اسکے برخلاف اونکے حالات پائے گئے جسکا مفصلاً ذکر ہوچکا تیسرے۔ ایک یہہ تعریف بہی اون لوگون کی قرآن مجید مین درج ہے کہ کفار اونسے جلتے ہین یہہ صفت بہی اصحاب ثلثہ مین مفقود ہے بلکہ کفار سے اونکی دوستی ثابت ہوئی۔ اور کفار ناہنجار فقط رسول خداؐ صلعم اور اونکی اہلبیت سے جلتے تہے دیکہو کسی لڑائی مین اصحاب ثلثہ نے کسی کافر کو قتل نہین کیا بلکہ کفار واجب القتل کو پناہ دی ہے۔ اور جنگ احد پر کفار نے چند بلاعنہ کو مترصد انعام کرکے ماسور کیا تہا کہ جناب سرور کائنات اور حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ مین سے جسکو قتل کروگے انعام پاؤگے اگر اصحاب ثلثہ سے اونکو رنجش ہوتی تو کیا اونکے قتل پر کسیکو مترصد انعام کا نکرتے یا حضرت عثمان کو کہ بعد مفروری احد تین روز تک ابوسفیان کے خیمہ مین رہے قتل نکر ڈالتے۔ چہارم اصحاب ثلثہ ان مثالون کے مصداق اسلئے نہین ہوسکتے کہ وفات رسول خدا صلعم کے روز اونکو ایسی قوت اور شوکت حاصل تہی کہ مثال رائی کے دانہ کی کسی طرح صادق نہین آسکتے تا ان محبان اور شیعیان اہلبیت کی تعداد اوس روز ایسے ہی قلیل تہی کہ رائی کے دانہ کے مثال اونپر

پوری صادق آتی ہے اور اب ماشاء اللہ چشم بد دور ایسا ہرا بھرا درخت ہے
کہ دشمن لوگ مارے جلن کے قبل از وقت جلے جاتے ہین۔ پنجم۔ کوئی حدیث رسول اللہ
صلعم کی ایسی نہین پائی گئی جسمین ان صحابہ کو اوس درخت کی شاخ یا برگ وغیرہ
سے نسبت دی گئی ہو۔ البتہ جو حدیث اس مثال کی تفسیر مین ہے وہ یہہ ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مین اصل اوس درخت کے ہون اور علیؑ و فاطمہ
اوسکی شاخین اور حسنؑ و حسینؑ اوسکے پہل اور شیعہ اوسکے برگ ہین۔ اسلیئے صاف
طور پر ثابت ہو گیا کہ مثال مندرجہ انجیل و قران مجید کے مصداق حضرات
اہلبیت اور اونکے شیعہ ہین یہ کہ اصحاب ثلثہ اسکے بعد معترض نے کتب سماویہ
سے ناامید ہو کر مجوسیون کی کتاب سفرنگ دساتیر کے حوالہ سے مناقب
اصحاب ثلثہ کا اظہار فرمایا۔

قولہ۔ سفرنگ دساتیر مین ہے۔ اینک نشان بدرسیدر است کاری و
جانسپارے درایرانیان نماند چون چنین کارہا کنند از تازیان مردے پیدا
شود کہ از پیروان اوخہیم وتخت وکشور وآئین ہمہ برافتد۔

فاقول افسوس کہ یہان بہی وہی لفظ پیروان موجود ہے جس سے معترض
کا کاتا ہوا سوت کپاس ہو گیا۔ اور پیروان کی تشریح اور اسکے معنی تشریح
معہ مین ہم لکہہ چکے ہین یہانتک تو جو کچھ معترض نے تحریر فرمایا وہ فقط ہمارے
اوس فقرہ کے جواب مین تہا کہ علی مرتضیٰؑ کے فضایل کتب سابقہ سماویہ
مین مندرج ہین اور منشاء اونکا اس تمام خرافات سے یہہ تہا کہ ہم اصحاب
ثلثہ کے مناقب کتب سابقہ سے ثابت کرینگے لیکن بفضلہ وہ اس سے قاصر
رہے اب جو کچھ کہ پنجتن حالات اہلبیت پیغمبر کے کتب سابقہ سے
ثابت کیئے ہین معترض صاحب اونکی تردید اس طرح فرماگئے

اپنے اعمال کو سیاہ کرتے ہیں۔

قال اب لگے ہاتھوں آپکے ثبوت کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ مولف صاحب نے کیا اچھا ثبوت توریت انجیل زبور سے رقم فرمایا ہے۔ مولف نے لکھا ہے کتاب پیدائش ۱۷ باب ۲۰ آیت میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ہے (اور اسمعیل کے حق میں بیسے تیری سنی دیکھہ میں اوسے برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑہاؤنگا اور اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے)

مولف جی بارہ کا عدد کتاب پیدائش میں دیکھہ کر نہال ہوگئے اور فوراً اس مضمون کو اپنے رسالہ میں درج کر دیا کہ عدد بارہ سے مراد بارہ امام ہیں۔ بقول شخصے ہنس نہ کودی کودی گون۔ یہہ تماشہ دیکھئے کون اگر ایسی ہی سمجھہ ہے تو اسکے دو القان پاس بھی نہیں ہے ہاں شاید امام غائب بتاوین تو خیر نہیں ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں مطلق ائمہ کا ذکر نہیں اس دلیل معقول سے کہ بفضل خدا یہاں تیرہ کا عدد موجود ہے۔ جسکا جی چاہے جناب رسول مقبول سے لیکر حضرت امام مہدی آخر الزمان تک شمار کر دیکھے تیرہ کا شمار ہوتا ہے اور اگر کہا جاوے کہ جناب رسالتمآب اس شمار میں نہیں ہیں تو بارہ امام بھی مرتبہ امامت سے خارج ہوے جاتے ہیں کیونکہ مسلمہ فریقین ہے کہ مراتب ائمہ کا بدولت جناب رسول خدا کے ہے۔ بیت تو اصل وجود آمدی از نخست ٭ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست ٭ سوائے اسکے خطاب خدا بنسبت حضرت ابراہیم کے صرف اسقدر ہے کہ میں حضرت اسمعیل کے اولاد میں بارہ سردار یعنی حواری پیدا کرونگا نہ یہہ کہ محمد صلعم کے آل میں بارہ امام ہویدا کرونگا۔ ایسی فریب سے تو فریبی ہی فریب کہا سکتی ہیں نہ اہل صدق و صفا۔ اوری لیاقت بقول شخصے

عقل چہ کیست کہ پیش مردان بیاید۔

اقول و بہ نستعین یہہ اپنی اپنی قسمت ہی جسکی قسمت مین نہال ہونا تہا وہ بارہ امام کا ذکر توریت مین دیکھکر نہال ہوگیا اور جسکی قسمت مین روسیاہی دارین اور جلنا لکہا تہا وہ بارہ امام کا نام سنکر جل گیا اور ایسا جلا کہ روسیاہ ہوگیا۔

اب ہم قول معترض کی تردید کرتے ہین کہ اوسنے صریح پیشین گوئی سے براہ عداوت اہلبیت انکار کیا ہے حالانکہ عبارت توریت شریف مین صاف طور سے بارہ امام کے خبر ہے۔ یعنے ترجمہ بائبل اردو مرتبہ زمانہ حال مین لفظ بارہ سردار کا موجود ہے۔ اور ترجمہ قدیم عربی مین یہہ آیات اس طرح ہین واما اسمعیل فانی قد سمعت دعائک لہ وہا انا قد بارکت فیہ وجعلتہ ثمرا وساکثرہ تکثیرا وسیلہ اثنا عشر عظیما وساصیرہم امۃ عظیما۔ اور ترجمہ عربی زمانہ حال مین اثنا عشر شریفا درج ہے معترض نے اسکی تردید فقط اس نامعقول حجت سے کی ہے کہ رسول خدا صلعم کو اسمین شامل نہین کیا اگر بجاے بارہ کے تیرہ ہوتے تب دوازدہ امام سے متعلق ہوتی۔ ہم کہتے ہین کہ یہہ حجت معترض کے بچند وجہ مردود ہے۔ اول یہہ کہ رسول خدا صلعم زمرہ دوازدہ امام مین شامل نہین ہین جب چہاردہ معصوم کے شمار کے جاتے ہے یا پنج تن پاک کے شمار کیجاتے ہے اوسوقت رسول خدا صلعم کو اوسمین شمار کیا جاتا ہے اور جبکہ فقط دوازدہ امام کا ذکر ہو تو اوسمین رسول خدا شمار نہین ہوتے۔ دوسرے یہہ کہ معترض کو کتب سماویہ کے سمجھنے کی لیاقت نہین ہے۔ اگر معترض کو عقل ہوتی اور پہر اس عبارت مین غور و فکر کرتا تو رسول خدا صلعم کا حال بہی معلوم ہو جاتا۔ اب ہم ظاہر کرتے ہین کہ کتب سماویہ مین شعراء عجم کے سے مضامین نہین ہوتے کہ ایک بات کو چند الفاظ ہم معنے مین بیان

کرتے ہین بلکہ کلام ربانی کا یہہ قاعدہ ہے کہ ایک ایک لفظ سے چند معنی پیدا ہوتے ہین اور کوئی لفظ بیکار اور مکرر استعمال نہین ہوتا پس خدا تعالے نے جو اسمعیل علیہ السلام کے حق مین یہہ فرمایا کہ مین اوسی برکت دونگا اور اوسی برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑہاونگا اور اوسکو امت عظیم کرونگا کیا ان ہر چہار فقرات سے یہہ ہی مطلب نکلا کہ اونکی اولاد بکثرت ہوگی - اگر یہہ بات ہو تو قائل کا عجز کلام صریحًا ظاہر اور آیات مذکورہ زمرہ کلام ربانی سے خارج ہین - ان ہر چہار فقرات کو کثرت معنی ہین چار فصول یا چار ابواب سمجھنے چاہین کہ انمین زمانہ اسمعیل سے لیکر قیامت تک کا حال درج ہے فقرہ اول سے صریحًا یہہ مطلب ہے کہ اوسکے مال و عیال دین اور دولت مین برکت دونگا - دوسرا فقرہ یہہ ہے کہ مین اوسے برومند کرونگا یعنے اوسکے شجرہ مبارکہ کو باردار کرونگا - اور ظاہر ہے کہ شجر لگانے سے مطلب ثمر حاصل کرتا ہے اور اس شجرہ طیبہ کا ثمر جناب محمد مصطفے صلعم ہین - خدا تعالے نے ابراہیم و اسمعیل بلکہ نوح و شیث و آدم کا باغ اسی غرض سے لگایا تہا کہ اوسکا ثمر حاصل ہو -

تیسرے فقرہ کا یہہ مطلب ہے کہ اوسکے اولاد کو اور اتباع کو بڑہاونگا یعنے اوس ثمر کے اولاد و اتباع کو اسکے بعد خبر دوازدہ امام کے درج ہے (کہ اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے) کس سے پیدا ہونگے یہان پہر ضمیر اوسے ثمر کے طرف راجع ہے - یعنے محمد مصطفے صلعم ثمرہ شجرہ اسمعیل سے بارہ امام پیدا ہونگے - اسکے بعد ترجمہ عربیہ کا فقرہ ملاحظہ طلب ہے وصاسیرہ حمامۃ عظیمۃ یہہ امت عظیمہ امت محمدی سے مراد ہے لیکن نہ اس زمانہ کی امت سے کہ صفت امت عظیم ابہی صادق نہین آسکتے اسکے بعد انشاء اللہ تعالے بعد ظہور جناب صاحب الامر و بعد تکمیل امامت ائمہ اثنا عشر کہ تمام دنیا مین مذہب حق جاری ہوجائیگا

یہہ امت عظیم کہلائیگی - بمقابلہ گروہ کفار و نصارا بالفعل یہہ امت امت عظیم نہین کہلا سکتے -

تیسرے خود معترض نے یہہ شعر لکہا ہے - تو اصل وجود آمدی از نخست * دگر ہرچہ موجود شد فرع تست * اس سے ثابت ہوا کہ حضرت اسمعیل و ابراہیم خود فرع جناب رسول خدا کے ہین پس اگر صاف طور سے رسول خدا صلعم کو حضرت اسمعیل کے فرع مین معدود کیا جاتا تو بحث مذہب اس بیت کے داخل بے ادبی تہا اسلیئے بشمول دوازدہ امام جناب سرور کائنات کو شمار نہین کیا بوجہ لحاظ و ادب اونکو ثمر کے نام سے ظاہر کیا ہے اور ثمر اگرچہ درخت کے فرع ہے لیکن دوسرے اعتبار یہہ کہ درخت بہی اوسی ثمر سے روئیدہ ہوتا ہے درخت اوس ثمر کے فرع ہو جاتے ہی مرد فطین و ذہین پر لطف اسکا پوشیدہ نہین ہے معترض صاحب نے جو اس پیشین گوئی دوازدہ امام کے نسبت بہت حیران اور اور بہیانک ہوکر یہہ لکہدیا کہ بارہ سردار دن سے تو مراد حواری ہین اسکی وجہ فقط یہہ معلوم ہوتی ہے کہ جوش تعصب اور عداوت اہل بیت پیغمبر مین بے پس و پیش پیشین گوئی دوازدہ امام سے تو انکار کردیا حجت معقول دستیاب نہوئی اور انقطاع حجت کے لئے اونپر ثابت کرنا اس امر کا لازمی ہوگیا کہ بہلا اگر بارہ سردار سے مراد بارہ امام نہین ہین تو وہ بارہ کون ہین اسیر تعلین جانکنی پڑین اور بیہوش ہوکر چارطرف نظر ڈالی نہ تو عدد تین کا پایا کہ اصحاب ثلثہ گنتے نہ ایسے کثیر شمار پائی کہ اپنے خلفاء مروانیہ و عباسیہ کو مصداق اوسکی ٹہیراتے اب حیران تہی کہ کیا کرین اودہر امر حق سے تو روگردانی کرچکے کوئی تاویل درست نہین آتی اور امر حق پر کوشش کرنیوالے کی امداد تو سروش غیبی سے بہی ہوتی ہی مگر ناحق کوش و مکار پر شیطان ایسی وقت مین بجائے امداد کرنے کے ایسی لات جو تڑون پر مارتا ہی کہ مونہہ کے بل جہالت کے چاہ تاریک مین گر پڑتا ہے

پہر اوس جاہ ذلت مین عقل کا کام ہے کیا ہے اس خیال سے کہ حضرت مسیح کے حواریون کے شمار بارہ ہوئی ہے جلد بول اوٹہی کہ لفظ بارہ سردار سے مراد بارہ حواری ہین - اور اس لاجواب حجت پر اپنے رہبر کے بہونک سے ایسے ہوئے کہ خود بول اوٹہے کہ عقل چہ کیست کہ پیش مردان بیاید -

اب اہل انصاف ہے اسکا محاکمہ کرین اور معترض صاحب کی تاریخ فوائی کے داد دین کہ کجا حضرت اسمعیل اور اونکے اولاد اور کجا حواریان حضرت مسیح علیہ السلام - خانصاحب نے اپنی قوم کی ایک جاہل افغان کا لطیفہ زندہ کردیا یعنے کسی شخص اور افغان صاحب سے بحث ہولی شیخ صاحب نے اپنے بزرگوان کے مناقب بیان کرکے فرمایا کہ ہمارے فلان بزرگ نبی ہوئے فلان ولی ہوئے فلان امام کہلاے مگر خانصاحب دیکھو تمہارے قوم مین کوئی نبی یا ولی نہین ہوا - خانصاحب اس کلمہ سے بہت برآشفتہ ہوکر بولے کہ عیسی روہیلہ کیا تمہارا دادا تہا = یعنے حضرت عیسیٰؑ کے نام کے ساتہہ جو کبہی روح اللہ سنا تہا تو خانصاحب سمجہے تہے کہ حضرت عیسیٰؑ بہی قوم کے روہیلہ پٹہان تہے - اگرچہ ہمارے خانصاحب عالم وفاضل ہین لیکن بہر حال قوم سے تو افغان ہین اصلیت کسی کی بدل نہین سکتی بقول سعدی علیہ الرحمہ

خر عیسیٰ اگر ش بمکہ برند ٭ چون بیاید ہنوز خر باشد -

قال المولوی جہانگیر خان پہر صفحہ ۲۸ مین آپکا دوسرا ثبوت دیکہیے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی کل قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیئے تیرے ہی درمیان تیرے بہائیون مین سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اوسکے طرف کان دہریو پہر حضرت موسی وحی کی نقل اس طرح کرتے ہین - اور خداوند نے مجہے کہا کہ اونہون نے کہا سو اچہا کہا مین اونکے

لیئے اونکی بہائیون مین سے تجہسا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے موُنہہ مین ڈالونگا وہ سب اونسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا - الخ -

مولف نے بہائی کا جو لفظ عبارت صدر مین دیکہا لٹو ہو گئے اور فوراً یا علی انت منی بمنزلہ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی سے بنا کر طیار کر دی اور اوسکے معنی یہہ جما دیئے کہ جیسے حضرت ہارون سے لوگ حسد رکہتے تہے ویسی حضرت موسے سے عداوت رکہتے تہے مگر اخلاق محمدی مانع بد دعا اور غارت ہونے سا کیان کا ہوا - الخ -

غرض اسی طرح سے مولف نے اس کج فہم کی اپنی ڈہائی چاول علحدہ ہی پکائی ہین - دیکہو قول موسے سے تو اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ تو میری بہائیون یعنہ انبیاء اللہ مین سے ایک ایک نبی جلیل القدر خدا تعالے پیدا کریگا کہ وہ سب کا ہادی ہوگا اور اوسکے موُنہہ مین کلام خدا اوتریگا اور وہ خدا کے حکم کو پورا پورا تعمیل کریگا اور جو کوئی اوسکا کہنا نا مانیگا تو خدا اوسکا حساب لیگا پس ای بنی اسرائیل تم اوسکے طرف رجوع کرنا اور اوسکے بات کو گوش ہوش سے سننا جہانتک کہ غور کیا جاتا ہے تو حضرت موسے کے قول مین کوئی لفظ ایسا نہین پایا جاتا ہے جس سے حضرت ہارون یا جناب امیر یا نعوذ باللہ اونکے حسد کرنے والے اصحاب رسالت مآب مراد لیئے جاوین بلکہ حضرت موسے کی پیشین گوئی سے تو صرف حضرت رسول خدا کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہے

اقول و بہ نستعین ایسے کج فہم کے اعتراض کا جواب ہم ناظرین کتاب کے ذمہ چہوڑتے ہین وہ براہ عنایت اصل عبارت توریت کو جو اعتراض معترض کے اندر نقل کر کے ملاحظہ فرما کر اعتراض پر غور فرماوین کہ دو جگہہ صاف

الفاظ مین درج ہے کہ حضرت موسے بنی اسرائیل کے کل قوم سے مخاطب ہوکر
فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیئے تیرے ہی درمیان تیرے بہائیون مین سے
میرے مانند ایک نبی برپا کریگا۔ پہر معترض صاحب نے جو اسکے یہہ تشریح
فرمائی کہ قول موسے سے تو اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ میرے بہائیون یعنے انبیائ
اللہ مین سے خدا تعالے ایک نبی پیدا کریگا تو میرے بہائی کا لفظ کس عبارت
سے پیدا کیا ہے وہ کون قاعدہ صرفی یا نحوی ہے کہ تیری کے معنے میرے
ہوجاوین ایسے سمجھنے والے کو بلا شبہہ کج فہم بے مغز جاہل کہتے ہین جو ہمیشہ
اولٹا ہی سمجہے جس جاہل کو یہہ خبر نہین کہ کس لفظ کے ذریعہ سے یہہ پیشین
گوئی شان ہین جناب رسول خدا صلعم کے صادق آتی ہے اسکو جواب
لکہنے کا کیون خبط ہوا ہے اس پیشین گوئی کی نسبت یہودی حضرت عزیر کی
طرف کرتے ہین اور نصارا حضرت مسیح کو اسکا مصداق ٹہراتے ہین اور ہم فقط اس دلیل سے
جناب سرور کائنات کی طرف منسوب کرتے ہین کہ بنی اسرائیل سے یون کہا گیا ہے کہ تیری ہی بہائیون
مین سے وہ نبی مبعوث ہوگا یعنی بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے وہ نبی پیدا ہوگا نہ کہ بنی اسرائیل مین سے
اور حضرت عزیر اور حضرت مسیح دونون بنی اسرائیل ہین پس وہ نبی ایسے
قوم مین پیدا ہونا چاہیئے جو بنی اسرائیل نہون بلکہ بنی اسرائیل کے بہائی
ہون اور ایسے قوم سوائے بنی اسمعیل کے دوسری نہین اور ہمارے حضرت
اولاد اسمعیل مین سے ہین۔ اور جیسا کہ مخاطب نے اپنی کج فہمی سے یہہ سمجہا
کہ حضرت موسی نے یہہ فرمایا کہ میرے بہائیون مین سے وہ نبی پیدا ہوگا تو
ظاہر ہے کہ حضرت موسے کے بہائی بدرجہ اولی بنی اسرائیل ہین اور یہہ پہر کوئی
حجت ہمارے پاس ایسی نہین کہ یہود اور نصارا کو ساکت کرسکین اور نہ مثلا کسی
حق کو کوئی ذریعہ شناخت نبی مذکور کا حاصل ہوسکتا ہے اور سوا اسکے جو

میری بہائیون کی تفسیر مین انبیاء اللہ لکہا ہے یہہ معترض کے عقیدہ تناسخ کو ظاہر کر رہا ہے اور متلاشی حق کو ایسا بادیہ ضلالت مین بہٹکاتا ہے کہ تمام دنیا کی اقوام مین اوس بنے کا متلاشی ہو اور پتہ نہ لگے اور جو مطلب کہ پیشین گوئی سے مقصود تہا وہ قطعا تلف ہو گیا۔

دوسری شق اعتراض کی یہہ ہے کہ ہمکو حضرت موسے کے قول مین کوئی ایسا لفظ معلوم نہین ہوتا جس سے حضرت ہارون یا حضرت مرتضےؑ یا اونکے حساد مراد ہون۔ یہہ سب سے بڑہ کر عجیب بات ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے اصل عبارت انوار الہدے کو پڑہا نہین اور اگر پڑہا ہے تو کسی استاد سے پڑہ کر اوسکا مطلب نہین سمجہا۔ اصل کیفیت یہہ ہے کہ ہمنے دو وجہت سے اس پیشین گوئی کو جناب رسول خداؐ پر منطبق کیا ایک تو وہی وجہت بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے مبعوث ہونے کی اور دوسری وجہت یہہ کہ موسے علیہ السلام کہتے ہین کہ میرے مانند وہ نبی مبعوث ہوگا اسلیئے ضرور ہے کہ وہ نبی موعود تمام صفات مین حضرت موسی کے مشابہ ہو یعنی حضرت موسی کے مانند پیغمبر مرسل صاحب شریعت ناسخ جمیع ادیان صاحب حکومت مجاہد فی سبیل اللہ بالسیف ہو پس یہہ باتین نہ حضرت عزیز مین پائے جاتے ہین نہ حضرت مسیح مین بلکہ جناب سرور کائنات مین یہہ جملہ صفات پائے جاتے ہین چنانچہ مین نے بہت سے صفات ایسے ثابت کیئے ہین کہ وہ سوا حضرت موسیؑ اور محمد مصطفےؐ کے دوسرے کسی پیغمبر مین پائی نہین گئیں ازانجملہ اونکے ایک صفت یہہ بہی ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی نصرت وتائید حضرت ہارون سے کی گئی اوسیطرح جناب سرور کائنات کی نصرت اور تائید علی مرتضےؑ سے کی گئی چنانچہ تائید موسے ہارون سے ہونا

کلام الٰہی مین درج ہے اور تائید و نصرت محمد مصطفےٰ حضرت علیؑ سے ہونا درج احادیث صحیحہ ہے جسکی تشریح جنہا د راقم بیشتر ہم اس رسالہ مین لکھہ چکے ہین اور ثابت کر چکے ہین کہ عرش الٰہی اور ابواب جنت پر لکہا ہے محمد الرسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ اور ایک بہت بڑی صحیح اور متواتر حدیث مرویہ اہل سنت سے ہمنے ثابت کیا کہ خود جناب سرورکائنات نے اپنے آپ کو موسے سے اور حضرت علی کو ہارون سے مثال دی ہے۔

اس بیان پر معترض صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ قول حضرت موسےؑ سے یہہ مراد پائی نہین جاتی اور قول مصطفےٰ صلعم یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ الا انہ لا نبی بعدی کو جھوٹا سمجھہ کر ہمارے نسبت لکھا کہ یہہ حدیث بنا کر لکھدی ہے۔ حالانکہ یہہ حدیث اہل سنت کے نزدیک ایسے صحیح اور متواتر ہے کہ ہر زمانہ مین ایک جماعت کثیر راویان نے اسکو بیان کیا ہے اور کوئی کتاب حدیث سیر تاریخ کی ایسی نہین ہے کہ جسمین یہہ حدیث درج نہو۔ جملہ کتب صحاح ستہ اور مستدرک اور حلیہ اور مصنفات بیہقی و طبرانی وغیرہ اکابر محدثین اور ازالۃ الخفا مدارج النبوت معارج النبوت روضۃ الاحباب وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت مین اس حدیث کو متواترات مین شمار کیا ہے۔

اگرچہ تمام اعتراضات معترض کے یہہ ہے کیفیت ہے کہ اونمین سے کوئی اعتراض بہی اس قابل نہین کہ سمجھدار آدمی کے نزدیک ضرورت تحریر جواب کی ہو ہر عقلمند اوسکے وزن اور وقعت کو خوب سمجھہ سکتا ہے یعنے خود حضرات اہل سنت جو عقل اور انصاف سے بہرہ رکہتے ہین معترض صاحب کی کتاب کو دیکھکر بیزار اور نفرت کرتے ہین اسلیئے کتاب اظہار الہدےٰ ہرگز یہہ قابلیت نہین رکہتے کہ ان کا جواب لکھون لیکن فقط اسلیئے جواب لکھا ہے کہ تا جاہلون کو یہہ

بات کہنے کی گنجایش ملے کہ اظہار الہدے کا جواب نہین لکہا گیا اور اہل انصاف
یہہ بہی تو اپنے دل مین غور کرین کہ جس شخص کو اپنے مذہب سے بہی پوری واقفیت
نہین اردو کی صاف عبارت سمجہنے مین اسقدر تکلیف کہ تیری کو میرا اور میرے
کو تیرا اور لیل کے معنی دن اور نہار کے معنی رات سمجہے ایسے جاہل کے مقابلہ
مین جواب لکہنا بجز تضیع اوقات کے اور کیا فائدہ ہے۔ اور اگر مولویصاحب
عجز جواب سے ناواقف بنے ہین تو بہی جواب لکہنا فضول ٹہرا۔

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۲۸۶ مین ہے کہ ایلیا اور علی مین کچہہ فرق نہین
ہے ہم کہتے ہین کہ ہا بین علی اور ایلیا کے زمین واسمان کا فرق ہے اسلئے کہ علی عربی
لفظ ہے اور ایلیا عبرانی مگر مولف نے بسبب عدم واقفیت کے اس لفظ کو
سریانی لکہا ہے حالانکہ کسی لغت کی کتاب سے بہی ثابت نہین ہے اور یہہ ترکیب
بخوبی بہی مولف کے غلط ہے کہ علی مشتق اعلیٰ سے ہے کیونکہ اعلیٰ خود اسم تفضیل
ہے علو مصدر کا الخ۔

اقول۔ اب یہہ امر بالکل صاف کہل گیا کہ جب مولویصاحب سے جواب بن نہین
آیا تب دانستہ اپنے آپ کو پاگل بنا کر ہذیان بکنا شروع کر دیا۔ خوب سوجہے
ہین۔ دیوانہ باشش تا غم تو دیگران خورند۔ معترض نے اسجگہہ یہہ اور چالاکی
کی ہے کہ عبارت انوار الہدے کو مطلق نقل نہین کیا اور جہوٹا اعتراض قایم کرکے
لعنتہ اللہ علی الکاذبین کا طوق زیب گلو فرمایا۔ کوی مولویصاحب سے پوچہے
کہ کیا جواب لکہنا اسکو کہتے ہین کہ عجز جواب کے وقت دیوانہ وار کذب افترا
کے مرتکب ہون۔ آپنے انوار الہدے کے کس نسخہ مین لکہا ہوا دیکہا ہے
کہ ایلیا لغت سریانی ہے کیا علاوہ فہم سلیم اور عقل کے سامعہ و بصارت بہی آپکی
بڑہ گئی ہے کہ عبری کے عین کو سریانی کا سین اور حرف یا موحدہ کو راء

سملہ اور رار مہملہ کو یار تحتانیہ اور یار تحتانیہ کو الف نون اور یار تحتانیہ سمجھے
یا عقل اوسوقت کیتا بنی ہوئی تھی کہ شرم کے مارے حضور کے پاس نہ آسکی ہم
اہل انصاف کے روبرو اصل عبارت انوار الہدے کو نقل کر کے مولویصاحب
کے سنگ لائی کا تظلم کرتے ہین۔ صفحہ ۲۸۶ انوار الہدے مطبوعہ مرتبہ اول
جسکے صفحون کے نمبر معترض نے لکھے ہین اوسکے پہلے سطر مین یہہ عبارت ہے
(ایل نام خداوند تعالے کا ہے لغت عبری ہے عربی اور عبری زبانون مین کسی
قدر بول چال محاورہ کا فرق ہے جیسے یسوع وعیسی ایلیا اور علی مین کچھہ فرق
نہین ہے جیسا ایلیا خدا تعالے کے نام ایل سے مشتق ہے ویسے ہی علی اسم
خدا اعلی سے مشتق ہے۔)
ملاحظہ کیا جاوے کہ اسمین سریانی کا نام بھی نہین۔ ایسا ہی ہمنے تو یہہ لکھا کہ
علی اسم خدا اعلی سے مشتق ہے وہ اشتقاق مصدر کا اعتراض کرتے ہین
اگر کوئی صاحب منصف مزاج مولویصاحب سے ملاقی ہون تو ضرور اونکو ایزن
دین کیونکہ یہہ اعتراض انوار الہدے کے پڑھنے کے بعد ہوا ہے اور اوسمین
ہمنے حدیث قدسی متعلق باشتقاق اسمار پنجتن از اسمار الہی کو رواتب کو بطرق
متعدد وکتب اہل سنت سے نقل کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلعم واشتق اللہ
لنا من اسمائه اسماً واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ
الفاطر وابنتی فاطمہ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین
قال المولوی جہانگیر خان خانصاحب آپ یہہ تو فرمائی کہ آپنے لفظ ایلیا
پر تو بہت کچھہ بحث کی اور بوجہ حق پوشی کے معنی ہی اور آگئے تاکہ معنی لکھنے مین
کہین اہل سنت کے ہاتھہ دستاویز صحیحہ نہ پڑجاوے جو اولٹا شیعون کو چہادین
اب ہم آپکے قلعی کہولتے ہین دیکھو غیاث و منتخب و برہان وغیرہ لغتون کو کہ

اونہین ایلیا کے حقیقی معنی صدیق اکبر کے لکھے ہین اور مجازاً لقب جناب امیر کا بھی ہے
اقول و بہ نستعین معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے جسوقت ایلیا کے معنی صدیق
اکبر لغت مین دیکھئے تو حیرغتو ہوگئے اور لگے شیعون کو چھپانے۔ اہل انصاف
ذرا معترض کے اس کم عقلی کو تو ملاحظہ فرمائین کہ کیا صدیق اکبر کوئی گالی ہے یا
کوئی برا لفظ ہے کہ شیعہ حضرت علیؑ کی نسبت گوارا نکرینگے۔ صدیق اکبر تو
خاص حضرت علیؑ کا لقب ہے اور کتب معتبرہ اہل تسنن مین جابجا صدیق اکبر آپکے
ان القاب مین داخل ہے جو رسول خدا نے عطا فرمائے ہین۔ اگر اس لقب
کی طمع حضرت ابوبکر کے طرف ہے تو بالکل طمع خام ہے کیونکہ رسول خدا صلعم
نے اونکو یہہ لقب نہین دیا ہے بلکہ اونکے اشیاع و اتباع نے اونکا نام
رکھدیا ہے۔ اگر صدیق اونکا بھی لقب ہوتا تو ضرور ایلیا بھی اونکو مجازاً کہا
جاتا اور جبکہ معترض مقر ہے کہ ایلیا فقط حضرت علی کا ہے لقب ہے تو صاف
ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر کے لیئے لقب صدیق دزدیدہ و مغصوبہ ہے پیشتر
اسی رسالہ مین دو بار ہم کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت کرچکے ہین کہ صدیق
اکبر علی مرتضےٰؑ ہین اور یہانتک ثابت کرچکے ہین کہ امت محمدی مین سوائے
علی مرتضےٰؑ کے اور کوئی دوسرا صدیق اکبر نہین ہوا چنانچہ طبرانی جو اکابر ائمہ
حدیث اہل سنت مین ہین اسطرح حضرت سلمان و ابوذر سے روایت کرتے
ہین اخرج الطبرانی عن سلمان والی ذر رضؓ معاً ان النبی صلعم قال بعلی ان ھذا
اول من امن وھو اول من یصافحنی یوم القیامۃ وھذا صدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ
الامت یفرق بین الحق والباطل وھذا فاروق ھذہ الامت یفرق بین الحق والباطل
وھذا یعسوب المومنین الخ مبیضہ حضرت یہہ دوسری چوری حضرات اہل سنت کی
پائی گئی کہ دوسرا لقب فاروق بھی چراکر حضرت عمر کو دیدیا ہے۔ دوسری

روایت امام نسائی کی یہہ ہے۔ اخرج النسائی عن عباد بن عبد اللہ سمعت علیاً یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر۔ الخ اور یہہ ہی روایت امام حاکم نے عباد مذکور سے لکھی ہے۔ اور نیز امام فخر الدین رازی امام ثعلبی اپنے تفاسیر مین۔ امام احمد بن حنبل سند خود مین ابن شیرویہ فردوس مین۔ ابن المغازلے مناقب مین روایت کرتے ہین کہ صدیقان تین شخص ہین حبیب نجار کہ مومن آل یس ہے اور خرقیل کہ مومن آل فرعون ہے اور علی مرتضیٰؑ کہ اون سب سے افضل ہین اس امت مین۔

حافظ ابو نعیم نے بہی حلیہ مین عباد سے روایت کی ہے۔ شیخ عبد الحق مدارج مین لکھتے ہین کہ تسمیہ کرد پیغمبر خدا صلعم او را الصدیق۔ مولوی مبین وسیلۃ النجات مین یہہ ہی لکہتے ہین۔

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۲۰۷ مین ہے کہ جبکہ یہہ لوگ رسول خدا کے جنازہ پر حاضر نہوئے تو غریب سیدہ مرحومہ کے جنازہ سے کیا غرض تہی افسوس اوسوقت کے مسلمانون پر ہے کہ سب منافق تھے الخ۔

مطلب یوسف کا اس صریح افترا سے یہہ ہے کہ کوئی اصحاب رسول اللہ مین سے حضرت فاطمہ کے جنازہ پر نہ آیا اور نہ کوئی اصحاب رسول اللہ کے جنازہ پر شریک ہوا تہا اب ہم مولف کے قول کو شیعون کے معتبر کتب سے جہوٹا کرتے ہین۔ کتاب علل الشرائع کی جلد اول باب فلان مین لکھا ہے کہ عمر رضؓ نے چاہا کہ قبر فاطمہ کے کہود کر نماز پڑہے اس بات پر حضرت علی رضؓ غضبناک ہوے اور مستعد بجنگ شمشیر ہوے پس مہاجرین و انصار جمع ہو کر حضرت علی کے رضامندی کو اختیار کیا تب فساد رفع ہوا۔

اقول وبہ نستعین اب تو معترض صاحب کے عالی فہم ہونے مین اہل انصاف

کو شبہ نرہا ہوگا۔ دیکہا معترض صاحب کا نقطہ اسیقدر فہم تہا۔ اب کوئی اونسے دریافت کرے کہ آپکے عبارت مستدلہ کا کیا منشاء ہے آیا پہلے آدمیونمین شایعت جنازہ اسیطرح کرتے ہین کہ بوقت تجہیز وتکفین حاضر نہون اور دوسرے یا تیسرے دن ورثہ موتے سے لڑکر قبر کہودکے نماز پڑہنے کا ارادہ کرین۔ صد آفرین ہے ایسے نماز جنازہ پڑہنے والون پر کہ وارث موتی مانع قبر کہودنے کا ہوا اور وہ بدستور مصر ہون کہ ہم تو قبر کہود کر نعش نکالینگے۔ لیکن ہمکو یہہ معلوم نہوا کہ معترض نے کس امر کے ثابت کرنیکو علل الشرایع کی عبارت کا حوالہ دیا ہے یہہ امر تو اس عبارت سے بہی ثابت ہے کہ اصحاب ثلثہ جنازہ پر حاضر نہین ہوے اور نماز جنازہ کا نہ پڑہنا ہی ثابت ہے۔ اور اگر معترض کے نزدیک مشایعت جنازہ اسی سے مراد ہے کہ جب ورثہ موتی نعش کو دفن کراوین اوسکے بعد نبش قبر کرکے نماز پڑہین تو دوسری بات ہے چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

قال مولف نے پیرایہ دشمنی مین تو کہلا کہلا تبرا اصحاب عالی صفات وازواج مطہرات رسول اللہ پر کیا ہے الخ۔

اقول معلوم نہین ہوتا کہ یہہ خطاب کس سے ہے اور ہر دو نون کی سے شکایت کسکی روبرو ہے اگر منشاء اس تحریر کا یہہ ہے کہ اپنے ہم مشرب جہلا کو اشتعال دین تو کیا وہ اتنا بہی نہ سمجہتے ہونگے کہ خود معترض پیرایہ دوستی مین تبرا کہتا ہے۔ اسی روایت ملحقہ کو حضرات اہل سنت ملاحظہ فرمائین کہ مولوی جہانگیر خان صاحب تسلیم فرما رہے ہین کہ حضرت عمر نے بلا رضامندی حضرت علیؑ کے جناب فاطمہ کے قبر کہود کر نماز جنازہ پڑہنا چاہا اور حضرت علیؑ کی ممانعت کو کچہہ خیال مین نہ لائے بلکہ حضرت علی غضبناک ہوے

اور مستعد بجنگ تمشیر ہوے تب بہی حضرت عمر نے نہ مانا بالآخر مہاجرین و
انصار نے رفع فساد کیا پس اگر مولوی جہانگیر خان کے نزدیک یہہ روایت
مسلمہ ہے تو مجملہ روایات متعلقہ غصب حقوق و احراق بیت و اذیت فاطمہ
و مزاحمت حیدر کرار بدرجہ اولی صحیح ہین اور بحالت صحت اون روایات کے
جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے وہ دانشمند خبیر پر مخفی نہین۔

قال اپنے دانست مین مولف نے اہل سنت والجماعت کے توہین مین کوی
دقیقہ اوٹھا نہین رکہا ہے ہمارے نزدیک رسالہ انوار الہدے اور داستان
امیر حمزہ مین اتنا فرق ہے کہ مولف داستان نے بواسطہ دہوکہ دینے
اہل سنت کے اصحاب رسول اللہ کے نام دشمنون کے نام پر رکہ کر تبرا
کیا ہے چونکہ اوسکو ناواقفیت لوگون نے قصہ سمجہ لیا ہے اور رواسطہ تفریح
طبع کے پڑہ کر ایمان اپنا غارت کرتے ہین اور مولف انوار الہدے نے
صاف صاف تبرا لکہا ہے بہر حال یہہ دونو کتابین تبرائیون کے قابل آگ مین
جلا دینے یا پانی مین ڈبا دینے کی ہین۔

اقول وبہ نستعین اوفوہ اب ہمکو معلوم ہوا ہے کہ معترض صاحب نے
کس وجہ سے الزام تبرا اور توہین اہل سنت کا ہم پر لگایا ہے = ورنہ انوار الہدے
اور اظہار الہدے دونون کتابین اہل انصاف کی پیش نظر ہین وہ دیکہ سکتے
ہین کہ اظہار الہدے نہایت بد تہذیب طریقہ پر تالیف ہوئی ہے علماء و اکابر
فضلا و اہل تشیع تو درکنار حضرات ائمہ معصومین کی نسبت وہ گستاخانہ و بے
ادبانہ الفاظ تحریر کیے ہین کہ خدا کی پناہ پس جو شخص اہلبیت رسالت کی شان
مین اسقدر گستاخ اور بے باک ہے اوسکو اصحاب رسول اللہ سے کیا دلسوزی
ہو سکتی ہے لیکن اس موقع پر ان الفاظ جوشش ... کا جو کچھ مطلب ہے

وہ ہم سمجھ گئے - اصل حقیقت یہہ ہے کہ معترض انوار الہدیٰ کا جواب لکہنے کی
لیاقت نہ تہی اسلیئے جو کچہہ اونہوں کاغذ سیاہ کئے وہ ایک فعل لغو تہا اور منجملہ تمام اعتراضات
کے ایک اعتراض بہی اس قابل نہیں کہ صاحبان فہم خواہ سنی ہوں یا شیعہ اوسکو
پسند کریں بلکہ وہ اعتراضات ایسے ہیں کہ کسی حالت غیر نشہ وغیرہ میں لکہے گئے
ہوں تو بعد لکہہ جانے کتاب کے یہہ خوف ہوا کہ جب حضرات اہل تسنن اظہار الہدیٰ
کو پڑہینگے تو واسطے مطابقت صدق وکذب کے انوار الہدیٰ کو بہی ضرور ملاحظہ
فرمائینگے پس ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ اون لوگوں کو انوار الہدیٰ کے نام سے
نفرت ہو جاوے اور اوسکو ہرگز مطالعہ نکریں تاکہ مولوی جہانگیر خانصاحب
کی قلعی نہ کہل جاوے اسلیئے کہ تمام مقاصد اور مطالب انوار الہدیٰ جس سے
خلافت بلافصل جناب امیر المومنینؑ کی ثابت ہوئی ہے عام طور پر مسلمہ
مولوی جہانگیر خانصاحب ہو چکی کیونکہ قاعدہ مناظرہ کا یہہ ہے کہ جب کوئی
شخص جواب کسی کتاب کا لکہتا ہے تو اوسکے مطالب میں سے جس مطالب کو قبول
وتسلیم کر لیتا ہے اونکا جواب نہیں لکہتا اور جن مطالب میں اوسکو جائے گفتگو ہوتی
ہے اونکا جواب لکہتا ہے سو بفضلہ تعالیٰ انوار الہدیٰ کے جمیع مطالب
کے جواب سے مولوی صاحب قاصر ہوئے اور جو بعض الفاظ پر نکتہ چینی کی ہے
اوسکے لغویت سے ہر اسر ظاہر اسلیئے مولوی صاحب نے مناسب سمجہا ہے کہ
ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ کتاب انوار الہدیٰ کو اہل سنت ندیکہیں اور ہمارے
عجز جواب پر آگاہ نہو جاویں داستان امیر حمزہ کی نسبت جو کچہہ تحریر ہوا ہے
وہ بہی خالی از حماقت نہیں ہمنے تو اوسمیں اصحاب ثلثہ کا نام بہی لکہا ہوا نہیں
دیکہا البتہ ابوجہل وابوسفیان وغیرہ کے شکست کے قصہ کو لکہا ہے اور اوسمیں البتہ
مراعات ادب ملحوظ نہیں ہے اگر بوجہ دلسوزی ابوجہل وابوسفیان اوسکے

شان مین سوار اد نے ناگوار ہوئی ہے تو امر آخر ہے۔

قال اب اس اختصار مین زیادہ گنجایش نہین ہے ورنہ اور بہی ہست دہر میان ظلمات الہدے کی ظاہر کی جاتین کما لا یخفے۔

اقول افسوس ہے کہ انوار الہدے کے جواب مین تو آپ کتاب لکہہ رہے ہین اور بہر شکایت عدم گنجایش کی ہے۔ یون فرمائے کہ آپ مین گنجایش نہین رہی ورنہ کاغذ کی کمی تو خیال مین نہین آسکتے۔ ہان اگر کسی دوسرے مقصد مین آپ کتاب لکہتے اور اوسمین ذکر انوار الہدے کا کرتے تو عدم گنجایش کا حیلہ چل سکتا تہا لیکن جبکہ بقول خود اوسکا جواب آپ لکہتے ہین بہر عدم گنجایش کے کیا معنی۔ صاف لکہدیتے کہ اس سے زیادہ ہمارے سمجہہ مین نہین آتا اور اسکے لکہنے کی بہی آپکو ضرورت نہ تہی کیونکہ جسقدر اعتراضات آپنے لکہے ہین وہ سب بے سمجہے لکہے ہین ایسی طرح اور بہی لکہہ سکتے تہے مجہکو اعتراف آپکے شان اور آپکے فضیلت سے بعید ہے اور آپنے جو انوار الہدے کو ظلمات الہدے لکہا ہے اسکا ہم برا نہین مانتے یہہ آپکی بینائی کی صفت ہے اللہ تعالے کے بعض مخلوق ایسے بہی ہین کہ وہ نور آفتاب عالمتاب کو ظلمت سے بدتر سمجہتے ہین اور ظلمت سب کو انوار و تجلی و جانکر دن کو کہکہو ڈرون مین گہستے یا درختون کے شاخون پر اولٹے لٹکتے ہین اور رات کو سیر و شناخت کرتے ہین مگر جنکو خدا تعالے نے نصرت عطا فرمائی ہے وہ انوار الہدے کے قدر کو جانتے ہین ورنہ بقول سعدی نور گیتی فروز چشمہ ہور خوش نیاید بچشم موشک کور قطعہ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمہ آفتاب را چہ گناہ + راست خواہی ہزار چشم چنان + کور بہتر کہ آفتاب سیاہ۔

قال اطلاع جواب الجواب مین تہذیب کا خیال ہے + آیات معہ ترجمہ بیان اپنے ایمہ اور مجتہدین کے قول کی تکذیب معقول طور سے ہو ہمارے سوالات

کا جواب معقول دیا جاوے آیات و روایات مین تحریف و تبدیل نہو۔

اقول ۔ معترض صاحب عجیب باغیرت شخص ہین کیون صاحب کیا اقتضاے غیرت یہہ ہی ہے کہ کوئی دقیقہ بدتہذیبی کا آپنے فرو گذاشت نکیا اور ہمسے خواستگار تہذیب ہین اگرچہ زمانہ کا دستور ہے کہ کلوخ انداز را پاداش سنگ ہست لیکن ہمنے اپنے شرافت پر نظر کر کے مخاطب کی بدتہذیبی کا جواب نہین دیا کیونکہ بدتہذیبی تو جہوٹی امت پر ختم ہے ۔ دوسرے آپ ہم سے آیات و احادیث کے ترجمہ کے طالب ہین اسکے بعد ایک معلم کی خواستگاری ہوگی اور یہہ امر منافی شان مناظرہ ہے

تیسرے اکابر دین کی توہین اور تکذیب معترض پر ہے ختم ہو چکی ہے ہمارا کام دشمنان اہل بیتؑ کے توہین و تکذیب کرنا ہے سو دیکھ لینا کیسے معقول طور سے کی گئی ہے ۔

جو آیات انکے اعتراضات بیہودہ کے جیسے کچہ معقول ہین پڑہنے سے معلوم ہوگا تحریف آیات و احادیث ہمارا کام نہین ۔ اطمینان رکہئے ہم تحریف کنندہ کو کافر مطلق سمجھتے ہین ہمارا شیوہ نہین کہ قرآن شریف مین زیر زبر کی تحریف کرین جیسے کہ معترض نے شیعًا کی جگہ شیعًا بنا دیا ۔

قال حکم اطاعت و پیروی خلفاء رسول اللہ کا معترض نے اس موقعہ پر آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم پر استدلال کر کے خلفاء ثلثہ کے پیروی کو واجب سمجھا ہے ۔

اقول و بہ نستعین اولی الامر سے مراد بشہادت احادیث صحیحہ دوازدہ امام ہین اور معترض صاحب کے دوازدہ امام ہین معاویہ یزید مروان عبد الملک ولید ہشام وغیرہ فساق و منافقین بنی امیہ ہین پس جو شخص معترض کے قول کی پیروی

کریگا وہ سیدہا جہنم رسید ہوگا۔ اور جو کوئی ائمہ اہل بیت علیہم الصلواۃ والسلام
کی پیروی کریگا وہ ضرور نجات پائیگا اسلیئے ثابت ہوا کہ معترض خود بھی گمراہ
ہے اور دیگر مسلمانون کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے پس مسلمانون کو لازم ہے
کہ اپنے نفس پر رحم فرماکر ایسے مضل اور گمراہ کی بات نہ سنین۔
معترض اگرچہ علم سے بے بہرہ ہے مگر جاہلون کے بہکانے کے لیئے اپنے
آپ کو عالم ظاہر کرتا ہے آیۃ کریمہ وعد اللّٰہ الذین امنوا سے جو خلافت خاصہ
مراد لی ہے یہہ ہی بڑی دلیل معترض کی بے علمی کی ہے کہ مفصل بحث اسکی ہم پیشتر
لکھ چکے ہین۔ پہر آیتہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ
سے خلافت شیخین کی خبر نکالی ہے یہہ سب سے زیادہ عقلمندی ہے یعنے معترض
صاحب کو یہہ بہی معلوم نہین کہ خبر کیا شے ہے اور نص کسکو کہتے ہین۔ محض خبر
کو دلیل جواز کردانا جاہل مطلق کا کام ہے کیونکہ دجال ملعون کی خبر بہی حضرت
رسول اللہ صلعم نے دی ہے تو اس خبر کے وجہ سے دجال کی اطاعت مسلمانون پر واجب ہوگی
اسکے بعد معترض نے پیروان خلفاء ثلثہ کے صفات لکھے ہین۔ پنج وقتہ جماعت
سے نماز پڑہنے والے مساجد اللہ کے زینت کرنے والے۔ اشراق اور
چاشت کی عاشق وغیرہ وغیرہ لیکن ایمان جو سب مین ضروری صفت ہے اوسکا
ذکر بھی نہین۔ وہ صفات تو جملہ منافقین مین بہی ہوتی ہین خصوصاً جماعت سے نماز پڑھنا
تاکہ لوگ دیکھین کہ نماز پڑھتا ہے اور جو مومن مخلص محض بہ نیت تقرب خدا نماز
پڑھتا ہے اوسکو جماعت اور دکھلانے سے کیا سروکار ہے جہان
فرصت ملی وہان ہی نماز پڑھ لی۔ زینت مساجد بہی دلیل ایمان نہین ممکن ہے
کہ دین محبت اصنام ہو اور بظاہر مسجد مین جماعت کا امام ہو۔ اشراق اور
چاشت کے جو بالخصوص عاشق ہین وہ ضرور منافق اور فاسق ہین کیونکہ اونکا

بغیر دقیقہ دن مین نماز پڑہنے سے صاف ثابت ہے کہ وہ اپنے آپ کو عابد
مشہور کرنا چاہتا ہے اور سخت ریاکار ہے مومنین مخلصین تہجد اور نوافل شب
کے عاشق ہوتے ہین کہ کسی کو اونکے حال کی خبر بہی نہین ہوتی۔
الغرض تمام صفات منافقین لکہکر اخیر مین یہہ دعا یہہ فقرہ لکہا ہے کہ
خدا تعالے اظہار الہدے کو اونکی نجات کا ذریعہ بنا دے۔ سچ ہے جیسی
روح ویسے فرشتے الخبیثات للخبیثین

التماس مولف بر سبیل اعتذار

ناظرین عالی پر مخفی نہ ہے کہ جب بعد شایع ہونے انوار الہدے کے
رسالہ اظہار الہدے مری نظر سے گذرا تو ہرگز اس قابل نہ تہا کہ اوسکا
جواب لکہا جائے کیونکہ جس شخص نے اوسکو مطالعہ کیا نہایت بے لغو پایا لیکن
مینے زیادہ تر اس وجہ سے اوسکا جواب لکہنا شروع کیا کہ جہال اس سکوت
کو محمول بعجز جواب تصور نکرین ورنہ درحقیقت جواب کی کوئی حاجت نہ تہی
اب بعد ختم کرنے اس رسالہ کے مجھکو معلوم ہوا کہ جو اعتراضات مولف
اظہار الہدے نے مذہب شیعہ پر کئے ہین اون سب کے بہت شافی جواب
حضرات علماے شیعہ کے طرف سے ہو چکے ہین۔ چنانچہ میری پاس ایک رسالہ
موسومہ سہیل السماء بتوجہ جناب قبلہ وکعبہ حضرت مولانا بحر العلوم تاج
العلماء السید علی محمد بن حضرت سلطان العلماء ادام اللہ برکاتہ پونہچا اوسکے
دیکہنے سے معلوم ہوا کہ بعینہ یہہ ہے سوالات جنکو مولوی جہانگیر خانصاحب
نے اپنے طرف منسوب کیا ہے رسالہ سبیل یمانی مین مندرج ہین جسکا جواب
ایک عالم کامل شیعہ نے موسوم بسہیل السماء تحریر فرمایا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ ہمارے خانصاحب مصنف بالذات نہین ہین بلکہ دوسرے کے

مضامین اسکے سارق ہین جسکو یقین نہو وہ رسالہ سہیل یمانی سے مطابقت کرکے
دیکھ لے اسیطرح اور رسائل مناظرہ کے مضامین سرقہ کئی ہین دوسرا
رسالہ مولوی جہانگیر خانصاحب کا جسمین بعض مضامین انوار الہدے پر اعتراضات
کئے ہین وہ بہی ہرگز قابل جواب نہ تہا کیونکہ ہر اعتراض ایسا لغو ہے کہ ہر صاحب
انصاف جسوقت اصل کتاب انوار الہدے سے مقابلہ کرکے غور کریگا لغویت
اون اعتراضات کے ظاہر ہو جاینگے لیکن جبکہ جواب لکہنا شروع کر دیا تو
اوسکا ترک امانت کے خلاف معلوم ہوا۔ اب ناظرین کی خدمت مین یہہ
التماس ہے کہ جس جگہہ الفاظ ثقیل معلوم ہون میری غایت درجہ کی مجبوری
پر محمول فرماوین۔ مین نے جواب لکہنے مین تہذیب کا بہت کچہہ خیال رکہا ہے
ورنہ سوال ایسے نامعقول عبارت اور سخت الفاظ مین ہین کہ ہر شخص سے
اوسکی برداشت نہین ہوسکتی۔ اصحاب بصیرت پر پوشیدہ نہین ہے کہ جسوقت
انسان اچہی طرح سے دیکہہ رہا ہے کہ آفتاب عالمتاب دنیا کو اپنی نورانی
شعاعون سے منور کر رہا ہے اور ایک جاہل کندہ ناتراش زبردستی روز
روشن کو رات تبلا رہا ہے اور پہر اوس پر اصرار حد سے گذر رہا ہے تو کیسا ہی
فرشتہ خصلت آدمی ہو غصہ اوسکو ضرور آئیگا مین سچ کہتا ہون کہ اس کتاب
کے لکہنے مین غمخواری کرنا جیسے بے زہرہ شخص کا کام تہا جسوقت دعوے
کے خلاف دلیل پیش نظر ہوتی ہے اور ناواجب اعتراض وارد کیا جاتا ہے
اپنے ناواقفیت اور کم علمی کو دوسری کے الزام کا باعث گردانا جاتا ہے
تو ضرور غصہ آتا ہے آپ صاحب براہ عنایات جب اظہار الہدے مین
اون اعتراضات کو ملاحظہ فرماوین کہ جو انوار الہدے پر وارد کئے ہین تو ضرور کہ
اوس موقعہ پر انوار الہدے کو بہی مطالعہ کیا جاوے تاکہ صدق وکذب ظاہر ہوجاوے

مین ناظرین کے خدمت مین یہ بھی التماس کرتا ہون کہ جہانتک مجہسے ممکن ہوا ہے مینے اس کتاب کو ایسی عبارت و الفاظ سے بچایا ہے جس سے کسیکے دلمین نفرت پیدا نہو ۔

الہی بحرمت النبی وآلہ الامجاد اس رسالہ عجالہ کو قلوب مومنین و مخلصین بلکہ جمیع مسلمین مین درجہ قبولیت کا عطا فرما اور اسکو مجہہ گنہگار سراپا قصور وار کی مغفرت کا باعث گردان والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین الی یوم الدین ۔ یہ رسالہ تاریخ ۱۱ ماہ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۲ ماہ دسمبر روز شنبہ بکمال عجلت تمام ہوا ۔

صحت نامہ جواب رسالہ گمنام اظہار الہدی

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۵	۱۳	اس کپچے	۳۸	۱۷	سے لڑا	۶۷	۹	حضرت علی	۷۹	۹	پکارا میرے
۶	۱۳	اثر حمل	۳۹	۳	مبتعمد آفقد کفر	〃	۱۰	نمرود کا	〃	۱۵	کو پایا
۶	۱۴	حمل دی	〃	۱۴	قیس جنگل	۶۸	۶	ہرگز عمل	۸۰	۲	صنم خانہ
						〃	۱۲	زید بن			
۶	۲۱	دی رابہ	۴۲	۱۷	عن عائشہ	〃	۱۴	ایلیتی	〃	۲۰	بزرگون
۷	۱	دی بردم	۵۱	۱۶	اقول یہ تعجب	〃	۱۶	مولا علی	۱۸	۳	ظاہر ہو
۹	۳	درج کی	۵۲	۵	کھیچون	۷۳	۱۴	اماموں کو	〃	۱۲	اور موحد
۹	۹	فعی ستے	۵۴	۱۳	مگر نیابت	۷۶	۲۱	طائر ہوئے	۸۲	۹	منطبق
۱۱	۶	نو علم	۵۸	۱۰	طائر آیا	۷۸	۶	یہ بحث	〃	۲۱	موحد
۲۰	۴	تفصیل	۶۱	۱۳	علی الوصی	〃	۱۰	طائر کہا	۸۳	۳	موحد ہونا
۲۹	۱۳	بن سمرہ	۶۵	۱۰	قراقی امر کی تردید اور کس کس امر کا	〃	۲۰	تارخ تہا	〃	۸	بصدق دل
۳۲	۱۱	خدا کی	۶۷	۵	کس مضل	〃	۲۱	تارخ کا	〃	۱۳	آپ بھی

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۸۴	۳	سابقین	۹۸	۲۰	بالیقین	۱۱۶	۹	بزرگون	۱۲۲	۱۴	کی روایت
۸۵	۱۶	اوسلے	۱۰۰	۴	ہوا معلوم ہوا	۱۱۷	۲	جنہین	۱۲۳	۳	نعت مین
//	۲۰	رعائت	۱۰۱	۷	زکواۃ	//	۸	شاکیا	۱۲۴	۲۰	تتب فساد
۸۶	۶	پسرسے	//	۲۱	تشنیع	//	۱۵	کیا جب	۱۲۶	۸	بواسطہ
//	۹	ملامت	۲۰۱	۷	جاوے	//	۲۱	ہوچکے ہے	//	۱۶	بھی سراسر
۸۹	۳	محتسبون	۱۰۵	۱	شیعاگنبادیا	۱۱۸	۱۱	حضرت مسیح	۱۲۸	۱۶	سیاحت
//	۱۲	حوالے معہ	//	۱۳	کیا ہو	۱۲۰	۱۳	اورحلیہ	۱۲۹	۲	معترض
۹۰	۲۰	کیا ہے	۱۰۸	۲	حکم جیسے	۱۲۱	۳	تکلف	//	۳	کہ کوئی
//	۲۱	نکالڈا	۹۰۱	۱۴	حاسد ناحق	//	۵	کیا فائدہ	۱۳۰	۱۱	گرداننا
۹۱	۱۳	حصر کیا تہا	۱۱۰	۱۰	مفقود ہے	//	۷	اورعلی	//	۷	تاکہ لوگ
۹۳	۱۳	کونسا قاعدہ	۱۱۱	۲۱	فرماکر	//	۱۱	مشتق الی	۱۳۱	۱	غیر دقیقہ
۹۷	۵	مخلصی کنندہ	۱۱۶	۲	حضرت مسیح	//	۱۷	سے پوچہے	۱۳۲	۷	اناہمت

جس کتاب پر مہر و دستخط راقم کی نہو وہ مال مسروقہ سمجھی جاوے کوئی صاحب ہرگز نہ خرید فرماوین فقط

سید عابد علی عفی عنہ

کتب خانہ وقف منصبیہ میرٹھ

اعلان

واضح ہو کہ
کتاب ہذا کے
چھاپنے کی اجازت جناب
فیض مآب مولانا شیخ احمد صاحب
دام اقبالہ نے کمترین کو عطا فرمائی ہے
لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت
راقم کے قصد طبع نہ فرمائیں
بجائے نفع نقصان نہ اوٹھائیں فقط

راقم
سید عابد علی
مالک مطبع

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ